بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ افضلیہ و تفسیراتِ افضلیہ

پہلے تین پارے

مصنف

شیخ الاسلام پیر محمد افضل قادری
سجادہ نشین نیک آباد گجرات پاکستان

ناشر
حلقہ افضلیہ نیک آباد گجرات پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ افضلیہ و تفسیراتِ افضلیہ

پہلے تین پارے

تصنیف

پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

سجادہ نشین نیک آباد گجرات پاکستان

ناشر

حلقہ افضلیہ نیک آباد گجرات پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم O الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبه وخاتم النبیین سیدنا محمد وعلی آله و صحبه اجمعین

ترجمہ افضلیہ وتفسیراتِ افضلیہ کے مصنف استاذی واستاذ الاساتذہ پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت 4 جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ بمطابق 20 جنوری 1953 کو محلّہ ٹبی مرل گجرات میں ایک معروف علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔

آپ نے اپنے والد گرامی استاذ الاساتذہ حضرت مولانا پیر محمد اسلم قادری دامت برکاتہم العالیہ فاضل مدرسہ غوثیہ بٹالہ شریف وخلیفہ مجاز دربار عالیہ بٹالہ شریف اور دیگر جید اساتذہ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک کی منازل طے کیں۔

1968 / 1969ء میں حکیم الامت مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے 2 سال میں شرح وسط کے ساتھ صحاح ستہ کا دورہ حدیث پڑھا۔ درس نظامی کی تدریس 1967 سے شروع کر دی ہوئی تھی پھر 1973ء میں امام المحدثین مفتی اعظم حضرت سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ والی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے دوبارہ دورہ حدیث پڑھا اور اُن سے فتویٰ نویسی ومناظرہ کی تعلیم حاصل کی اور منطق وفلسفہ کی بالائی کتب اور علم طب وحکمت کی تعلیم امام المنقول والمعقول مولانا سلطان احمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (حاصلاں والا شریف) سے حاصل کی۔

استاذی محترم مدظلہ العالی 1967ء سے تا دم حال 2019ء تک 52 سال کریما سعدی سے بخاری شریف تک کئی بار مکمل درس نظامی اور اس کے ساتھ فاضل عربی کی تدریس کر چکے ہیں اور اس کے دوران پرائیویٹ تیاری کر کے میٹرک، ایف اے، بی اے، فاضل عربی کے امتحانات پاس کیے اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اسلامیات پاس کیا۔

آپ کی زندگی دینی وملی تحریکوں، باطل قوتوں سے ٹکراؤ، درس وتدریس، اصلاح وارشاد، خدمت خلق اور اندرون وبیرون ملک مدارس ومساجد کی تعمیر میں گزری۔ خطبات ومقالات افضلیہ، اربعین افضلیہ اور غلط تراجم کی نشاندہی کے علاوہ آپ کے انتہائی تحقیقی مضامین اخبارات ورسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔

حال ہی میں آپ نے شدید علالت، ہارٹ فیلیر اور بڑھاپے کے باوجود **ترجمہ افضلیہ وتفسیراتِ افضلیہ** کا انتہائی محنت طلب اور مشکل کام شروع کیا ہے جس کا پہلا پارہ شائع کیا گیا جس کے بعد، گستاخ رسول آسیہ ملعونہ کی رہائی پر ملک گیر اور تاریخ ساز احتجاج کی پاداش میں آپ گرفتار ہوئے اور تقریباً چھ ماہ گوجرانوالہ، لاہور کی جیلوں اور ایک ٹارچر سیل میں محبوس رکھے گئے جہاں شدید علالت اور لائبریری اور معاون نہ ہونے کے باوجود ترجمہ وتفسیرات کے پونے آٹھ پارے مکمل کیے جن میں سے پہلے تین پارے شائع کیے جا رہے ہیں۔

ترجمہ سلیس ہے۔ ادب الوہیت وتعظیم رسالت میں ڈوبا ہوا ہے اور معتبر تفاسیر کے مطابق ہے۔

تفسیراتِ افضلیہ میں انتہائی اختصار کے ساتھ قرآن مجید کے مطالب ومفاہیم، مصطلحات قرآن کی تشریح اور کلامی وفقہی مسائل کے علاوہ سیرت وتاریخ، تصوف واخلاق اور دیگر اہم مباحث پر کلام کیا گیا ہے ایک ایک فقرے میں علم کا خزانہ ہے۔ جس کا اندازہ پڑھنے سے ہوتا ہے۔

یہ بے مثل ترجمہ افضلیہ وتفسیراتِ افضلیہ ہر گھر میں، ہر لائبریری میں، ہر مسجد اور ہر مدرسہ میں بلکہ ہر مسلمان خصوصاً درس نظامی اور سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے اساتذہ وطلبہ کے پاس ہونا بہت مفید ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے مکمل استفادہ کرنے اور مختلف زبانوں میں ٹرانسلیشن کر کے دنیا بھر میں اسے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین و صلیّ اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد و علی آله و اصحابه وولده السید الشیخ عبد القادر الجیلی وعلی اولیاء اللّٰہ اجمعین

ترجمہ افضلیہ وتفسیراتِ افضلیہ میں معاون خصوصی: **مفتی محمد شہزاد قادری**

مفتی واستاذ جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات

فہرست تفسیراتِ افضلیہ (تین پارے)

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مقدمہ افضلیہ	1	اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ تنزیہیہ	10
قرآن مجید کی تعریف، موضوع اور غرض	1	الرحمٰن، الرحیم پر علمی بحث	10
کلام اعجازی، مصاحف اور تواتر سے کیا مراد ہے؟	1	بسم اللہ، سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں	10
وحی جلی اور وحی خفی	1	بسم اللہ کے بارے میں فقہی مسائل	10
قرآن مجید کے تین نزول	1	جانور پر بوقت ذبح بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنے کے مسائل	10
قرآن کی ترتیب نزولی وترتیب رسولی	2	بسم اللہ اور غیر اللہ سے استمداد کا مسئلہ	11
مکی ومدنی سورتیں	2	اصحابِ روحانیت قبروں میں بھی فیض تقسیم کرتے ہیں	11
جمع وتدوین قرآن	2	**سورہ فاتحہ**	12
حفاظتِ قرآن	2	مسئلہ قرأت خلف الامام	12
حفاظتِ قرآن کے بارے میں عقیدۂ اسلام	3	نماز جنازہ میں قراتِ فاتحہ	13
آیت، سورت، رکوع اور پارے کی تعریف	3	آمین کا معنیٰ اور آمین آہستہ کہنا مستحب ہے	13
قرآن مجید کے فضائل وبرکات	3	حمد کا معنیٰ ''تعریف'' درست نہیں	14
قرآن مجید اعظم ترین اور دائمی معجزہ ہے	3	مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ پر بے مثال کلام	14
معجزہ کی تعریف	3	مسئلہ: رب کا اطلاق کیا غیر خدا پر جائز ہے؟	14
قرآن مجید دین کامل کا سرچشمہ ہے	3	عبادت کی تعریف اور عبادت وتعظیم میں فرق	15
قرآن مجید علوم ومعارف کا لامتناہی سمندر ہے	4	لفظِ اللہ پر تحقیقی کلام	15، 86
قرآن مجید کے فضائل وبرکات احادیث نبویہ کی روشنی میں	4	استعانتِ حقیقی اور استعانتِ مجازی پر کلام	15
قرآن مجید کی فضیلت پر 24 احادیث	4، 5	ہدایت کے متعدد معانی	15
احکام وآدابِ تلاوتِ قرآن	7	انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟	16
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ وتفسیر	9	''الضَّآلِّیۡنَ'' سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں کیا یہ مہذب قومیں ہیں؟	16
اللہ تعالیٰ کی آٹھ ایجابی صفات	9	**سورہ بقرہ** (پہلا پارہ)	17

الم حروفِ مقطعات پر تحقیقی کلام	17	حضرت آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں اور ہمارے نبی ﷺ خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں	27
تقویٰ کی تعریف اور اس کی چار درجے	17	تسبیح و تقدیس اور حمد سے مراد کیا ہے؟	27
ایمان اور ضروریات دین کی تعریف	17	اسم نازل اور اسم عالی کی تعریف	28
غیب کی تعریف	17	حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیا کا علم دیا گیا	28
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا : کی صحیح تفسیر	18	ایک نبی علم میں تمام فرشتوں پر بھاری ہے	28
منافق کی تعریف اور منافقینِ مدینہ کی تاریخ	19	تمام انبیاءِ عظام کے علوم حضور ﷺ کے علم کے سامنے ایسے بھی نہیں جیسے سمندر کے سامنے قطرہ	28
صحابۂ کرام معیارِ ایمان ہیں	20	**سجدہ** کا لغوی و شرعی معنی اور سجدہ کی قسمیں	28
اللہ تعالیٰ ہنسی، مذاق، ٹھٹھہ جیسے عیوب سے پاک ہے	21	سجدہ اور چومنے میں فرق	29
اِسْتِهْزَا کا کونسا ترجمہ اَسْلَم، سَالِمْ اور کونسا الحاد ہے	21	ظلم کا معنی اور عصمت انبیا	29
كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا مثال کی تشریح اور اس کا مصداق	21	نسیانِ انبیا عیب نہیں بلکہ کمال ہے	29
كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ مثال کی تشریح اور اس کا مصداق	22	حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش وسیلۂ مصطفیٰ سے معاف	30
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ پر علمی بحث	22	**توبہ** اور توبہ کے چار ارکان	30
عبادت کا مفہوم خاص اور مفہوم عام	23	''آیات'' سے مراد کیا ہے	31
بارش کے آسمان سے نازل ہونے کی سائنسی وضاحت	23	بنی اسرائیل اور یہود مدینہ پر کلام	31
مشرکین اُلوہیت کی بعض شانیں معبودانِ باطلہ میں مانتے تھے	88،23	صبر کا لغوی و شرعی معنی	33
قرآن مجید دائمی معجزہ ہے اور معجزہ کی تعریف	24	صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کا حکم	33
کفار، قیامت تک قرآن کی ایک سورت کی مثل نہیں بنا سکتے	24	بنی اسرائیل کی عالمین پر فضیلت کے بارے میں تحقیقی کلام	33
بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہونے کی دو شرطیں	24	**شفاعت** پر علمی بحث	158،34
اَزْوَاجٌ سے کیا مراد ہے؟ اور جنت کی دائمی نعمتیں	25	فرعون مصر مصعب بن ریان اور اس کے مظالم	35
مثال سے غیر واضح چیز واضح ہو جاتی ہے	25	آل سے کیا مراد ہے؟	35
فاسق کی تعریف اور اس کے تین درجے	25	بحر قلزم میں بارہ راستے بنانے کا معجزۂ موسوی	35
اللہ تعالیٰ ماضی و حال اور مستقبل کو جانتا ہے	26	جبرئیل امین کی گھوڑی اور بچھڑے کی پوجا	36
فرشتہ کی تعریف	27	دین موسوی اور دین مصطفیٰ میں مرتد کے احکام	36

اللہ تعالیٰ کی کوہ طور پر تجلی اور موسیٰ علیہ السلام کی غشی	37	جن انبیاءِ عظام پر جہاد فرض ہوا، اُن میں سے کوئی بھی بوقت جنگ شہید نہیں ہوا	50
من وسلویٰ سے کیا مراد ہے	37	ظہور سے پہلے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعائیں	51
حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ اور اپنی قوم کے درمیان بارش کا وسیلہ بنے	38	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی ایک جھلک	52
بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب اور طاعون کے احکام	146،38	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا موتِ شہادت کیلئے دعا کرنا	53
قادیانی اور نیچری معجزات کے منکر ہیں	38	حضور ﷺ کو اَن گنت معجزات عطا کیے گئے	54
جنتی کھانے کو "خیر" کہنے کی حکمت	39	**جادو** کے شرعی احکام	55
یہود پر ذلت ورسوائی مسلط کردی گئی	49،39	نبی اکرم ﷺ کو "رَاعِنَا" کہنے سے منع کیا گیا	56
نبی کا لغوی وشرعی معنی۔ نبی بعثت سے پہلے بھی نبی ہوتا ہے	40	"اللہ میاں" اور "اللہ صاحب" کہنا جائز نہیں	57
اللہ پر ایمان لانے سے مراد: اللہ اور رسول دونوں پر ایمان لانا ہے	40	ناسخ اور منسوخ پر کلام	57
بنی اسرائیل ہفتہ کے روز شکار کیلئے کونسا حیلہ اختیار کرتے تھے	41	اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور مخلوق کی صفات عطائی ہیں	58
مقتول کو زندہ کرنے کے لیے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم	42	مسجد کا لغوی وشرعی معنی اور مسجد کے احکام	60
اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہنا کہاں مستحب اور کہاں ممنوع ہے؟	43	بعض صورتوں میں نماز پڑھتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا لازمی نہیں	61
گائے کے واقعہ کا خلاصہ	43	جد الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت	63
ذبح کے مسائل	43	حدودِ حرم میں کیا کیا ممنوع ہے؟	65
کیا پتھروں میں ادراک اور خشیت کی صلاحیتیں موجود ہیں	44	مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا حکم	65
مکہ مکرمہ کا ایک نام "ام القریٰ" ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کو اُمی کہا جاتا ہے	45	نیک کاموں کے بعد دعا کرنا سنتِ انبیا ہے	66
جنت میں جانے کی بنیادی شرائط	47	نبی اکرم ﷺ کے تمام آبا وامہات موحد ومسلم تھے	67
والدین کے حقوق پر جامع کلام	47	رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا کا مصداق حضور نبی اکرم ﷺ ہیں	67
قطعی حرام کو حلال سمجھنے والا دائرہ اسلام سے خارج	49	بعثتِ نبوی کے مقاصد	68
رسول کا معنی، تعریف اور رسولوں کی تعداد	49	ہر والد کو اپنی اولاد کی فلاح کے لیے مخلص ہونا چاہیے	69
حضرت حسان کے لیے دعاءِ نبوی	50	**شرک** پر کلام	70

نفسِ نبوت میں سب انبیا ایک جیسے ہیں لیکن مراتب میں فرق ہے	71
صحابہ معیارِ حق ہیں	71
آپ ﷺ کی حفاظت اور نصرت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ میں لے لی	71
گواہی کے بارے میں چند مسائل	72
خانہ کعبہ، مسجد اقصیٰ سے کتنی دیر پہلے تعمیر کیا گیا (**دوسرا پارہ**)	73
کون سے نبی کس قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے	73
ہجرتِ مدینہ کے کتنے ماہ بعد خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم ہوا	73
تحویلِ قبلہ کی تین حکمتیں	73
امت مصطفیٰ بہترین، مرکزی اور معتدل امت ہے	73
امتِ مصطفیٰ کی گواہی دُنیا اور آخرت میں مقبول	74
نبی اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں	74
لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ کا بعض مترجمین کا غلط ترجمہ کرنا	75
خانہ کعبہ آپ ﷺ کی خواہش پر قبلہ بنا	75
اگر خانہ کعبہ نظر آئے تو عین کعبہ دیکھنا ضروری ہے	75
اگر خانہ کعبہ نظر نہ آئے تو جہتِ کعبہ ہی کافی ہے	75
حق کی تعریف	186-77
سب کا قبلہ خانہ کعبہ اور اللہ تعالیٰ کا قبلہ نبی اکرم ﷺ ہیں	77
تین بار قبلہ کی طرف منہ کرنے کے حکم کی تین علل	78
علم غیب پر قرآن وحدیث کی روشنی میں کلام	79
ذِکر کا معنی اور ذِکر کی اقسام	80
شکر کا لغوی اور شرعی معنی	80
حیاتِ شہداء قرآن وحدیث کی روشنی میں	81
روح کی حقیقت	82
حیات النبی ﷺ	82
شہیدِ فقہی اور شہید غیر فقہی	83
59 قسم کے لوگ شہید حکمی ہیں	83
شہید زندہ ہیں تو کلام کیوں نہیں کرتے؟ کا جواب	83
بندوں کی آزمائش کیوں ہوتی ہے	83
اولاد بھی ثمرات میں داخل ہے	84
اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے فضائل ومسائل	84
صفا ومروہ اللہ کی نشانیوں سے ہے	84
شعائر سے کیا مراد ہے؟	84
حج کی تعریف اور عمرہ پانچ کام کا نام ہے	85
حج میں صفا ومروہ کی سعی کا کیا حکم ہے؟	85
برائی کی جگہوں سے برائی ختم کرنا چاہیے نہ کہ اچھے کام	85
لعنت کرنے کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس کا معنی کیا ہے؟	85
کس پر لعنت بھیجنا جائز ہے	85
اللہ کے واحد ہونے کا معنی اور مراد کیا ہے؟	86
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا ایک دہریہ سے مناظرہ	87
نظام کائنات میں وجودِ باری تعالیٰ کے واضح اشارات موجود ہیں	87
سورج اور چاند زمین سے کتنے دور ہیں	87
ادراک کے تین ذرائع اور عقل کی تعریف	88
حضور ﷺ کی محبت، اللہ تعالیٰ کی محبت کے لوازمات سے ہے	89
کفار کے لیے روزِ قیامت کی ہولناکیاں	89
کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام ہے	89
حلال کی تعریف، حرام جانور کونسے ہیں،	90
کونسے پرندے اور پانی کے جانور حلال ہیں	90
کسب حرام کسے کہتے ہیں، طیب کا معنی کیا ہے؟	90

خصیتین، گردوں، اوجھڑی اور بدبودار گوشت کا حکم	90	پھانسی دینا اسلامی طریقہ نہیں	100
اسلام صفائی اور پاکیزگی کا دین ہے	91	اسلام میں قصاص کا حکم	100
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں	92	وصیت پر کلام	101
حلال کمائی کمانے اور کھانے کا حکم	92	**روزہ** کا لغوی وشرعی معنی اور روزہ کے احکام	102
حرام خوراک کھانے والے کا چالیس روز تک عمل قبول نہیں	92	نصفُ النہار شرعی سے کیا مراد ہے؟	102
''اِنَّمَا'' کیا حصر کے لیے ہوتا ہے؟	93	روزہ کے چند اہم فوائد	102
مردار کیا ہے؟	93	فدیہ صوم صرف شیخ فانی کیلئے ہے، ہر بیمار کے لیے نہیں	103
ذبح کی اقسام، ذبحِ حقیقی، ذبحِ حکمی پر کلام	93	**رمضان** کا لغوی معنی	104
آج کل حلال گوشت کے لیے مسلمانوں کو بہت احتیاط کرنی چاہیے	93	ماہ رمضان میں ہونے والے واقعات اور رمضان المبارک کے فضائل	104
رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک اور پیشاب مبارک امت کے حق میں پاک اور حلال ہے۔	94	شبِ قدر میں نزول قرآن سے کیا مراد ہے؟	104
خنزیر کے احکام	95	دعا کی قبولیت کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں؟	105
وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ پر علمی وتحقیقی کلام	95	رمضان کی راتوں میں کھانے، پینے اور ہمبستری کرنے کی اجازت	105
اضطراری حالت میں حرام اور مردار کھانا جائز ہے	95	میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہنے کا مطلب کیا ہے	106
کس نبی پر کون سی کتاب اتری؟	97	اعتکاف کا لغوی وشرعی معنی اور اس کی اقسام	106
کس نبی پر کتنے صحیفے اترے	97	''ہلال'' کون سے چاند کو کہتے ہیں	107
رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک پر روایات	97	شمسی نظام بھی درست ہے	107
یتیم کی تعریف، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت	97	جنگ سے پہلے کون سی باتوں کی دعوت ضروری ہے	108
مسکین کی تعریف	97	جنگ میں کن لوگوں کو قتل کرنا منع ہے	108
نماز دین کا ستون اور زکوۃ دین کا پل ہے	98	حضور کے غزوات اور سرایا کی تعداد	108
منافق کی علامات اور منافق عملی ومنافق اعتقادی میں فرق	98	حضور کے غزوات وسرایا میں مقتول مسلمانوں اور کفار کی مجموعی تعداد	108
میدانِ جنگ سے بھاگنا کبیرہ اور مہلک گناہ ہے	99	قتال فی سبیل اللہ کے مقاصد	109

ترک جہاد کے نقصانات	110
عمرہ کا لغوی وشرعی معنی، عمرہ کی نیت	110
تلبیہ، میقات، حل وحرم، اضطباع ودیگر اصطلاحات کی تعریفات	110
حج کا طریقہ	111
حج کی اقسام	111
مکہ مکرمہ مولد النبی ﷺ اور دیگر زیارات	113
زیارتِ نبوی، حاضری مدینہ منورہ وآثارِ نبوی	113
محصر اور اس کے احکام	114
حج کی نیت اور رفث، فسوق اور جدال کی تعریفات	115
حج کے دوران تجارت کرسکتے ہیں	115
عرفات کو عرفات کیوں کہتے ہیں	115
مشعر حرام سے مراد کیا ہے؟	116
کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں الخ	116
حج کے موقع پر منیٰ میں کون سے میلے لگتے تھے	116
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً میں دنیا اور آخرت سے کیا مراد ہے	117
اسلام میں پورے پورے داخل ہونے کا حکم	119
اللہ تعالیٰ: آنے، جانے اور شوائبِ حدوث سے پاک ہے	119
منافقین کا مسلمانوں سے مذاق کرنا	120
قرآن کی حقانیت	121
غزوۂ خندق کا پس منظر	122
زکوٰۃ کے چند اہم مسائل	123
قتال فی سبیل اللہ کے لیے شرط	123
جہاد کی صف میں کھڑا ہونا، ساٹھ سال کی نمازوں سے افضل ہے	124
حرمت والے مہینے کونسے ہیں	124
مرتد کی تعریف اور مرتد غلیظ گستاخ رسول کے احکام	125
جہاد فی سبیل اللہ اور قتال فی سبیل اللہ میں فرق	126
خمر قطعی اور خمر ظنی کے احکام	127
شراب پینے والے کے لیے وعیدیں	127
جوا کیا ہے؟	128
قُلِ الْعَفْوَ میں اَلْعَفْوَ سے کیا مراد ہے؟	128
کتابیہ کے سوا کافرہ عورتوں سے نکاح کرنے کی ممانعت	129
کتابی عورت سے نکاح نہ کرنا بہتر ہے	129
حیض کے تفصیلی مسائل	130
لواطت کے نقصانات	131
بیویوں کو کھیتی کہنے کا مطلب	131
ہمبستری کی دعا	131
قسم کے مسائل، کفارۂ قسم اور قسم کی اقسام	132
ایلاء کیا ہے؟	133
طلاق کیا ہے، طلاق کی اقسام، عدتِ طلاق	133
عورتوں اور مردوں کے حقوق وفرائض	134
مرد کے عورت پر حاکم ہونے کی چند وجوہات	135
طلاق رجعی اور طلاق بائنہ	135
خلع کیا ہے، خلع کے مسائل	136
عدالت سے یکطرفہ خلع کا شرعی حکم	136
اکٹھی تین طلاقوں کا مسئلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں	137
اکٹھی تین طلاقوں کے نافذ ہونے پر جمہور صحابہ کرام، جمہور تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع	137
روایتِ مسلم: وہم اور غلط ہے، حوالہ جات	137
نبی ﷺ نے اکٹھی تین طلاقوں کو نافذ فرمایا	138

جولوگ اکٹھی تین طلاقوں کو ایک قرار دیتے ہیں وہ اپنے دماغ کا علاج کرائیں	138
تین چیزوں میں مذاق اور سنجیدگی ''سنجیدگی'' ہے	139
بالغ عورت اپنی مرضی سے کُفو (جوڑ) میں شادی کرسکتی ہے	139
والدین اور اولاد کو نصیحت افضلیہ	140
رضاعت کے مسائل اور حرمتِ رضاعت	140
عدت اور سوگ کے ضروری مسائل	142
دورانِ عدت نکاح کرنے اور کرانے والے کا حکم شرعی	142
حق مہر کے مسائل	143
نماز کے منکر اور تارکِ نماز کے احکام	144
نمازِ وسطیٰ کون سی نماز ہے	145
نماز خوف بالجماعت کا طریقہ	145
طاعون سے ڈر کر بھاگنے والوں پر طاعون کا عذاب	146
قرضِ حسنہ کے فضائل	147
آثار وتبرکات	149
تابوت (صندوق) میں کون کونسے تبرکات تھے؟	149
حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کا متبرک وشافی ہونا	149
مقام ابراہیم کی تعظیم وبرکت	149
حضرت طالوت اور جالوت کا واقعہ	148
سیدالانبیا حضرت محمد رسول ﷺ افضل الخلق ہیں (**تیسرا پارہ**)	153
نبی اکرم ﷺ کے افضل الخلق ہونے کے پانچ قرآنی دلائل	153
نبی اکرم ﷺ کے افضل الخلق ہونے پر پانچ احادیث	154
کیا بعض انبیا کو بعض پر فضیلت دینا منع ہے؟	156
نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کا حکم	157
آیت الکرسی پر کلام	157
نینداور اُونگھ کی تعریف	158
ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے	159
کرسی سے کیا مراد ہے؟	159
اللہ تعالیٰ عرش وکرسی پر بیٹھنے سے پاک ہے	159
علمِ ذاتی اور علمِ عطائی پر کلام	160
آیت الکرسی کے فضائل	160
لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا صحیح مفہوم	161
''ولی'' کے متعدد معانی	161
انسانوں میں ''طاغوت'' کون سا شخص ہے	161
نمرود روئے زمین پر حکومت کرنے والا پہلا کافر بادشاہ تھا	162
شہر بابل کے آثارِ قدیمہ کی دریافت	162
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ	162
اللہ تعالیٰ کا حضرت عزیر علیہ السلام پر ایک سو سال موت وارد کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا	163
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر پرندوں کا زندہ ہونے کا معجزہ	164
''**انفاق فی سبیل اللہ**'' کے فضائل	165
فی سبیل اللہ کا اطلاق	165
صحابہ کرام کا فی سبیل اللہ اپنے مالوں کو خرچ کرنا	166
احسان جتا کر اپنی نیکیاں ضائع مت کرو	167
زکوٰۃ اور عشر کے مسائل	168
راہِ خدا میں عمدہ چیزیں صدقہ کرنی چاہیں	169

ہرانسان کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر ہے	170	اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرنے کا ثواب	182
حکمت کا معنی اور اس سے مراد	170	نسیان اور خطا کی تعریف اور اُن کے احکام	182
نذر شرعی اور نذر عرفی	170	سورہ بقرہ کی دو آخری آیتوں کے فضائل	184
علانیہ اور خفیہ صدقات کا حکم	171	**سورہ آل عمران**	185
نبی ﷺ ہادی ہیں اور اللہ تعالیٰ خالقِ ہدایت ہے	171	نصاریٰ نجران کی مدینہ منورہ آمد	185
اصحابِ صفہ	172	حروف مقطعات پر کلام	186
اصحابِ صفہ کی مصروفیات اور خدمات کی جھلک	172	جمہور صوفیاء کے نزدیک اسم اعظم "اللہ" ہے اور راقم الحروف کے نزدیک اسم اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں	186
سود پر کلام	172	فرقان سے معجزات مراد ہیں	186
سود کی مختلف صورتیں، سود کا شرعی حکم	174	بچے کی خلقت کا عمل اور فرشتے کیلئے عطائی علم غیب کا ثبوت	187
تجارت اور سود میں فرق	175	محکم کی تعریف	187
سود کے دینی، اخلاقی اور اقتصادی ومعاشرتی نقصانات	175	متشابہ کی تعریف	188
کیا سود کا پیسہ مسجد کی لٹرینوں پر خرچ کر دینا چاہیے؟	176	اِستوٰی کے بارے میں امام مالک کا قول	188
مقروض کے ساتھ نرمی کرنے کے فضائل	177	تاویل کا لغوی وشرعی معنی	188
قرض، بیع سلم اور بیع مطلق کی تعریفات اور ان کے احکام	177	اَلرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے کون سے لوگ مراد ہیں	188
تمام بیوع، قرضوں اور دین کو لکھنا مستحب ہے	178	اللہ جھوٹ اور تمام عیوب سے پاک ہے	189
عدل کا معنی۔ گواہ بنانے اور گواہی دینے کے احکام	178	کفارِ مکہ اور یہودِ مدینہ کی شکست کھانے کی پیش گوئی	189
گواہی کب دینا واجب ہے اور کہاں نہ دینے کی اجازت ہے	179	یہودِ کے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کیا گیا	190
امانت پر کلام	180	بنو قریضہ کے 600 سے زائد جنگجوؤں کو جنگ خندق میں عہد شکنی کی وجہ سے قتل کیا گیا	190
افعالِ جوارح اور افعالِ قلوب	180	غزوہ بدر پر اجمالی کلام	190
وسوسوں کے احکام	181	نبی اکرم ﷺ کے قرآنی ناموں میں ایک نام "سبیل اللہ" ہے	190
مغفرت پر کلام	181	غزوہ بدر میں دوگنا تعداد نظر آنے کی تفسیرات	190
امت محمدیہ کے لیے **خصوصی رخصتیں**	182	شہوت کی تعریف	191

زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے	191	رسول اللہ کی اطاعت اللہ کی اطاعت	198
سحری کے اوقات میں عبادت کرنے کی ترغیب	192	حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں کے والد کا نام عمران ہے	199
علماءِ یہود کا سوال: سب سے بڑی گواہی کونسی ہے؟	192	مریم کا معنی	200
خانہ کعبہ میں 360 بت سجدے میں گر گئے	192	حضرت مریم علیہا السلام کی ایک دن میں کتنی نشو ونما ہوتی تھی؟	200
نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ نے تبلیغ دین کا حق ادا کر دیا	193	**کرامت** کی تعریف اور ثبوت	201
قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کسے ہوگا؟	193	اولیاء کرام کے پاس اللہ سے دعا کرنا سنتِ انبیا ہے	201
تین جرم اور اُن کی تین سزائیں	194	حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت	202
حضور نبی اکرم ﷺ کا یہود کو رجم کے بارے میں توریت سے فیصلہ کرنے کا چیلنج	194	سب سے فضیلت والی خواتین کونسی ہیں	202
حضور نبی اکرم ﷺ نے روم اور ایران کے ممالک کے فتح ہونے کی پیش گوئی فرمائی	195	عطائی علم غیب کا ثبوت	202
تین ضربوں سے پورا مدینہ منورہ روشن	195	مسیح اور عیسیٰ کا معنی	203
دن کو رات اور رات کو دن میں داخل کرنے سے مراد	195	حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن میں پچاس ہزار بیماروں کو شفا دیتے تھے۔	203
زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ نکالنے سے مراد	195	قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول	203
قرض اُتارنے کا وظیفہ	196	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ معجزات	203
دشمن سے محفوظ اور دشمن پر غالب آنے اور جنتی ہونے کا وظیفہ	196	**معجزہ** کی تعریف	205
کفار سے قلبی دوستی اور راز داری سے سخت ممانعت	196	معجزہ کے متعلق ایک اہم وضاحت	205
جان، مال، عزت اور اولاد کو اضطراری حالت میں کفار کے شر سے بچانے کے لیے تدابیر اختیار کرنے کی رخصت	196	اللہ کا نبی شارعِ دین ہوتا ہے۔ بندگانِ خدا سے مدد مانگنا درست ہے	205
کوئی شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کے بغیر اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا	197	حواری کسے کہتے ہیں؟	206
قرآن کے ساتھ حدیث بھی سرچشمۂ اسلام ہے	198	**مکر** کے عربی معنی اور اردو معنی میں فرق	206

اردو میں مکر کا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا بے ادبی ہے	206	جھوٹی قسم کھانے پر پانچ وعیدیں	215
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازش	206	عبد کا معنی اور عبد الرسول، عبد المصطفیٰ اور عبد النبی نام رکھنے جائز ہیں	216
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں میں اٹھا لینے کے دلائل	206	کون سے علماء ''علماءِ ربانی'' ہیں؟	216
مُتَوَفِّیکَ پر علمی بحث	207	انبیا علیہم السلام شرک کی تعلیم دینے سے پاک ہیں	216
نصاریٰ نجران کا سوال: باپ کے بغیر بیٹا پیدا نہیں ہوتا نبی ﷺ کا جواب اور نصاریٰ کا لاجواب ہونا	209	انبیاء عظام کو دنیا میں آنے سے قبل نبوت ورسالت عطا کر دی گئی	217
نصاریٰ نجران کو **مباہلہ** کا چیلنج	209	انبیا کو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا حکم	217
حضور ﷺ مباہلہ میں چار بیٹیوں میں سے صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کو کیوں لے کر گئے؟	209	حیاتِ انبیا اور قبور میں انبیا کے تصرف کا ثبوت	217
مباہلہ میں یہود نے کیوں راہِ فرار اختیار کی	209	ارشادِ نبوی: میرے مددگار خلیل اللہ ہیں	218
مباہلہ کا شرعی حکم؟ کیا ہر کوئی مباہلہ کر سکتا ہے؟	210	نبی اکرم ﷺ کی نبوت حقیقی ہے اور دیگر انبیا بالتبع نبی ہیں	218
عبادت کیا ہے؟	210	ارشادِ نبوی: روزِ قیامت تمام انبیا میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے	218
شرک کیا ہے؟	210	محفل میلاد کا ثبوت	218
6ھ میں مختلف بادشاہوں کو بھیجے گئے خطوط کا متن	211	کفار بھی تکوینی نظام کے پابند ہیں	218
حضرت ابراہیم علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کتنے سال پہلے ہوئے	211	اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ کسی دین یا کسی ازم کو قبول نہیں کرتا	219
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ حقدار کون سی امت ہے	212	حضور کے ظہور سے قبل یہود کا آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا	219
حق کو باطل سے ملانے سے کیا مراد ہے؟	213	یہود کو ایک بار پھر توبہ واصلاح کی دعوت	220
یہود کا صبح کے وقت ایمان قبول کرنے اور شام کو مرتد ہونے کی سازش	213	کون سے لوگ ہیں جن کی توبہ اسلام میں قبول نہیں	220
اسلام میں امانت کی ادائیگی کی تاکید	214	شفاعت: کافروں کے لیے نہیں، صرف مؤمنین کے لیے ہے	220

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

مقدمه افضلیه

قرآن مجید کی تعریف :

"قرآن مجید" اللہ تعالیٰ کا عربی زبان میں وہ کلام اعجازی ہے جو وحی متلو کی صورت میں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر اتارا گیا، مصاحف میں لکھا ہوا ہے، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے بغیر کسی شبہ کے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

کلام اعجازی: کلام اعجازی سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا اعظم ترین ودائمی معجزہ ہے جس کی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل کلام بنانا ممکن نہیں۔ کفارِ عرب سے لے کر آج تک دنیا بھر کے لوگ قرآن مجید کی ایک سورت کی مثل کلام پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں اور قرآن مجید کا چیلنج ہے کہ قیامت تک ایسا ممکن نہیں۔

وحی: وحی سے مراد اللہ کا وہ کلام ہے جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر فرشتہ کے واسطہ سے یا فرشتہ کے واسطہ کے بغیر نازل ہوا۔

"وحی متلو" اُس وحی کو کہتے ہیں جس کے معانی کے ساتھ الفاظ بھی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل کیے گئے ہوں اسے وحی جلی بھی کہتے ہیں جبکہ وحی خفی یا وحی غیر متلو اس وحی کو کہا جاتا ہے جس کے معانی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوں اور الفاظ وافعال نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ خود تجویز فرمائیں۔ یاد رہے کہ حدیث پاک کو وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

مصاحف: مصاحف وہ ہیں جن میں قرآن مجید اوّل تا آخر لکھا ہوا ہے۔

تواتر: تواتر سے مراد یہ ہے کہ روایت کے راوی ہر طبقے میں اتنے زیادہ ہوں کہ وہ جھوٹ پر عادۃً جمع نہ ہو سکیں۔

قرآن مجید کا موضوع: خالقِ کائنات اور انبیاء وملائکہ اور کائنات کا علم، اصلاح عقائد واعمال واحوال، تزکیہ نفوس، تہذیب اخلاق، تدبیر منزل اور شہروں وملکوں کی سیاست ہے۔

قرآن مجید کی غرض وغایت: قرآن مجید کا علم حاصل کرنے، اس پر عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے سے انسان کی دنیا وآخرت سنور جائے۔

قرآن مجید کے تین نزول

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر جید مفسرین کے اقوال کی روشنی میں قرآن پاک کے تین نزول ہوئے

نزولِ اول: اللہ تعالیٰ کا کلام جو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے غیر مخلوق، ازلی اور قدیم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قلم کو اس کلام قدیم پر دلالت کرنے والے نقوش کو لوح محفوظ پر لکھنے کا حکم دیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ۝ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (۱) ترجمہ: بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں۔

(۱) سورہ بروج: 22

نزولِ دوم: ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ (۲) ترجمہ: ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا۔ یہ نزول ماہ رمضان میں شب قدر میں لوح محفوظ سے نیچے والے آسمان کے مقام ''بیت العزت'' میں ہوا۔

نزولِ سوم: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک 40 سال مکمل ہونے پر قرآن مجید کا نزول غارِ حرا میں سورہ علق کے نزول سے شروع ہوا اور 23 سال میں مکمل ہوا۔

ترتیب نزولی وترتیب رسولی:

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب، ترتیب رسولی کہلاتی ہے جس میں پہلی سورت ''الفاتحہ'' ہے اور آخری سورت ''الناس'' ہے اور لوح محفوظ میں بھی قرآن مجید اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے جبکہ ترتیب نزولی میں سب سے پہلے سورہ علق **اِقۡرَاۡ سے مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ** تک نازل ہوئی اور حسبِ ضرورت قرآن کی آیات وسورتوں کا نزول ہوتا رہا اور آخری آیت (۳) ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ'' (۴) ہے۔

مدنی ومکی سورتیں: جو سورتیں ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں مکی کہلاتی ہیں اور جو ہجرت مدینہ کے بعد کسی بھی جگہ نازل ہوئیں مدنی کہلاتی ہیں۔

جمع وتدوین قرآن

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ پر جو قرآن مجید نازل ہوتا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ بڑے اہتمام سے کاتبین وحی صحابہ کو لکھنے کا حکم دیتے۔ چنانچہ کسی کپڑے، کسی کاغذ، کسی پاک چمڑے، کسی پتھر یا لکڑی وغیرہ پر قرآن مجید لکھ کر محفوظ کر دیا جاتا۔ جبکہ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید حفظ بھی کیا اور سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ جب عہدِ صدیقی میں منکرین ختم نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کی قوم سے جنگ یمامہ ہوئی اور 700 کے قریب حفاظ قرآن صحابہ شہید ہو گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پرزور مشورے پر خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشہور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید ایک کتاب کی صورت میں جمع کرنے اور اس کی کاپیاں مختلف شہروں میں بھیجنے کا حکم دیا (۵)۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے کو جمع وتدوین قرآن کہا جاتا ہے۔

حفاظت قرآن

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے مختلف عربی قبائل کو آسانی کے لئے اپنی اپنی زبانوں میں قرآن کی تلاوت کی اجازت دی تھی۔ دورِ عثمانی میں خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ مختلف لغتوں کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو رہا ہے، اے خلیفہ رسول! اس سے پہلے کہ امت میں قرآن مجید کی مختلف لغتوں کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے اس صورتحال کا تدارک فرمائیں۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اصحاب حل وعقد کے مشورہ سے لغتِ قریش (جس میں قرآن کا نزول ہوا تھا) کے سوا دیگر تمام لغات پر پابندی لگا دی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے کو حفاظتِ قرآن کہا جاتا ہے اور اِس وقت جو قرآن مجید امت کے ہاتھوں میں ہے یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ پر لغت قریش میں نازل ہونے والا اصل قرآن مجید ہے۔

(۲) سورہ قدر:1۔ (۳) صحیح بخاری، باب موکل الربا (۴) سورہ بقرہ:278۔ (۵) صحیح بخاری، باب قولہ لقد جاءکم رسول، الرقم:4679

حفاظت قرآن کے بارے میں عقیدۂ اسلام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (٦) ترجمہ: بیشک ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ لہٰذا اہلسنت کا اجماع ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں عربی زبان میں جو قرآن مجید ہے اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاسِ تک سارے کا سارا محفوظ ہے اور جو کہے قرآن میں تحریف لفظی (ردوبدل) ہوئی وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے نیز مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید قیامت تک ہر قسم کی کمی و زیادتی سے محفوظ رہے گا۔

جبکہ قرآن مجید سے پہلے تمام کتب سماویہ توریت، زبور، انجیل اور دیگر صحائف اصل نازل شدہ زبان میں مفقود ہیں، عبرانی اور دیگر زبانوں میں جو تراجم ہیں اُن میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

آیت ،سورت ، رکوع اور پارے کی تعریف :

آیت : ایک مختصر مضمون کو کہتے ہیں جس کا کوئی نام نہیں ہوتا۔

سورت: قرآن مجید کی آیات کا ایسا مجموعہ جو ایک مکمل مضمون یا چند مضامین پر مشتمل ہو اور اس کا صاحب شرع صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کوئی نام بھی رکھا ہو سورت کہلاتا ہے اور سورتیں 114 ہیں۔

رکوع: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ قاری نمازِ تراویح میں ایک رکعت میں جتنی آیات تلاوت کرتے تھے اسے رکوع کہا جاتا ہے اور رکوع 540 ہیں۔

پارہ: قرآن مجید کے تیس حصوں میں سے ایک حصہ کو پارہ کہا جاتا ہے اور پارے 30 ہیں۔

قرآن مجید کے فضائل وبرکات

قرآن مجید اعظم ترین معجزہ ہے:

قرآن مجید نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا عظیم الشان دائمی معجزہ ہے۔ **معجزہ** کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ پر کوئی خلافِ عادت واقعہ ظاہر فرمائے جو کفار کو اس کی مثل لانے سے عاجز کردے جیسے چاند کے دو ٹکڑے کرنا، ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لانا، جانوروں سے کلام فرمانا وغیرہ۔

جب کفار نے کہا: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں، پیغمبرِ اسلام اسے خود گھڑتے ہیں (العیاذ باللہ من ذالک) تو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے کفار کو چیلنج فرمایا کہ وہ قرآن مجید کی ایک سورت کی مثل فصیح و بلیغ کلام جس میں علوم و معارف کا بحرِ بے کنار ہو تیار کرکے دکھائیں چنانچہ دنیا بھر کے کفار ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود آج تک ایسا نہیں کرسکے اور آئندہ قیامت تک بھی ایسا نہ کرسکیں گے۔ قرآن مجید کی اس شان کو اعجاز القرآن (قرآن کا عاجز کردینا) کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید دین کامل کا سرچشمہ ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا "(٧)

(٦) سورہ حجر:9۔ (٧) سورہ مائدہ:3۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین (ضابطہ حیات) مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو ضابطہ حیات پسند کر لیا۔

قرآن مجید ایک کامل دین اور مکمل دستور حیات ہے جس میں عقائد، اخلاق، عبادات، معاملات، معیشت، تجارت، ثقافت، معاشرت، سیاست وغیرہ کے تمام اصول وضوابط بیان کر دیئے گئے ہیں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے، اس پر صحیح عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے سے انسان کے دونوں جہان (دنیا و آخرت) سنور جاتے ہیں۔

قرآن مجید علوم ومعارف کا لامتناہی سمندر:

قرآن مجید الفاظ کے اعتبار سے ایک مختصر کتاب ہے لیکن معانی ومطالب اور علوم ومعارف کا بحرِ بے کنار ہے۔ آج تک جتنے علوم وفنون معرض وجود میں آئے ہیں اور آئندہ قیامت تک وجود میں آئیں گے تمام علوم ومعارف حتی کہ جدید سائنسی علوم کی بنیادیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (۸)'' ترجمہ: اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شئی کا بیان ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میرے بعد فتنے ہوں گے، عرض کیا گیا اُن کا حل کیا ہوگا؟ فرمایا: اللہ کی کتاب جس میں تمہارے سے پہلے کی اور بعد کی تمام خبریں اور تمہارے معاملات ومسائل کو حل کرنے کے احکام موجود ہیں۔ (۹)

جیسے سمندر کی اوپر والی سطح دیکھنے والوں کو نظر آتی ہے لیکن سمندر کے خزانوں کو ماہر غوطہ خور ہی دریافت کر سکتے ہیں اسی طرح قرآن مجید کے ظاہری علوم پر علماءِ اسلام اطلاع پاتے ہیں لیکن قرآن مجید کے باطنی علوم ماکان ومایکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ــــــ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ (۱۰) ترجمہ: ہمارے ذمہ کرم میں ہے اس قرآن کو (آپ کے سینہ اقدس میں) جمع کرنا اور اس کا پڑھانا۔۔۔۔۔ پھر ہمارے ذمہ کرم میں ہے اس قرآن (تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ) کو آپ پر بیان کرنا۔

پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے توسل سے جس کو جتنا چاہتا ہے قرآن مجید کے علوم باطنیہ بھی عطا فرماتا ہے۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے اللہ کی کتاب میں پالیتا ہوں (۱۱)

قرآن مجید کے فضائل و برکات احادیثِ نبویہ کی روشنی میں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سے بہتر

(۸) سورہ نحل 98۔ (۹) جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل القرآن، الرقم: 2906۔ (۱۰) سورہ قیامہ: 17، 19

(۱۱) الاکلیل فی استنباط التنزیل للسیوطی، جلد 1 صفحہ: 13۔ ☆ الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والستون: علوم العلوم المستخلة من القرآن

شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور (دوسروں کو بھی) سکھائے۔(۱۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔(۱۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک حرف پڑھا، اس کے لئے اس کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے(۱۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تمام کلاموں پر اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن حکیم) کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی (فضیلت) اپنی مخلوق پر۔(۱۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (روزِ قیامت) قرآن مجید پڑھنے والے سے کہا جائے گا: قرآن مجید پڑھتا جا اور جنت میں منزل بہ منزل اوپر چڑھتا جا اور یوں ترتیل سے پڑھ جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا، تیرا ٹھکانا جنت میں وہاں ہوگا جہاں تو آخری آیت تلاوت کرے گا۔(۱۶)

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس پر عمل بھی کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اس دنیا میں لوگوں کے گھروں میں چمکنے والے سورج کی روشنی سے زیادہ حسین ہوگی تو اُس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا؟(۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: روزِ قیامت روزہ اور قرآن دونوں بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔(۱۸)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اُس شخص کو (کبھی) فاقہ نہیں ہوگا جو قرآن مجید پڑھتا ہے۔(۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔(۲۰)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قرآن مجید

(۱۲) صحیح بخاری، باب خیرکم من تعلم القرآن، الرقم 5027 (۱۳) جامع ترمذی، الرقم: 2913
(۱۴) جامع ترمذی، باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن: 2910 (۱۵) جامع ترمذی، باب ماجاء کیف قراءۃ النبی ﷺ: 2926
(۱۶) جامع ترمذی: 2914 (۱۷) سنن ابی داود، باب فی ثواب قراءۃ القرآن 1453
(۱۸) المستدرک للحاکم، باب اخبار فی فضائل القرآن: 2036۔ ☆ مسند الامام احمد بن حنبل: 6626
(۱۹) مصنف ابن شیبہ، باب فضل من قرأ القرآن: 29954 (۲۰) صحیح مسلم، باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ: 780

پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفیع بن کر آئے گا۔(۲۱)

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کا اختتام دو ایسی آیتوں کے ذریعے کیا ہے جو اُس نے مجھے اپنے عرش کے نیچے رکھے ہوئے خزانے سے دی ہیں تم انہیں خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ۔(۲۲)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیات یاد کرلے گا وہ دجال (کے شر) سے محفوظ رہے گا۔(۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے۔ جس نے سورہ یٰسین پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس مرتبہ (مکمل) قرآن پڑھنے کا ثواب لکھے گا(۲۴)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اپنے وفات پانے والوں کے پاس سورہ یٰسین پڑھا کرو۔(۲۵)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص ہر رات ''سورہ ملک'' پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس سے عذابِ قبر کو روک دے گا۔ ہم حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے دور میں اسے (عذابِ قبر کو) روکنے والی کہا کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایسی سورت ہے کہ جس نے ہر رات اس کی تلاوت کی اُس نے بہت زیادہ اور اچھا عمل کیا۔(۲۶)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نبی اکرم صل صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''سورہ زلزال'' نصف قرآن کے، ''سورہ اخلاص'' تہائی قرآن کے اور ''سورہ کافرون'' چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔(۲۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص روزانہ دو سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اُس سے پچاس سال کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں سوائے اس کے کہ اس پر قرض ہو۔(۲۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے اہل میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' اور ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھ کر اسے دم کرتے جب آپ مرض وصال میں مبتلا تھے تو میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ پر دم کرتی اور آپ کے ہاتھ کو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے (جسدِ اقدس) پر پھیرتی، کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ بابرکت تھے۔(۲۹)

(۲۱) صحیح مسلم، باب فضل قرأۃ القرآن: 804۔
(۲۲) المستدرک للحاکم، باب اخبار فی فضل سورۃ البقرۃ: 2066
(۲۳) صحیح مسلم، باب فضل سورۃ الکہف: 809
(۲۴) جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل یٰسین: 2887
(۲۵) سنن ابی داؤد، باب القرأۃ عند المیت: 3121۔
(۲۶) معجم الاوسط: 6216
(۲۷) جامع ترمذی، باب ماجاء فی اذا زلزلت: 2894۔
(۲۸) جامع ترمذی، باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص: 2898
(۲۹) صحیح مسلم، باب رقیۃ المریض بالمعوذات: 2192

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤ۔ اپنے نبی کی محبت اور میرے گھر والوں کی محبت اور تلاوتِ قرآن۔(۳۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنے گھروں کو نماز اور قرآن کی تلاوت سے منور کرو۔(۳۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے کئی قوموں کو بلند کر دیتا ہے اور کئی قوموں کو پست کر دیتا ہے۔(۳۲)

حضرت عثمان بن عبداللہ ثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کسی شخص کا بغیر قرآن کریم دیکھے تلاوت کرنا ہزار درجہ ہے اور قرآن میں **دیکھ کر تلاوت کرنا اس** پر دو ہزار درجہ افضل ہے(۳۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے کہ یہ دل ایسے زنگ آلود ہوتے رہتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم! ان دلوں کو چمکانے والی چیز کیا ہے؟ فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت۔(۳۴)

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے روایت ہے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ جو قرآن پڑھے اور اسے حفظ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی دس افراد کے حق میں شفاعت قبول کرے گا جن میں سے ہر ایک کے لیے عذابِ دوزخ واجب ہو چکا ہوگا۔(۳۵)

احکام و آدابِ قرآن مجید:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

- ...... ”اسے نہ چھوئیں مگر پاکیزہ۔(۳۶)۔
- ...... اور قرآن ترتیل (یعنی حروف کو مخارج سے صفاتِ لازمہ وصفاتِ عارضہ) کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔(۳۷)۔
- ...... اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔(۳۸)۔
- ...... تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے(۳۹)۔

ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورہ فاتحہ اور ایک

(۳۰) کشف الخفاء: 174۔☆الصواعق المحرقۃ 2/496۔ (۳۱) شعب الایمان، باب فصل ادمان تلاوۃ القرآن، 1875
(۳۲) صحیح مسلم، باب فضل من یقوم بالقرآن: 817 (۳۳) مشکوۃ المصابیح، کتاب: فضائل القرآن، الفصل الثالث: 2167۔
(۳۴) مشکوۃ المصابیح، کتاب، فضائل القرآن، الفصل الثالث: 2168۔ (۳۵) سنن ابن ماجہ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، الرقم: 216
(۳۶) سورہ واقعہ: 79۔ (۳۷) سورہ مزمل: 4۔ (۳۸) سورہ اعراف: 204۔ (۳۹) سورہ نحل: 98۔

دوسری چھوٹی سورت یا اس کی مثل مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ واجب عین ہے۔(۴۰)

قرآن مجید کو حفظ کرنے کے بعد بھلا دینے پر عذاب کی وعید ہے ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص قرآن کو یاد کرے پھر اس کو بھلا دے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ کوڑھا ہوگا'' (۴۱)۔ لہٰذا ناپختہ حفاظ کے لئے واجب ہے کہ وہ قرآن مجید کی منزل یاد کرنے پر پورا زور لگا دیں۔

ساتوں قرأتیں جائز ہیں مگر اولیٰ یہ ہے عوام جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے جیسے ہمارے یہاں قرأت امام عاصم بروایتِ حفص رائج ہے لہذا یہی پڑھے۔ (۴۰)

بچوں کو آسانی کے لئے ''پارہ عمّ'' خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔(۴۰)

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب عبادات ہیں۔(۴۰)

مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب اور ابتداءِ سورت میں بسم اللہ سنت، ورنہ مستحب۔ درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرے تو اعوذ باللہ، بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سبحان اللہ اور کلمہ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے تو اعوذ باللّٰہ پھر پڑھنا اس کے ذمہ نہیں۔(۴۰)

سورہ توبہ سے اگر تلاوت شروع کی تو اعوذ باللہ، بسم اللہ کہہ لے اور جو اسکے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورت توبہ آ گئی تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ سورہ توبہ سے ابتدا کرے جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔(۴۰)

لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں۔ جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو، یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔(۴۰)

قرآن مجید سننا، تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔(۴۰)

جو شخص (قرآن) غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ وحسد پیدا نہ ہو۔(۴۰)

قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہوں اور قرآن مجید نیچے ہو۔(۴۲)

(۴۰) بہار شریعت، حصہ سوم، باب قرآن مجید پڑھنے کا بیان۔ (۴۲) بہار شریعت، حصہ شانزدہم، باب قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

(۴۱) سنن ابی داؤد، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ، الرقم: 1474۔ ☆ مصنف عبدالرزاق، باب تعاھد القران ونسیانہ، الرقم: 5989

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع بہت ہی زیادہ رحمت فرمانے والا انتہائی مہربان

اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات

اللہ نام ہے اس ہستی کا جو واجب الوجود ہے اور تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے (۱)

واجب الوجود کا معنٰی ہے جس ہستی کا موجود ہونا ضروری ہے اس پر عدم (نہ ہونا) نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے اسی کو ازلی وابدی بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید اس مفہوم کو "اَللّٰہُ الصَّمَدُ" (۲) سے تعبیر کرتا ہے۔ "اَللّٰہُ الصَّمَدُ" کا معنٰی ہے اللہ بے نیاز ہے کیونکہ اس کی ذات اور صفات پیدا نہیں ہوئیں اور اس کی صفات ذاتی ہیں یعنی کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں جبکہ اللہ کے سوا سارا جہان اللہ کا محتاج ہے۔ اللہ نے ہی جہان پیدا فرمایا ہے اور اللہ ہی پورے جہان کو چلا رہا ہے اور ایک ایک ذرہ کی ربوبیت فرما رہا ہے۔

صفاتِ کمال سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتیں نقائص وعیوب سے پاک ہیں قدیم وازلی (غیر مخلوق اور ہمیشہ سے) ہیں۔ حادث ومخلوق نہیں۔ ذاتی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں، حقیقی ہیں مجازی نہیں۔ مستقل ہیں زوال پذیر نہیں ہوسکتیں لامحدود ہیں محدود نہیں۔

یاد رہے کہ تمام مخلوقات کی تمام صفات مخلوق، مجازی، عطائی، غیر مستقل اور محدود ہیں لہذا کوئی مخلوق بھی ذات وصفات میں اللہ تعالیٰ کی شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آٹھ صفات ہیں: (1) حیات (2) قدرت (3) کلام (4) دیکھنا (5) سننا (6) علم (7) ارادہ (8) تکوین

حیات: اللہ کی حیات سے مراد ہمیشہ سے ہمیشہ موجود ہونا ہے۔ اللہ کی حیات، روح وجسم کے بغیر ہے بلکہ اللہ روح وجسم کا خالق ہے۔

قدرت: اللہ کی قدرت سے مراد یہ ہے کہ ہر ممکن (جس کا موجود ہونا جائز ہو) اللہ کے زیر قدرت ہے البتہ واجب اور محال جیسے دوسرا الٰہ یا اللہ کی ذاتِ اقدس میں عیب کا ہونا زیر قدرت نہیں ہے۔

کلام: کلام سے مراد وہ کلام ہے جو اللہ کے ارادے میں ہے اسے کلام نفسی کہتے ہیں جو کہ غیر مخلوق اور قدیم ہے جبکہ قلم، لوح محفوظ، کاغذ، سیاہی کے نقوش اور زبان سے پیدا ہونے والے الفاظ سب مخلوق ہیں الفاظ کو کلام لفظی کہا جاتا ہے زبان بھی مخلوق ہے اور الفاظ بھی۔

دیکھنا: اللہ کے دیکھنے سے مراد ہر شئے کو ہر وقت دیکھنا ہے

سننا: اللہ کے سننے سے مراد ہر آواز کو ہر وقت سننا ہے۔

علم: اللہ کے علم سے مراد اہلسنت کے نزدیک یہ ہے کہ جو کچھ ہو چکا جو ہو رہا ہے اور جو ہوگا سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کا علم ہمیشہ سے کامل ہے وہ زیادہ اور کم ہونے کے عیب سے پاک ہے۔ اللہ دریافت کرنے، معلوم کرنے، تجربہ کرنے اور سمجھنے کے عیب سے پاک ہے۔ یہ عقیدہ کفر ہے کہ اللہ کو بدا ہوتا ہے یعنی کچھ مخفی امور اللہ پر منکشف ہوتے ہیں۔

ارادہ: اللہ کے ارادے سے مراد زیر قدرت دو چیزوں (کرنا یا نہ کرنا) میں سے ایک کو اختیار کرنا ہے۔

تکوین: اللہ کی تکوین سے مراد کسی شئے یا حالت کو عدم سے وجود میں لانا ہے۔

(۱) مناظرہ رشیدیہ صفحہ:2۔ (۲) سورہ اخلاص:2

صفاتِ سلبیہ تنزیھیہ

صفات سلبیہ تنزیھیہ سے مراد تمام عیوب ونقائص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پاک ہے جیسے پیدا ہونے سے پاک ہونا ، بیوی اور اولاد سے پاک ہونا، جسم اور تمام صفاتِ جسم سے پاک ہونا، تھکنے، عاجز آنے اور فنا ہونے سے پاک ہونا اسی طرح وہ ذات اقدس ظلم، جھوٹ، مکروفریب اور بھول جانے وغیرہ تمام عیوب ونقائص سے موصوف بالفعل اور موصوف بالقوہ ہونے سے پاک ہے۔

الرحمٰن الرحیم :

رحمٰن اور رحیم دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اِن دونوں میں صفت رحمت کا مبالغہ (یعنی خوب زیادہ ہونا) پایا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رحیم کا نام حضور نبی کریم کو بھی عطا فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۳) ترجمہ: آپ مومنوں پر بہت ہی زیادہ شفیق اور مہربان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رحیم ہے اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی عطا سے رحیم ہیں لہذا شرک نہ رہا۔

علامہ قاضی بیضاوی اور علامہ محمود آلوسی "رحمٰن" کا معنٰی بیان فرماتے ہیں: المنعم الحقیقی البالغ فی الرحمة غایتها (۴) یعنی منعم حقیقی جو رحمت کی انتہا کو پہنچنے والا ہے۔ لہذا رحمٰن کا اطلاق اللہ کے غیر پر جائز نہیں ہے جبکہ رحمٰن کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے کئی صفاتی نام جیسے رؤف، علی، سمیع، بصیر، علیم، قدیر وغیرہ کا اطلاق عطائی ومجازی معنٰی میں مخلوق پر بھی جائز ہے جیسا کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کا نام "علی" رکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

قرآن مجید کی ایک آیت ہے البتہ سورہ نمل میں آیت نمبر ۳۰ کا جز ہے۔ بسم اللہ شریف، سورہ فاتحہ اور دیگر تمام سورتوں کے اول میں برکت اور فاصلہ کے لئے لکھی گئی ہے، کسی سورت کا حصہ نہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو کسی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اونچی آواز سے) پڑھتے نہیں سنا۔ (۵)

مسائل :

بسم اللہ شریف، نماز کے اندر اور باہر تلاوتِ قرآن سے پہلے پڑھنا (ماسوائے سورہ برأت کے) سنت ہے۔ کھانا کھانے اور ہر جائز کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا مستحب ہے البتہ ذبح کے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر یا اس سے ملتے جلتے الفاظ پڑھنا فرض ہے۔ **مسئلہ:** جان بوجھ کر بسم اللہ اکبر کے بغیر یا ریکارڈ شدہ بسم اللہ، اللہ اکبر سے ذبح کیا ہوا جانور یا چھری پر بسم اللہ، اللہ اکبر لکھا ہوا ہو اور ذبح کرنے والا بسم اللہ، اللہ اکبر نہ پڑھے، مردار کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ :** اگر بعض جانوروں پر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھا اور بعض پر نہ پڑھا اور سب جانور آپس میں مل گئے تو سب مردار کے حکم میں ہیں **مسئلہ** جانور پر بوقتِ ذبح ضروری ہے کہ کوئی مسلمان یا کتابی جو کہ دہریہ نہ ہو تکبیر پڑھے۔ دیگر کفار و مرتد کا ذبیحہ بھی مردار ہے۔ کئی ممالک میں حلال وحرام ذبیحہ کی تمیز ختم ہوگئی

(۳) سورہ توبہ:128۔ (۴) تفسیر البیضاوی، سورہ فاتحہ آیت نمبر 2۔ تفسیر روح المعانی، جلد 1 صفحہ:62
(۵) صحیح مسلم، باب من قال لا تجھر بالبسملة، 899۔

ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔ **مسئلہ**: حرام کاموں سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا ممنوع ہے۔

بسم اللہ اور مسئلہ استمداد بغیر اللہ :

بسم اللہ شریف میں ''با'' استعانت (مدد مانگنے) کے لئے ہے۔اسم اپنے مسمّیٰ کا غیر ہوتا ہے اسم اللہ، ذاتِ اللہ کا عین نہیں بلکہ غیر ہے جس سے برکت ،استعانت اور توسل کا درس دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر دلالت (رہنمائی) کرنے والے اسم سے مدد مانگنے کی طرح رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے بھی مدد مانگنا جائز ہے کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر روشن دلیل (برھان) ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نشانی (آیۃ اللہ الکبریٰ) ہیں یہی وجہ ہے کہ معیارِ حق صحابہ کرام نے بار بار رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے ظاہری اسباب کے بغیر بھی مدد مانگی۔حدیبیہ کے مقام پر جب پانی ختم ہوگیا تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام کی درخواست پر اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمادیے جس سے پندرہ سو صحابہ اور اُن کے جانور سیراب ہوئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا ، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً یعنی اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔لیکن ہم پندرہ سو تھے۔(۶)

امام بخاری و امام مسلم کے استاذ حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح الاسناد روایت کی ہے کہ دورِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ میں قحط پڑا تو ایک شخص (صحابی رسول حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) قبر نبوی پر حاضر ہوئے اور درخواست کی: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا '' اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ! آپ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں کیونکہ وہ ہلاک ہونے والی ہے تو خواب میں زیارت نبوی سے مشرف ہوئے ،حکم ہوا جاؤ عمر کو سلام کہو اور بتاؤ کہ انہیں باران رحمت سے نوازا جارہا ہے(۷)
ناصر الدین البانی نے اپنی تصنیف ''التوسل انواعہ و احکامہ'' میں اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔(۸)

اسی طرح وصال نبوی کے بعد جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے یا ''محمداہ'' (اے محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ! مدد فرمائیں) کا نعرہ لگایا تو فتح سے ہمکنار ہوئے۔(۹)

اسی طرح اولیاءِ عظام بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اُن سے بھی مدد مانگنا وفات سے قبل اور وفات کے بعد جائز ہے کیونکہ اصحابِ روحانیت کی روحانیت وفات کے بعد پہلے سے زیادہ قوی ہوجاتی ہے۔امام شافعی فرماتے ہیں: **قبر ابی حنیفة تریاق لاجابة الدعاء** یعنی امام ابوحنیفہ کی قبر دعا کی قبولیت کے لئے تریاق ہے۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر چلہ کیا اور فرمایا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ! تمام اصحابِ کرامات ،مسلمہ اولیاءِ امت سے یہ عقیدہ تواتر سے ثابت ہے۔

(۶) صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، 4152۔　(۷) مسند ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، 32002
(۸) التوسل انواعہ واحکامہ، الفصل الرابع، الشبھۃ الثالثۃ، جلد ۱، صفحہ: 118۔
(۹) البدایہ والنھایہ، باب مقتل مسیلمة الکذاب لعنه اللّٰه، جلد 6 صفحہ 357

رکوعھا (۱)	سورۃ الفاتحۃ	آیاتھا (۷)

سورہ فاتحہ

سورت فاتحہ کے تقریباً پچیس نام ہیں جن میں سے فاتحۃ الکتاب ،اُم القرآن ،سورۃ الحمد،الشفاء ، سبع المثانی (باربارنازل ہونے والی سات آیات) زیادہ مشہور ہیں (۱۰)۔اس مختصر لیکن جامع سورت میں قرآن مجید کے تمام مضامین کا خلاصہ موجود ہے اس لئے اس کا ایک نام اُم القرآن (قرآن کی اصل) ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے سورہ فاتحہ سے دم کرنا ثابت ہے۔حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ: عَوَّذَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ تَفْلًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے سورہ فاتحہ کے ساتھ دم پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری۔(۱۱)

اگر چالیس روز نماز صبح کی سنت اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ اکتالیس بار پڑھی جائے پھر اس کے بعد اکیس بار یا گیارہ بار یا کم از کم تین بار پڑھ کر مریض یا کسی مناسب شئی پر دم کرنے سے شفا ہو جاتی ہے لیکن صحیح الاعتقاد ہونا اور رزق حلال و نماز کا پابند ہونا اور سچ بولنا شرط لازم ہے

نماز میں سورہ فاتحہ کے احکام:

فرض کی پہلی 2 رکعت اور بقیہ نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کی تلاوت امام اور منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والے) کے لئے واجبات نماز سے ہے۔جس کو بھول کر ترک کرنے یا تاخیر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے لیکن مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ممنوع ہے۔

قرأت خلف الامام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز پڑھائی تو ایک گروہ نے آپ کے پیچھے قرآن کی قرأت کی تو وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (۱۲) نازل ہوئی یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو۔(۱۳)

امام بخاری و مسلم کے دادا استاذ امام عبدالرزاق نے صحیح الاسناد روایت کی ہے کہ نبی کریم ص صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے (۱۴)

امام بخاری و امام مسلم کے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) امام کے پیچھے قرأت سے منع کرتے تھے (۱۵) نیز روایت کیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کی نماز نہیں (۱۶)

(۱۰) الاتقان، باب فی معرفۃ اسماء و اسماء سورہ جلد 1، صفحہ:188۔ (۱۱) معجم الکبیر، الرقم:6692۔
(۱۲) سورہ اعراف:۲۰۴ (۱۳) تفسیر در منثور، زیر بحث آیت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
(۱۴) مصنف عبدالرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، الرقم:2797 ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ القرأۃ خلف الامام 3779:
(۱۵) مصنف عبدالرزاق، باب القرأۃ خلف الامام 2810۔ (۱۶) مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ القرأۃ خلاف الامام 3783

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کاش کہ اس شخص کے منہ میں پتھر ہو جو امام کے پیچھے قرأت کرے (١٧)۔
حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہ چاہتا ہوں وہ شخص جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کے منہ میں آگ کا شعلہ ہو (١٨)
جامع ترمذی میں صحیح الاسناد روایت ہے صحابی رسول حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے نماز میں اُم القرآن (یعنی فاتحہ) نہ پڑھی اس کی نماز نہیں مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ قال الترمذی: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ یعنی امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (١٩)

الحمد للہ! امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا قرآن مجید کے حکم صریح کی تعمیل ہے قرآن کے مقابلہ میں جو حدیث بھی آئے گی اس میں تاویل کی جائے گی یا اسے ترک کر دیا جائے گا۔ نیز یہ کہ اگر کوئی شخص امام سے رکوع میں ملے تو سب ائمہ کے نزدیک اسے رکعت مل جاتی ہے لہذا روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ امام کے پیچھے فاتحہ فرض نہیں ہے اگر فرض ہوتی تو رکوع میں ملنے والے کو ترکِ فرض کی وجہ سے رکعت نہ ملتی۔

نمازِ جنازہ میں قرأت فاتحہ:

نمازِ جنازہ میں رکوع وسجدہ کی طرح قرأتِ قرآن فرض نہیں ہے البتہ ثناء کی نیت سے فاتحہ پڑھنا جائز ہے قطعاً واجب نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح الاسناد روایت کی ہے کہ صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرآن نہیں پڑھتے تھے (٢٠) اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نماز جنازہ میں قرأت قرآن سے منع فرماتے تھے۔ (٢١) لہذا اگر فاتحہ کو نماز جنازہ میں فرض قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ مذکورہ صحابہ کبار تارک ومخالف فرض تھے العیاذ باللہ من ذالک۔

آمین:

کلمہ ''آمین'' قرآن نہیں بلکہ حدیث پاک کی دعا ہے جس کا معنٰی ہے ''قبول فرما'' یا ''ایسا ہی ہو جائے''۔ نماز کے اندر اور باہر فاتحہ کے بعد آمین پڑھنا سنت ہے۔ قرآن مجید میں ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (٢٢) تم اپنے رب سے عاجزی اور آہستگی سے دعا کرو۔ لہذا ضرورت کے بغیر دعا آہستگی سے کرنا مستحب ہے لہذا قرآن کی رو سے آمین بھی آہستگی سے پڑھنا مستحب ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ تک پہنچے تو آمین کہی وَ اَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ اور آہستہ آواز سے پڑھی۔ (٢٣)
لہذا جن روایات میں بلند آواز سے آمین پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ نماز سے باہر تھا اور تعلیم کے لئے اونچی آواز سے پڑھا گیا۔

(١٧) موطا امام محمد، باب افتتاح الصلوۃ۔ الرقم: 127۔ (١٨) مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ القراۃ خلف الامام، الرقم: 3782
(١٩) جامع ترمذی، باب ماجاء فی ترک القراۃ خلف الامام۔ (٢٠) موطا امام مالک، باب مایقول المصلی علی الجنازۃ ☆ مصنف ابن شیبہ 11404
(٢١) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب قراۃ فاتحہ الکتاب علی الجنازۃ، ١٣٩/٨)۔ (٢٢) سورہ اعراف: 55
(٢٣) مسند امام احمد حنبل الرقم: ١٨٨٥٤ ☆ معجم الکبیر، الرقم: 110

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع بہت ہی زیادہ رحمت فرمانے والا انتہائی مہربان

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (۱) الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ (۲) مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ (۳)

ہرثنائے خیراللہ ہی کے لئے ہے تمام جہانوں کا رب O بہت ہی زیادہ رحمت فرمانے والا انتہائی مہربان O جزا کے دن کا مالک O

﴿……اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ: ''حمد'' کا معنیٰ ہے ثناءِ خیر یعنی خوبیاں بیان کرنا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی مخلوق کی خوبیاں پیدا کی ہیں اس لیے ہر حمد چاہے اللہ کی ہو یا مخلوقات کی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہے۔

بعض نے حمد کا معنیٰ تعریف کیا ہے جو درست نہیں اس لیے کہ تعریف کا معنیٰ ہے پہچان کرانا جیسے فرشتہ و جن کی تعریف، اسم و فعل وحرف کی تعریف اور ہر شے کی پہچان الگ ہے اور پہچان (تعریف) اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی، لہذا ہر تعریف (پہچان) کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔

﴿……رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ: ''رب'' کا معنیٰ ہے: مالک، پرورش کرنے والا اور محافظ۔ عالمین عالم کی جمع ہے۔ عالَم کا معنیٰ ہے جو کچھ اللہ کے سوا ہے۔ عالَمِیۡن کو جمع لانے میں جہان کی بے شمار قسموں کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ہر انسان بلکہ جانور میں ایک منظم جہان موجود ہے۔

''رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ'' اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کی دلیل ہے کہ ہر ثناءِ خیر اللہ کی ہے کیونکہ اللہ ہی ہر شے کا رب ہے نیز ''رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ'' میں اللہ تعالیٰ کے قدیم، ازلی وابدی، غیر مخلوق، بے نیاز، علیم وقدیر ہونے اور پوری کائنات کے مخلوق، حادث اور اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ سبحان اللہ! ''رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ'' دولفظوں میں علم الٰہیات اور علم الموجودات کا خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔

﴿……مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ: اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ہر شے کا مالک حقیقی ہے روز جزا کا مالک ہونے میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے دشمنوں کو بھی مجازی مالک ہونے کا اختیار دیا ہوا ہے لیکن قیامت کے روز اللہ تعالیٰ صرف اپنے محبوب بندوں کو مالک ہونے کے اختیارات عطا فرمائے گا اور اپنے محبوب اکرم حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو حوض کوثر، شفاعت اور تمام خزانوں حتیٰ کہ جنت کا مالک ہونے کے اختیارات عطا فرمائے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ (۱) ہم نے آپ کو کوثر کا مالک بنادیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے دوبار جنت خریدی، بئر رومہ خرید کر اور جیش عسرہ (غزوہ تبوک) کی تیاری کرا کے (۲) نیز ارشاد نبوی ہے ''اَلۡكَرَامَةُ وَ الۡمَفَاتِيۡحُ يَوۡمَئِذٍ بِيَدِيۡ'' (۳) ترجمہ: اس دن عزت اور خزانوں کی چابیاں میرے قبضہ میں ہوں گی۔

مسئلہ: مطلق رب، رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ، رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جیسے الفاظ کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوتا ہے اور اگر رب کا لفظ کسی مخصوص چیز کی طرف مضاف ہو تو مالک وآقا کے معنوں میں آتا ہے جیسے رَبُّ الۡبَيۡتِ گھر کا مالک، رَبُّ الۡمَالِ دولت کا مالک اور عرب میں کاروبار کے مالکوں کو ''ارباب'' کہا جاتا ہے۔

(۱) سورہ کوثر: 1۔ (۲) مستدرک للحاکم، باب ذکر مقتل عثمان بن عفان: 4570 (۳) مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الثانی: 5765

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور (درحقیقت) تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں O تو ہمیں سیدھے راستے (کے اعلیٰ مدارج) پر چلاO

اِیَّاکَ نَعْبُدُ: عبادت کا لغوی معنٰی ہے "اَقْصٰی غَایَۃِ الْخُضُوْعِ وَ التَّذَلُّلْ" (۴) عاجزی وانکساری کا آخری درجہ۔ اورشرع میں کسی ہستی کو "الٰہ" یا اس کا شریک قرار دے کر اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنا عبادت ہے اور اگر کسی ہستی کو "الٰہ" قرار نہ دیا جائے تو اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنا عبادت نہیں بلکہ ادب و تعظیم ہے۔

عبادت اور تعظیم میں فرق کی ایک مثال دوزانو بیٹھنا ہے حضرت جبریل امین نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں دوزانو بیٹھے (۵) یہ ادب ہے یہ ادب والدین، اساتذہ اور بزرگانِ دین کے لئے سب کے نزدیک جائز ہے جبکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی دوزانو بیٹھنا عبادت ہے تو واضح ہوا کہ جب تک کسی ہستی کو الٰہ یا اس کا شریک قرار نہ دیا جائے تو ادب عبادت نہیں بنتا لہٰذا قرآن مجید کا ادب، روضہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور مزاراتِ اولیاء اللہ کا ادب، غلاف کعبہ کا ادب اور آثار رسول و آثار اصحاب کا ادب قطعاً عبادت نہیں کیونکہ مسلمان اللہ کے سوا کسی کو الٰہ نہیں مانتے جبکہ بت کی تعظیم شرک ہے کیونکہ کافر بتوں کو الٰہ مانتے ہیں۔

اسلام میں اِلٰہ کا اطلاق صرف ذات واجب الوجود پر ہوتا ہے جبکہ کفار اپنے بتوں میں ذات واجب الوجود کی شانوں میں سے کچھ شانوں کو مانتے ہیں جیسے بعض امور میں بتوں کا بے نیاز ہونا اور اللہ تعالیٰ کا محتاج نہ ہونا۔ اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے "بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ" (۶) ترجمہ: وہ (بتوں کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ: ہم تجھ سے بلاواسطہ مدد مانگیں یا تیری مخلوق سے مدد مانگیں درحقیقت ہم تجھ ہی سے مانگتے ہیں کیونکہ انبیاء ،اولیاء اور دیگر مخلوقات کی مدد بھی تیری مدد ہے تو نے ہی مخلوق کو درجہ بدرجہ اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اس کا معنٰی یہ نہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا جائز نہیں ۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا (۷) تمہارا مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے۔ اور ارشاد ہے وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ (۸) اور تم صبر اور نماز سے مدد مانگو۔ ظاہر ہے کہ صبر اور نماز بندہ کے افعال ہیں جن سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اِھْدِنَا: ہدایت کا معنٰی ہے (۱) راستہ دکھانا، (۲) راستے پر پہنچانا، (۳) منزل تک پہنچانا، (۴) درجات کو بلند کرنا، (۵) ہدایت پیدا کرنا وغیرہ۔ یہاں منزل تک پہنچانا یا درجات بلند کرنا مراد ہے۔

(۴) تفسیر بیضاوی، 1/29۔ ☆ تفسیر خازن 1/20۔ (۵) صحیح مسلم، باب معرفۃ الایمان، الرقم 8۔
(۶) سورہ انعام:1 (۷) سورہ مائدہ:55۔ (۸) سورہ بقرہ:44۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ ع

راستہ اُن لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا ○

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ: ارشاد باری تعالیٰ ہے اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ (۹)
جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالح بندے (اولیاء اللہ) ہیں۔

انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے انعام یافتہ لوگوں سے فیض پانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کی سیرت و کردار سے روشنی حاصل کی جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اُن کی زندگی اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے روحانی فیوض و برکات حاصل کیے جائیں۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ: نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یہود ہیں اور اَلضَّآلِّیْنَ عیسائی ہیں (۱۰)

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ سیاست، تہذیب وتمدن، معاشرت، معیشت، ثقافت اور عادات وخصائل میں انعام یافتہ لوگوں کی اتباع کریں اور یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار سے مکمل پرہیز کریں اور ان کو مہذب اقوام قرار دے کر اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا نشانہ نہ بنیں۔

(۹) سورہ نساء: 69۔ (۱۰) صحیح ابن حبان، باب ذکر عدی بن حاتم الطائی، الرقم: 7206 ☆ مسند احمد، الرقم: 20351۔

اٰیاتُھا (۲۸۶)	سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ	رُکُوْعَاتُھا (۴۰)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ(۱) ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ(۲) الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ

الم ○ وہ بلند مرتبہ کتاب جس میں شک کا کوئی جواز نہیں، پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے ○ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں

...... **الٓمّٓ**: یہ حروفِ مُقَطَّعات ہیں۔ یہ متشابہات میں سے ہیں اِن کے معانی کو ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ (۱) ''پھر ہمارے ذمہ کرم میں ہے اس قرآن کو آپ پر بیان کرنا''۔ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو اِن متشابہات کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ اسی آیت کے تحت حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَعَلَّھُمْ اَرَادُوْا اَنَّھَا اَسْرَارٌ بَیۡنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوۡلِہٖ وَ رَمُوۡزٌ لَمۡ یُقۡصَدۡ بِھَا اِفۡھَامُ غَیۡرِہٖ (۲) ترجمہ: خلفائے راشدین کی مراد یہ ہے کہ یہ حروف اللہ اور اس کے رسول کے درمیان اسرار و رموز ہیں اس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے سوا کسی اور کو سمجھانا مقصود نہیں۔

...... **لَارَیۡبَ**: اگر لَا کی خبر''جائز'' تجویز کی جائے تو معنیٰ یہ ہے قرآن مجید فصاحت و بلاغت کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہونے اور پہلے پچھلے تمام علوم و فنون کا بحرِ بے کنار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا اعجازی کلام ہے جس کی مثل لانا دنیا بھر کے دشمنانِ اسلام کے لئے ممکن نہیں لہٰذا اس کتاب مبین میں شک کا کوئی جواز نہیں۔ نیز نفیِ شک میں یہ بھی شامل ہے کہ مسلمان عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ شک سے پاک ہے۔ جبریل علیہ السلام اور دیگر وحی لانے والے فرشتے شک سے پاک ہیں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم شک سے پاک ہیں اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے قرآن وصول کرنے والے صحابہ کبار بھی شک سے محفوظ ہیں اور انہوں نے قرآن مجید میں کوئی ردوبدل نہیں کیا۔

...... **ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ**: ھدیٰ پر کلام سورہ فاتحہ آیت نمبر 4 کے تحت گزر چکا ہے۔ متقین جمع ہے متقی کی۔ متقی صاحبِ تقویٰ کو کہتے ہیں۔ تقویٰ کا شرعی معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی خشیت اختیار کرنا اور گناہوں سے مکمل پرہیز کرنا۔ تقویٰ کے چار درجے ہیں۔ نمبر 1: کفر و شرک سے بچنا۔ نمبر 2: کبیرہ گناہوں سے بچنا۔ نمبر 3 صغیرہ گناہوں سے بچنا۔ نمبر 4 اُن تمام چیزوں سے بچنا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں غفلت پیدا کرتی ہیں

...... **یُؤۡمِنُوۡنَ**: ایمان کا شرعی معنیٰ ہے تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کرنا اور ضروریاتِ دین سے مراد وہ دینی باتیں ہیں جو قطعی دلائل سے ثابت ہوں اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے عام مسلمان بھی جانتے ہوں کہ یہ دین کی باتیں ہیں۔

...... **بِالۡغَیۡبِ**: غیب کا معنیٰ ہے چھپنا یا چھپی ہوئی چیز اور شریعت اسلامیہ میں غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حواس خمسہ (آنکھ، کان، زبان، ناک اور بدن) سے محسوس نہیں ہوتیں اور عقل بھی بداہۃً (بغیر نظر و فکر کے) ان کا ادراک نہیں کر سکتی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات، فرشتے، جنت و دوزخ، قبر کے حالات، عالم برزخ، اور آخرت وغیرہا۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے جن غیوب کی اطلاع دی ایک ایک پر ایمان لانا مسلمانوں پر فرض ہے۔

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے غیبی امور کو ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیاءِ عظام، فرشتے

(۱) سورہ قیامہ: 19۔ (۲) تفسیر بیضاوی، ج 1، ص 35

وَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ

اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے اُن کو رزق دیا اس سے خرچ کرتے ہیں O اور وہ ایمان رکھتے ہیں اس (کلام) پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا

وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۗ

اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں O یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ

اور یہی مراد کو پہنچنے والے ہیں O بے شک جنہوں نے کفر پر مرنا ہے اُن کے لیے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈر سنائیں

اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَ

آپ انہیں ڈر نہ سنائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے O مہر لگا دی اللہ نے اُن کے دلوں پر اور اُن

اور کامل اولیاء بھی جتنا اللہ تعالیٰ چاہے غیب جانتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مَاکَان (جو ہو چکا) وَمَایَکُوۡن (اور جو ہوگا) ایک ایک ذرے کے عالم ہیں۔

...... **يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ :** اس سے مراد نماز کو پابندی کے ساتھ اور مکمل خشوع و خضوع اور پورے آداب کے ساتھ باجماعت پڑھنا ہے اور نماز کو معاشرہ میں رائج کرنے کی کوشش کرنا ہے کہ کوئی بے نماز نہ رہے۔

...... **مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ:** اس سے مراد یہ ہے کہ صدقات واجبہ و نافلہ ادا کرتے ہیں۔ والدین، اہل و عیال اور نادار لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور اصحاب فیوض و روحانیت لوگ دنیا میں اور پھر اپنی قبروں میں فیوض و برکات تقسیم کرتے ہیں۔

...... **بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ:** (بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ) سے مراد قرآن مجید ہے جو وحی جلی کی صورت میں نازل ہوا اور حدیث نبوی ہے جو وحی خفی کی صورت میں نازل ہوئی۔ اور **مِنۡ قَبۡلِكَ:** سے مراد توریت، زبور، انجیل اور دیگر آسمانی صحائف وغیرہ ہیں۔

...... **وَبِالۡاٰخِرَةِ :** آخرت سے مراد قبر کے حالات، حضرت اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا، قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب، اعمال کا وزن، حوض کوثر، شفاعت، پل صراط، جنت کی ابدی نعمتیں اور دوزخ کا عذاب ہے۔

...... **اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ:** اس سے ثابت ہوا کہ اصل کامیاب یعنی جنت کو پانے والے اور دوزخ سے بچنے والے وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ درست ہے اور وہ اچھے اعمال کرتے ہیں۔

...... **اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا :** کفر کا شرعی معنی ہے ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا۔ ضروریاتِ دین پر کلام، سورہ بقرہ کی آیت نمبر 2 کے تحت گزر چکا۔ بہت سے لوگوں نے اس آیت کا غلط ترجمہ کیا کہ کافر، ایمان نہیں لائیں گے حالانکہ بے شمار کافر ایمان لائے۔ لہٰذا یہاں وہ کافر مراد ہیں جن کی موت حالت کفر میں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو علم عطا فرما دیا تھا۔

...... **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ :** اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ یہ کفار ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ اِن کے سمجھنے، دیکھنے اور ہدایت قبول کرنے کے تمام باطنی راستے بند ہو چکے ہیں اور یہ لوگ تقدیر مبرم (اٹل) میں عذاب عظیم کے سزاوار ٹھہر چکے ہیں۔

عَلٰی سَمۡعِهِمۡ ؕ وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۷﴾ ع وَ مِنَ النَّاسِ ع ١
کے کانوں پراور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ اور کچھ لوگ
مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾ وقف لازم یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَ
جو کہتے ہیں ہم اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ۔ وہ اپنے خیال میں دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور

وَمِنَ النَّاسِ: مؤمنین اور کفار کا ذکر کرنے کے بعد ان 13 آیات میں منافقین کا ذکر کیا ہے۔ منافق اسے کہتے ہیں جس کے عقیدہ میں کفر ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اس کے قول یا عمل سے اس کا کفر ثابت ہو جائے۔ منافقین بدترین کفار ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم کا نیچے والا درجہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ (٣) ترجمہ: بے شک منافقین جہنم کے سب سے نیچے والے درجے میں ہوں گے۔

مدینہ منورہ میں رأس المنافقین عبداللہ ابن ابی بن سلول خزرجی تھا۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل یثرب کے دو بڑے قبیلے اوس اور خزرج اس شخص کو متفقہ سردار بنا کر اس کی تاجپوشی کرنا چاہتے تھے لیکن حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ظہور پر اوس و خزرج مسلمان ہو گئے اور عبداللہ ابن ابی بھی بظاہر مسلمان ہو گیا نمازیں بھی نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی اقتدا میں پڑھتا تھا، جہاد میں بھی شامل ہوتا تھا ان منافقین نے مسجد ضرار بھی تعمیر کی تھی وہ ہمیشہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ سے شدید حسد و بغض میں مبتلا رہتا تھا۔

عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کا کفر یہ تھا کہ وہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے، نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کا ادب واحترام کرنے والے اور آپ کی خاطر قربانیاں دینے والے صحابہ کرام کو بے وقوف کہتے۔ کفار عرب کو مسلمانوں کے خفیہ حالات بتاتے اور مسلمانوں کے خلاف انہیں جنگوں پر اُکساتے، جاسوسی کرتے اور نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے علم غیب اور دیگر کمالات کا بھی انکار کرتے تھے وغیرہا۔

وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ: اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو کلمۃ الاسلام پڑھے اور اس کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے وہ کلمہ پڑھنے کے باوجود دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ منافقین مدینہ کی طرح جو فرقہ یا جو شخص کلمہ پڑھنے کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے یقیناً وہ بھی اس حکم قرآنی کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ: منافقین اپنے خیال میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو دھوکہ دیتے تھے جبکہ اس آیت میں منافقین کے اس گستاخانہ عمل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس سے واضح کیا گیا ہے کہ گستاخی رسول درحقیقت اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہے۔

(٣) سورہ نساء: 145

الَّذِينَ اٰمَنُوۡا ۚ وَ مَا يَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَ مَا يَشۡعُرُوۡنَ ؕ﴿۹﴾ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ ۙ
اُن کو جو ایمان لائے حالانکہ وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ شعور نہیں رکھتے ۔اُن کے دلوں میں بیماری ہے
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ۬ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ
تو اللہ نے اُن کو بیماری میں اور بڑھادیا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ اختیار کرتے تھے۔اور جب
لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَ
اُن کو کہا جائے تم زمین میں فساد نہ کروتو کہیں ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں خبردار بے شک وہ فساد کرنے والے ہیں اور
لٰكِنۡ لَّا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ كَمَاۤ
لیکن وہ شعور نہیں رکھتے ۔اور جب انہیں کہا جائے ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ (یعنی صحابہ) ایمان لائے ،تو کہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ
اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
کم عقل ایمان لائے ۔خبردار! بے شک وہی کم عقل ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے اور جب وہ ملاقات کریں ایمان والوں سے
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ ۙ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۱۴﴾
تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب وہ اپنے شیطانوں کے پاس تنہا ہوں تو کہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مذاق کرنے

...... **فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ**: یہاں مرض سے کفر اور منافقت کا تباہ کن مرض مراد ہے جو دنیا کی ذلت ورسوائی کے ساتھ آخرت کے دردناک عذاب کا سبب ہے۔

...... **لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ**: منافقین کی گستاخیِ رسول کو فساد فی الارض قرار دے کر اس سے روکا جارہا ہے لیکن منافقین اس فسادِ عظیم کو اصلاح قرار دے رہے ہیں اور فسادیوں کی آج بھی یہی روش ہے کہ وہ اپنے آپ کو مہذب، امن پسند اور مصلح قرار دیتے ہیں۔

...... **اٰمِنُوۡا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ**: یہاں لوگوں سے مراد صحابہ کرام ہیں صحابہ کرام کے مطابق ایمان لانے کا حکم دے کر واضح کیا جارہا ہے کہ صحابہ کبار معیارِ حق ہیں۔الحمدللہ! اہلسنت وجماعت کے عقائد کا ماخذ قرآن وسنت کے ساتھ عقائد صحابہ بھی ہے۔

...... **وَ اِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ**: یہ روش منافقین کی تھی۔افسوس کہ آج کل بھی یہ روش بہت سے مسلمانوں کے حکام میں پائی جاتی ہے جو اندر سے یہود ونصاریٰ اور دیگر طاغوتی طاقتوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور اُن کے آلہ کار بن کر اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔

...... **اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ**: اس میں بتایا جارہا ہے کہ منافقین کے کفریات میں سے یہ بھی تھا کہ وہ صحابہ کرام کا مذاق اڑاتے تھے۔

اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِئُ بِہِمۡ وَ یَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ (۱۵) اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا

والے ہیں۔ اللہ انہیں ان کے مذاق کی سزا دے گا اور انہیں ڈھیل دیتا ہے اپنی سرکشی میں وہ بھٹکتے ہیں ○ یہ ہیں جنہوں نے گمراہی

الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی ۪ فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُہُمۡ وَ مَا کَانُوۡا مُہۡتَدِیۡنَ (۱۶)

کو ہدایت کے بدلے خریدا تو اُن کی تجارت نے نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے ○

مَثَلُہُمۡ کَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَہٗ ذَہَبَ اللّٰہُ بِنُوۡرِہِمۡ وَ

ان کی مثال اس کی طرح ہے جو آگ کو روشن کرے پس جب وہ اپنا ارد گرد روشن کر دے تو اللہ اُن کی روشنی لے جائے اور

تَرَکَہُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ (۱۷) صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَہُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ۙ (۱۸) اَوۡ کَصَیِّبٍ

اُن کو اندھیروں میں چھوڑ دے وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے وہ بہرے ہیں وہ گونگے ہیں وہ اندھے ہیں پس وہ نہیں لوٹیں گے ○ یا آسمان سے

……**اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِئُ بِہِمۡ:** اللہ تعالیٰ ہنسی و مذاق، ٹھٹھہ کرنے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ لہٰذا یہاں اَسۡلَم (بہت سلامتی والی صورت) یہ ہے کہ اِستہزا کو متشابہات سے قرار دے کر ترجمہ نہ کیا جائے جیسا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور سالِم صورت یہ ہے کہ ایسا ترجمہ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی شانوں کے مطابق ہو مثلاً اللہ انہیں مذاق کی سزا دے گا جیسا کہ راقم نے ترجمہ کیا ہے اور الحادکی صورت یہ ہے کہ ایسا ترجمہ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی شان اقدس کے خلاف ہو جیسے مذاق کرتا ہے، ہنسی کرتا ہے، ٹھٹھہ کرتا ہے وغیرہ۔

……**اِشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی:** ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے سے مراد گمراہی اختیار کرنا ہے یہاں ہدایت سے یا تو فطرت سلیمہ مراد ہے یا پھر ہادی عالم حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا دین کامل ہے جس کی بجائے منافقین نے کفر و نفاق اختیار کیا۔

……**وَمَا کَانُوۡا مُہۡتَدِیۡنَ:** یہاں بھی وہ منافق مراد ہیں جنہوں نے کفر پر مرنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا علم نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو دے دیا تھا۔

……**مَثَلُہُمۡ کَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا:** صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے مطابق اس آیت میں منافقین کی مثال بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو کر اپنے آپ، اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو مجاہدین اسلام کی طرف سے جنگی اقدامات اور گرفتاری و قتل سے محفوظ کر لیا لیکن اُن کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں قبر کے اندھیروں و سختیوں میں چھوڑ دیا جہاں انہیں کوئی نرمی نظر نہیں آتی (۴)۔

……**صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَہُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ:** اس آیت میں بھی ایسے منافقین مراد ہیں جن کی ہدایت کے تمام باطنی راستے بند ہو چکے ہیں اور دین اسلام کی طرف واپس آنا بھی اُن کی قسمت میں نہیں رہا اور اللہ تعالیٰ نے ایسے منافقین کے بارے میں یہ علم اپنے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا فرما دیا ہے۔

……**اَوۡ کَصَیِّبٍ:** اس آیت میں بارش مثال ہے قرآن مجید کی، ظلمات مثال ہے قرآن میں بیان کردہ کفر و شرک اور نفاق کی، رعد (کڑک)

(۴) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، جلد اول صفحہ 5

3/3

مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ

زور دار بارش کی مثل جس میں اندھیریاں اور گرج اور چمک ہو وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے ہیں کڑک کی وجہ سے

حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (۱۹) يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ

موت سے ڈرتے ہوئے اور اللہ کافروں کا گھیرا فرمانے والا ہے O قریب ہے کہ بجلی اُن کی نظروں کو اُچک لے ،

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

جب بھی اُن کے لئے روشنی ہوتو وہ اس میں چل پڑیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جائے تو ٹھہر جائیں اور اگر اللہ چاہے تو اُن کے کان

وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۧ (۲۰) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ ۲ ع ۲

اور آنکھیں لے جائے بیشک اللہ ہر ممکن پر قادر ہے O اے لوگو تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے

مثال ہے کفار و منافقین کو ڈرسنانے اور ڈانٹ پلانے کی اور برق (بجلی کی چمک) مثال ہے احکام و نصائح بیان کرنے اور اچھی آخرت کا وعدہ کرنے کی۔

...... **مِنَ السَّمَآءِ:** تو سمندروں سے بخارات اٹھ کر فضا میں بادل بن کر برستے ہیں لیکن سورج کی شعاعوں کی وجہ سے سمندروں سے بخارات پیدا ہوتے ہیں لہذا بارش درحقیقت آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

...... **يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ:** یہ مثال ہے منافقین کے ایمان لانے سے ڈرنے اور ایمان کو موت کی طرح سمجھنے کی

...... **كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ:** یہ مثال ہے منافقین کی اس روش کی کہ اگر منافقین کو فائدہ نظر آئے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ چلتے ہیں اور مصائب و آلام کے وقت مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ آج بھی کئی مسلمانوں میں یہ کمزوری موجود ہے کہ وہ اچھے حالات میں اپنے آپ کو اسلام کا جانثار و پروانہ قرار دیتے ہیں اور کسی آزمائش و مصیبت کا وقت آجائے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کا ساتھ دینے سے ہاتھ روک لیتے ہیں

...... **وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ:** اس میں واضح کیا جارہا ہے کہ اسباب پائے جائیں تو بھی وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر مؤثر نہیں ہوتے۔

...... **اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ:** شئ کا معنٰی ہے چاہنا یا چاہی ہوئی چیز۔ یہاں شئ کا اطلاق ممکنات پر ہے۔ واجب اور محالات شرعیہ زیر قدرت نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے لہذا دوسرا واجب الوجود زیر قدرت باری تعالیٰ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں نقائص و عیوب محال ہیں لہذا اللہ کا فنا ہونا، جھوٹ بولنا وغیرہ تحت قدرت نہیں ہیں۔ اسی لیے اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ نہ بیمار ہوتا ہے اور نہ ہی بیمار ہوسکتا ہے۔ اسی طرح نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی جھوٹ بول سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے بالقوہ اور بالفعل موصوف ہونے سے پاک ہے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (۵)

...... **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا:** سورہ بقرہ کی دوسری آیت میں بتایا گیا کہ قرآن متقین (پرہیزگاروں) کے لیے ہدایت ہے۔ یہاں بتایا جارہا ہے کہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ و سبب عبادت ہے۔ عبادت کی تعریف اور اس پر جامع کلام سورہ فاتحہ آیت نمبر 4 میں گزر چکا ہے۔

خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ(۲۱) الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ
تمہیں اور جو تم سے پہلے تھے کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بستر اور
السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی نازل کیا تو اس سے تمہارے رزق کے لئے پھل پیدا کیے تو تم اللہ کے مدمقابل نہ ٹھہراؤ
اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۲) وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے بندہ خاص پر نازل کیا تو تم اس کی مثل ایک سورت لے آؤ

یاد رہے کہ عبادت کے مفہوم خاص کا اطلاق تلاوت، اذکار، نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر حقوق اللہ پر ہوتا ہے لیکن عبادت اپنے مفہوم عام یعنی بندگی کے معنی کے اعتبار سے پورے دین کامل پر عمل کرنے کا نام ہے یعنی حقوق اللہ، حقوق العباد، نظام معاشرت، معیشت، ثقافت اور سیاست مُدن، سیاست عالم وغیرہ تمام امور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے احکام پر عمل کرنا ہے۔

...... **خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ:** میں بتایا گیا ہے کہ یہ تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بت عبادت کے لائق نہیں۔ عبادت کی حقدار صرف وہ ہستی ہے جو تمہیں اور تمہارے آباء واجداد کو عدم سے وجود میں لے کر آئی ہے یعنی خود غیر مخلوق اور سارے جہان کی خالق ہے۔

...... **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ:** تقویٰ کا مفہوم سورہ بقرہ آیت نمبر 2 میں گزر چکا ہے۔

...... **اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ:** یہاں بتایا جارہا ہے کہ تم روزی کے کاسب (کمانے والے) ہو، خالق نہیں ہو۔ اور روزی کے اسباب زمین وآسمان، پانی اور زمین کی پیداوار کا خالق صرف اللہ ہے اور تم بھی جانتے ہو کہ نہ تم خالق ہو اور نہ تمہارے معبودانِ باطلہ۔

...... **وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً:** بظاہر سمندروں سے بخارات اٹھتے ہیں اور فضاؤں میں بادل بن کر برستے ہیں لیکن درحقیقت سماوی نظام کے تحت سورج کی شعاعیں سمندروں پر پڑنے سے بخارات پیدا ہو کر بارش ہوتی ہے اس لیے یہاں بارش کو آسمان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

...... **فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا:** مشرکین "اُلوہیت" کی بعض شانوں سے اپنے معبودانِ باطلہ کو متصف کرتے تھے جیسا کہ اُن کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بھی اُن کے خدا نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بھی اُن کے بت شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت ماننے پر مجبور ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں جبکہ یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں چونکہ ماں باپ اور اولاد جنس میں برابر ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا گیا کہ کسی کو کسی صورت میں اللہ کے برابر قرار نہ دو، نہ ذات میں نہ صفات میں۔

...... **وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ:** یعنی تم ادنیٰ سا غور کرو تو تم پر یہ حقیقت منکشف ہو سکتی ہے کہ تمہارے معبودانِ باطلہ مخلوق ہیں اور مخلوق کسی صورت خالق کے برابر نہیں ہو سکتی۔

...... **وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا:** عبادت اور توحید وشرک کے ذکر کے بعد اس آیت میں معجزۂ قرآن کے ذریعے عقیدہ رسالت کو ثابت کیا جارہا ہے۔ معجزہ کا معنی ہے عاجز کر دینے والی چیز اور شرع شریف میں اس خلاف عادت

(۵) سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت: 180

وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۲۳) فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا

اور تم اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو O پھر اگر تم یہ نہیں کر سکے اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ (۲۴) وَ بَشِّرِ الَّذِيۡنَ

تو اس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں کافروں کے لئے تیار کر دی گئی ہے Oاور تم خوشخبری دو انہیں

اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا

جو ایمان لائے اور نیک کام کیے بیشک اُن کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب بھی انہیں اس سے کسی پھل کا رزق دیا جائے گا

چیز کو معجزہ کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور نبی کے دشمن اس کی مثل لانے سے عاجز آ جائیں جیسے ڈوبے ہوئے سورج کا واپس پلٹنا، چاند کے دو ٹکڑے ہونا، درختوں کا نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بلاوے پر حاضر ہو کر کلمہ شریف پڑھنا، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جانوروں سے کلام کرنا، اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا وغیرہ۔

یاد رہے کہ قرآن مجید بھی قیامت تک دائمی معجزہ ہے اس آیت میں کفارِ جہاں کو چیلنج کیا گیا کہ اگر تمہیں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نزولِ کلامِ الٰہی میں کوئی شک ہے تو اس قرآن مجید کی ایک سورت کی مثل بنا کر دکھاؤ جو فصاحت و بلاغت، حسنِ ترتیب و نظم، تازگی، مٹھاس اور معانی و مطالب کا سمندر ہونے میں قرآن مجید کی مثل ہو چنانچہ کفار نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے دور دراز علاقوں کے عربی لغت کے ماہرین سے مدد لینے کے لئے سفر کیا۔ بہت سے اِن سفروں میں ہلاک ہو گئے لیکن وہ قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت بنا نہ سکے اور معجزہ قرآن نے اس وقت سے لے کر آج تک روئے زمین کے تمام کفار کو ایک سورت کی مثل لانے سے عاجز کر دیا۔

...... **فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا :** قرآن مجید کے وجوہِ اعجاز میں سے ایک صورت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تمام پیش گوئیاں سو فیصد سچی ثابت ہوئیں۔ اس آیت میں پیش گوئی ہے کہ اے کفار! تم نہ آج تک قرآن کی ایک سورت کی مثل بنا سکے ہو اور آئندہ بھی روزِ قیامت تک ایسا نہ کر سکو گے لہٰذا ایمان لا کر آگ کے عذاب سے بچ جاؤ۔

...... **اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ :** اس سے ثابت ہوا کہ جہنم تیار ہو چکی ہے جیسا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے متعدد بار اس کا مشاہدہ بھی فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ کفار ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جبکہ مومنین دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت اور شفاعتِ صالحین سے بالآخر جہنم سے خلاصی پائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

...... **وَ بَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ :** اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جنت کا مالک بنا دیا ہے لہٰذا آپ کو جنت کی خوشخبری دینے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک ایمان یعنی عقیدہ کی درستگی۔ دوسرا عمل صالح یعنی عبادات، معاملات، اخلاق و آدابِ اسلامیہ اور سیاست نبوی و سیاست خلفاءِ راشدین کو اختیار کرنا اور گناہوں سے پرہیز کرنا۔ یاد رہے کہ جو مومن نہ ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا اس پر جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ حرام کر دی جائیں گی۔

مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا ھٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَ اُتُوۡا بِہٖ مُتَشَابِھًا ؕ وَ لَھُمۡ فِیۡھَاۤ اَزۡوَاجٌ
تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے رزق دیا گیا حالانکہ وہ صورت میں ایک جیسے پھل دیئے جائیں گے اور اُن کے لئے اُن (جنتوں) میں
مُّطَھَّرَۃٌ ٭ۙ وَّ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَایَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَۃً فَمَا فَوۡقَھَا ؕ
انتہائی پاکیزہ بیویاں ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ○ بے شک اللہ نہیں حیا فرماتا کہ کوئی مثال بیان فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر
فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّھِمۡ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَیَقُوۡلُوۡنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰہُ
تو جو ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور لیکن جنہوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں اس مثال سے اللہ نے کیا قصد کیا
بِھٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیۡرًا ۙ وَّ یَھۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًا ؕ وَ مَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۶﴾ ۙ
وہ بہتوں کے لئے اس سے گمراہی پیدا فرماتا ہے اور اس سے بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے اور وہ گمراہی نہیں پیدا فرماتا مگر نافرمانوں کے لیے۔

اور جس کے اعمال صالحہ میں کمی ہوگی اگر وہ مومن ہوگا تو اس کا انجام اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہوگا چاہے محض اپنے فضل وکرم یا حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے عذاب کے بغیر بخش دے چاہے عذاب میں مبتلا کرے اور بالآخر بخش کر جنت میں داخل فرمادے گا۔

...... وَلَھُمۡ فِیۡھَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ: اس سے دنیا کی بیویاں اور جنت کی نوری حوریں مراد ہیں۔ مسئلہ: جس مسلمان عورت نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں وہ آخری مسلمان شوہر کے ساتھ ہوگی۔ مطہرہ: سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی عورتیں اور جنت کی حوریں تمام جسمانی عیوب، نجاستوں اور ذہنی واخلاقی کمزوریوں سے مکمل پاک ہوں گی۔

...... وَھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ: اس سے ثابت ہوا کہ جنت اور اہل جنت ہمیشہ رہیں گے اِن کے لئے کبھی فنا نہیں ہوگا۔ جنت میں جنتی جو چاہے گا ملے گا (٦) حتی کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم دیگر محبوبانِ خدا کی زیارتیں بھی اور جنت میں ایسی ایسی نعمتیں، محلات، باغات، حوریں اور خدام ہوں گے جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور کسی دل میں اُن کا خیال کھٹکا نہیں۔

...... اِنَّ اللّٰہَ لَایَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا: کفار نے کہا: مثالیں بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ چوں کہ مثالوں سے ایک کم فہم آدمی کے لئے غیر واضح بات واضح، روشن اور دل نشین ہو جاتی ہے لہذا فرمایا مثال بیان کرنا اگرچہ مچھر یا اس سے بھی چھوٹی چیز کی ہو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں۔

...... وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِیۡنَ: فاسق کا معنی نافرمان ہے اور شرع شریف میں کبیرہ گناہ کے مرتکب کو فاسق کہا جاتا ہے۔ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فِسق کے تین درجے ہیں ایک "تغابی": مسلمان کبھی کبھار گناہ کبیرہ کرے اور اسے برا سمجھے اور اس پر نادم بھی ہو ایسا فاسق کافر نہیں ہوتا۔ دوسرا "انھماک": گناہوں کا عادی ہو جائے لیکن گناہ کو گناہ سمجھے ایسا شخص بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ تیسرا "جحود": کبیرہ گناہوں کو کثرت سے کرے اور گناہ کو درست سمجھے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (٧)۔ یہاں فاسقین سے مراد تیسری قسم ہے۔

(٦) سورہ یٰسین: 57 (٧) تفسیر بیضاوی، ج 1، ص 64، زیر بحث وسورہ بقرہ آیت نمبر 26

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ

جو اللہ کا عہد اسے پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور توڑتے ہیں جس کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے

فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۲۷) كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ

اور وہ زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہ لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں O تم کیونکر اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندہ کیا

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۸) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ

پھر وہ تمہیں مارے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے O وہی (اللہ) ہے جس نے تمہارے لیے سب کچھ جو زمین میں ہے پیدا کیا۔

ع ۳
ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۧ (۲۹) وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ

پھر آسمان کا قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنا دیئے اور وہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے O اور یاد کرو جب آپ کے رب نے

…… **يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ:** یہاں عہد سے مراد وہ عہد ہے جو عالم ارواح میں کیا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (۸) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ یا پھر دنیا میں کلمہ شریف پڑھ کر جو عہد ہوتا ہے وہ مراد ہے۔

…… **وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ:** یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت، اپنی عبادت اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نماز اور زکوٰۃ کو ملانے کا حکم دیا ہے۔ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیزوں میں سے ایک کو اختیار کیا جائے اور دوسری کو ترک کیا جائے۔

…… **كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ:** کفر کا معنی و مفہوم سورہ بقرہ آیت نمبر 6 کے تحت گزر چکا ہے۔ اس آیت میں یاد دلایا جا رہا ہے کہ تم ماؤں کے پیٹ میں مردہ تھے تمہیں روح ڈال کر زندہ کیا پھر دنیا میں روح قبض کر کے مارے گا پھر قبر میں منکر و نکیر کا جواب دینے کے لئے زندہ کرے گا اور پھر روز قیامت زندہ کر کے اپنے حضور لوٹائے گا۔ جب اللہ کے سوا کوئی ان کاموں کا دعویدار ہی نہیں صرف اللہ وحدہ لاشریک کی یہ شانیں ہیں تو پھر تمہارے لیے کفر و شرک کا کیا جواز ہے۔

…… **هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ:** اس میں دلیل ہے کہ جب تک کسی کے حرام ہونے کی دلیل نہ ہو ہر شی حلال و مباح ہے۔

…… **ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ:** یہاں اِسْتَوٰی کا معنی ارادہ کرنا ہے۔ آسمان و زمین پہلے سے پیدا ہو چکے تھے یہاں آسمانوں کو برابر اور خوبصورت کرنا مراد ہے۔

…… **وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ:** اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے ایک ایک ذرے، ایک ایک جزئی کا عالم ہے جبکہ مخالفین اہلسنت کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ کے تفصیلی حالات نہیں جانتا۔ اس آیت سے اہلسنت و جماعت کا عقیدہ روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

…… **وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ:** اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہلے جنات کو آباد کیا۔ جنات نے فساد اور خونریزی کی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ جنات کا زمین پر ظاہری وجود ختم کر کے انہیں پہاڑوں کی وادیوں اور جزیروں میں دھکیل دیں۔ اس کے بعد انسانوں کو زمین

(۸) سورہ اعراف:172

لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا
فرشتوں سے فرمایا: بیشک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا! کیا تو اسے (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا
وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ
اور خونریزیاں کرے گا حالانکہ ہم تیری حمد وثنا کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں فرمایا: بیشک
اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَةِ ۙ فَقَالَ
میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○ اور اللہ نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے پھر انہیں فرشتوں پر پیش کیا، فرمایا: مجھے

پر آباد کرنا چاہا تو اپنا ارادہ فرشتوں پر ظاہر فرمایا۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ مشورہ لینے سے پاک ہے۔ لہٰذا یہ مشورہ نہ تھا اور نہ ہی فرشتوں کا سوال اعتراض یا طعن تھا بلکہ حکمتِ الٰہیہ معلوم کرنے کے لئے تھا۔

……مَلٰٓئِکَةِ: مَلَکٌ کی جمع ہے۔ علماءِ منطق وفلسفہ فرشتہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ "فرشتہ جسم نوری ہے، مختلف شکلیں اختیار کرسکتا ہے، مذکر و مؤنث نہیں ہوتا"۔ جبکہ علماءِ کلام کے نزدیک فرشتے اللہ کی اطاعت کرتے ہیں، نافرمانی نہیں کرتے یعنی گناہ سے معصوم ہیں انبیاء اور ملائکہ کو اللہ کا کلام ووحی پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کائنات کا نظام چلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادات اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ پر درود وسلام میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔

……اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً: یہاں خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ قرار دیا گیا ہے (۹)۔ علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں: فَهُوَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَی الۡحَقِیۡقَةِ الۡخَلِیۡفَةُ الۡاَعۡظَمُ فِی الۡخَلِیۡقَةِ وَالۡاِمَامُ الۡمُقَدَّمُ فِی الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوَاتِ الۡعُلٰی وَلَوۡلَاهُ مَا خُلِقَ آدَمُ بَلۡ وَلَا، وَلَا. ترجمہ: حضرت محمد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ درحقیقت مخلوق میں خلیفہ اعظم ہیں اور زمین اور آسمانوں میں ایسے امام ہیں جن کو سب سے آگے رکھا ہوا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام نہ ہوتے اور کچھ نہ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا (۱۰)

خلیفہ سے مراد نائب ہے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان وسیلہ ہو، اللہ کے احکام وشرائع مخلوق میں جاری کرے۔ مخلوق کے مسائل اور مشکلات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے اور اللہ تعالیٰ کے فیوض وبرکات مخلوقات میں تقسیم کرے جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے وَاللّٰهُ الۡمُعۡطِیۡ وَ اَنَا الۡقَاسِمُ (۱۱) ترجمہ: اور اللہ (ہر نعمت) عطا فرماتا ہے اور میں (ہر نعمت) تقسیم کرتا ہوں۔

……وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ: تسبیح کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو تمام عیوب ونقائص سے بہت دور قرار دینا ہے اور تقدیس کا معنیٰ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو تمام عیوب ونقائص سے بہت پاک قرار دینا ہے۔ حمد سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ایجابیہ: حیات، قدرت، کلام، ارادہ، سننا، دیکھنا، علم اور تکوین کو بیان کرنا ہے۔

……قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ: اس میں اشارہ ہے کہ انسان شہوات کے جوش اور خواہشات کے زور پر کنٹرول کرکے

(۹) سورہ ص: 26 (۱۰) روح المعانی، ج ۱، ص 220، زیر بحث آیت مذکورہ

(۱۱) صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ، الرقم 3116۔

اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۳۱) قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اِن کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو ○ انہوں نے عرض کیا: تو (ہر نقص وعیب سے) پاک ہے، ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ (۳۲) قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ قَالَ
بیشک تو ہی علم والا دانائی والا ہے ○ اللہ نے فرمایا: اے آدم! تم انہیں اِن کے نام بتاؤ جب اس نے انہیں سب اشیاء کے نام بتادیے، فرمایا
اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ
کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا بیشک میں آسمانوں اور زمینوں کے غیب جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو
تَكْتُمُوْنَ (۳۳) وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ
اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تم آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر دیا اور تکبر کیا اور کافروں

جب مجھے پانے کے لئے مجاہدات کرے گا تو اس کو جو کمالات حاصل ہوں گے ان کی طرف تمہاری توجہ نہیں، انہیں میں جانتا ہوں۔

...... **وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا:** اسماء جمع ہے اسم کی، اِسم کی 2 قسمیں ہیں ایک اسم نازل اور دوسری اسم عالی۔ اسم نازل: وہ ہے جو ذات مسمیٰ پر دلالت کرے اور اسم عالی کسی شئے کے مکمل تعارف، اسکی حقیت و ماہیت، اغراض، فوائد، نقصانات اور خواص وغیرہ کو کہتے ہیں اس آیت میں اسماء سے اسماء عالیہ مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کا مکمل تعارف سکھا دیا جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیا کا تفصیلی علم عطا فرما دیا نیز علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَفِی الْخَبَرِ عَلَّمَهٗ سَبْعَ مِائَةِ اُلُفِ لُغَةٍ ترجمہ: اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کی تعلیم دی۔ (۱۲)

...... **قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ:** جب فرشتے تمام اشیاء کے اسماء عالیہ بیان نہ کر سکے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام اشیاء کا مکمل تعارف بتادیا جس سے واضح ہے کہ آدم علیہ السلام کا علم تمام ملائکہ اور ابلیس کے علم سے کہیں زیادہ ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام اور جہان کے تمام اہل علم کے علوم اور لوح و قلم کے علوم نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے سمندروں کے سامنے ایک قطرہ کی طرح ہے اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے تمام علوم اللہ جل جلالہ کے غیر متناہی علوم کے سمندر کے سامنے ایک چھینٹا یا چلو کی طرح ہیں (۱۳)۔ پھر امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل فرماتے ہیں

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

ترجمہ: اور انبیاء و رسل رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم سے فیض یاب ہوتے ہیں جیسا کہ ایک ایک چلو سمندر سے یا ایک چھینٹا موسلا دھار بارش سے (۱۳)

...... **وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ:** سجدہ کا لغوی معنٰی ہے ماتھا زمین پر رکھنا اور شرع شریف میں معنٰی ہے سات اعضاء (دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنوں، دونوں قدموں اور ماتھے و ناک کی ہڈی) کو زمین پر رکھنا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی سے واضح ہے۔

(۱۲) روح البیان، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 31، ج 1، ص 100 (۱۳) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مقدمہ، ص 2

الْكٰفِرِيْنَ (۳۴) وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا
سے ہو گیا ○ اور ہم نے کہا تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو اس سے بلا روک ٹوک
رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۖ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۵)
کھاؤ ۔ اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم حد سے تجاوز کرنے والوں سے ہو جاؤ گے ○

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهٗ وَ كَفَّاهُ وَ رُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ ترجمہ: جب بندہ سجدہ کرے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: چہرہ (ماتھا و ناک)، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم (۱۴)

سجدہ کی اقسام : سجدہ عبادت، سجدہ تحیہ اور سجدۂ تعظیم ۔ سجدہ عبادت یہ ہے کہ کسی ہستی کو الٰہ یا اس کا شریک قرار دے کر اسے سجدہ کرنا ۔ سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی یا شی کو کفر و شرک ہے ۔ سجدہ تحیہ و تعظیم یہ ہے کہ کسی ہستی کو الٰہ یا اس کا شریک قرار نہ دے محض تحفہ یا تعظیم کی غرض سے سجدہ کرے ۔ فرشتوں کا یہ سجدہ تعظیم و تحیہ کا سجدہ تھا ۔ قرآن پاک میں ہے وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا (۱۵) وہ (حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی) اُن کے سامنے سجدہ میں گر گئے ۔ یہ سجدہ تعظیم و تحیت کا تھا لیکن شریعت محمدیہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم میں خدا کے سوا کسی ہستی اور کسی مقدس شی کو سجدۂ تعظیم و تحیت بھی حرام ہے لیکن کفر و شرک نہیں ۔ لہذا قبروں اور بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے والا گناہگار ہوگا اس پر فتویٰ کفر نہیں لگایا جائے گا ۔

سجدہ اور چومنے میں فرق ہے ۔ سجدہ سات اعضاء پر ہوتا اور چومنا صرف منہ سے ہے صحابہ کبار نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے پاؤں اور ہاتھوں کو چومتے تھے (۱۶) شرع شریف میں بیوی بچوں کو چومنے کی بھی اجازت ہے اور شرع شریف میں مزارات اولیاء کو چومنے کی بھی کہیں ممانعت نہیں آئی لہذا تمام متبرک اشیاء کو چومنا جائز ہے جیسا کہ غلاف کعبہ کو سب چومتے ہیں البتہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کو احتیاطاً چومنے سے منع فرمایا ہے کہ کہیں نادان لوگ سجدہ کرنا شروع نہ کر دیں ۔

۞...... **وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ**: ابلیس کا کافر ہو جانا ترک سجدہ کی وجہ سے نہ تھا بلکہ انکارِ حکم الٰہی کی وجہ سے تھا لہذا جو بھی ضروریاتِ دین میں کسی کا انکار کرے اسے کافر قرار دیا جائے گا ۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت نمبر 2)

۞...... **وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ**: قرآن و حدیث نے شجرہ (درخت) کی تفصیل نہیں بیان کی ۔ گندم وغیرہ کا ذکر غیر مستند روایات میں ہے لہذا کسی پودے یا درخت کا تعین نہیں کرنا چاہیے ۔

۞...... **فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ**: ظلم کا معنی بے جا کرنا ہے ۔ ظلم کا اطلاق خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہیہ سے لے کر کفر و شرک تک ہے ۔

اہل سنت کا مذہب ہے تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں ۔ جبکہ بدعقیدہ لوگ انبیاء سے صدور گناہ کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام قطعاً گناہ یا بے جا کرنے والے نہ بنے کیونکہ قرآن مجید میں ہے فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (۱۷) وہ بھول گئے اور ہم نے اُن کا ارادہ نہ پایا جبکہ گناہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان ارادہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے ۔

نسیانِ انبیاء کے بارے عقیدہ : عام لوگوں کو نسیان کسی کمزوریٔ ذہن یا کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن انبیاء کا نسیان اللہ تعالیٰ کی

(۱۴) جامع ترمذی، باب ماجاء فی السجود علی سبعۃ اعضاء، الرقم 272 ☆ سنن ابی داؤد، باب اعضاء السجود، الرقم 891 (۱۵) سورہ یوسف 100

(۱۶) سنن ابی داؤد، باب فی التولی یوم الزحف، الرقم: 2647 ☆ الادب المفرد للبخاری، باب تقبیل الید، الرقم: 973 (۱۷) سورہ طٰہٰ: 115

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ
پس شیطان نے اُن دونوں کو جنت سے پھسلا دیا اور شیطان نے انہیں جنت سے جہاں وہ تھے علیحدہ کر دیا اور ہم نے فرمایا تم نیچے اترو تم میں
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ
سے کچھ لوگ کچھ لوگوں کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور نفع اٹھانا ہے۔ O پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے
فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ
تو اس نے اُس کی توبہ قبول فرمائی بیشک وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا انتہائی مہربان ہے۔ اور ہم نے حکم دیا کہ تم سب جنت سے اتر جاؤ۔ اگر تمہارے
مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾
پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو اُن پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے O

ذات اقدس میں مصروف واستغراق کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا انبیاء کا نسیان نقص وعیب نہیں، بلکہ کمال ہے۔ عام لوگوں کے نسیان سے بڑے بڑے نقصان ہو جاتے ہیں لیکن انبیاء عظام کے نسیان سے احکام شرعیہ واضح ہوتے ہیں یا پھر بڑے بڑے فوائد مرتب ہوتے ہیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے نسیان سے زمین آباد ہوئی۔ ہزار ہا انبیاء اور کروڑوں اولیاء زمین پر جلوہ گر ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

...... **فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ:** (پس شیطان نے اُن کو پھسلا دیا) یہ بھی گناہ نہ کرنے کی دلیل ہے کیونکہ پھسلنا بغیر ارادہ کے ہوتا ہے لہذا نسیان کی حالت میں شجرہ ممنوعہ کو تناول فرمایا جو کہ قطعاً گناہ نہیں۔

...... **مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ:** حین سے مراد ہر شخص کے لئے موت کا وقت ہے اور تمام انسانوں کے لیے قیامت کا دن ہے

...... **فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ:** حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: يَا رَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِيْ: یا اللہ میں تجھ سے حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی طفیل سوال کرتا ہوں کہ میری بھول بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُكَ میں نے تمہاری بھول بخش دی۔ اگر محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا (۱۸)

...... **فَتَابَ عَلَيْهِ:** توبہ کا معنی لوٹنا ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اللہ تعالیٰ کا غضب سے رحمت کی طرف لوٹنا مراد ہوتا ہے اور بندہ کی توبہ کے چار ارکان ہیں: (۱) گناہ کا اعتراف، (۲) گناہ پر ندامت، (۳) آئندہ کبھی نہ کرنے کا پختہ ارادہ اور (۴) اگر شرع شریف میں نقصان پورا کرنے کا کوئی طریقہ بیان کیا گیا ہو تو نقصان پورا کرنا جیسا کہ نماز زکوٰۃ وغیرہ کی قضا اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ

...... **فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى:** اس میں اشارہ ہے کہ جن لوگوں تک پیغام رسالت نہ پہنچے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ انہیں عذاب نہ دے گا۔

(۱۸) مستدرک للحاکم: باب ومن کتاب آیات رسول اللہ ﷺ، الرقم: 4228 ☆ معجم صغیر للطبرانی، الرقم: 992

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۹﴾ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ع

اور جو کفر کریں اور ہماری آیات کو جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں O اے اولادِ یعقوب!

اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ ۚ وَ اِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾

تم یاد کرو میری نعمت جو میں نے تم پر انعام کی اور تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو O

...... **وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا:** کفر کا معنیٰ (سورہ بقرہ آیت نمبر 5) میں بیان ہو چکا۔ آیات سے مراد اللہ کا کلام ہے اسی طرح انبیاء و اولیاء اور اُن کے نشانات و آثار بھی آیات میں ہیں جیسا کہ فِیۡهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِیۡمَ (۱۹) اس میں روشن نشانیاں مقام ابراہیم ہے اور اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (۲۰) بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اور یاد رہے کہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرنا، اُن کا مذاق اڑانا کفر و تکذیب اور دائمی عذاب کا موجب ہے۔

...... **یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ:** اسرائیل عبرانی زبان میں حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہم السلام کا نام ہے۔ اسرائیل: کا معنیٰ عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے۔ مدینہ منورہ میں یہود کے تین قبائل تھے۔ بنونضیر، بنوقریظہ، اور بنوقینقاع۔ یہ باغات، قیمتی جائیدادوں، محلات اور قلعوں کے مالک تھے۔ تعلیم یافتہ اور علاقے میں انتہائی بااثر تھے۔ توریت کی روشنی میں اِن پر نبی آخر الزمان حضرت محمد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ظہور کی نشانیاں واضح ہو چکی تھیں اس لیے یہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ظہور کا وقت قریب ہے لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا ظہور بنی اسرائیل کی بجائے قبیلہ قریش سے ہوا ہے تو وہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی مخالفت کرنے لگے حتیٰ کہ توریت میں آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی نشانیوں کو تبدیل کرنے لگے۔

یہود حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے اس لیے بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ نعمت سے مراد ہزارہا انبیاءِ عظام ہیں جو اولادِ یعقوب علیہ السلام میں سے ہیں۔ بہت سے بادشاہ ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کو روشن معجزات سے نوازا گیا اور اولیاء بنی اسرائیل کو عظیم الشان کرامات عطا کی گئیں جیسا کہ سورہ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی کی عظیم الشان کرامت کا ذکر ہے۔ اِن انعامات کو یاد کر کے یہود کو اطاعت الٰہیہ اور قبول اسلام کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

...... **وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ:** اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ بنی اسرائیل کے ذریعے یہود سے نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے کا عہد لیا تھا اور اس کے عوض اُن سے بخشش اور جنت میں داخل کرنے کا عہد کیا تھا۔

وَ اِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ: یہود ڈرتے تھے کہ اسلام لانے سے اُن کی اجارہ داری کم ہو جائے گی اس میں انہیں تسلی دی گئی کہ مجھ سے ڈرو، مجھے ناراض نہ کرو تمام عزتیں میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔

(۱۹) سورہ آل عمران: 97۔ (۲۰) سورہ بقرہ: 185

وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ
اور تم ایمان لاؤ اس کلام پر جو میں نے نازل کیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس کلام کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے پہلے منکر نہ بنو اور تم
ثَمَنًا قَلِیْلًا ۫ وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ (۴۱) وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ
میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ ○ اور تم حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور حق کو
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۴۲) وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ (۴۳)
دانستہ نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو ○ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ○
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۴۴)
کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور تم اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے ○

……**وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ:** اس سے مراد قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ایمان لانا ہے (قرآن وحی جلی اور حدیث وحی خفی ہے)

……**مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ:** اس میں یہود کو قرآن مجید پر ایمان لانے کا حکم دیا جارہا ہے اور واضح کیا جارہا ہے کہ قرآن مجید کا سرچشمہ بھی وہی ہے جو توریت کا ہے۔ قرآن مجید توریت کی تصدیق کرتا ہے اور قرآن مجید کے مضامین بھی توریت کے موافق ہیں لہٰذا اس سے سمجھ لو کہ قرآن بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

……**وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا:** علماءِ یہود اور ان کے سرداروں کا خیال تھا کہ وہ جو چڑھاوے نذرانے عوام سے لیتے ہیں اسلام لانے کی صورت میں بند ہو جائیں گے یہ سوچ کر وہ آیاتِ توریت میں نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نشانیاں تبدیل کرتے اور آیات توریت کو دنیاوی مفادات کے عوض فروخت کرتے تھے تو فرمایا گیا دنیاوی مفادات سے نہ ڈرو صرف مجھ سے ڈرو یہ ساری دنیا میرے قبضہ قدرت میں ہے۔

……**وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ:** یہود کو توریت میں نبی آخرالزمان کی نشانیوں میں ردوبدل کرنے سے منع کیا جارہا ہے۔ حق حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے ناموں میں ایک نام بھی ہے۔ حق کو چھپانے سے مراد نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت اور آپ کے دین اور علامات کو چھپانا ہے۔

……**وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ:** نماز، زکوٰۃ اور دیگر اعمال ایمان کے بغیر بے کار ہیں لہٰذا یہاں مراد یہ ہے کہ پہلے ایمان لاؤ جیسا کہ وَ اٰمِنُوْا میں حکم دیا گیا ہے اور اس کے بعد نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو۔

(نماز، زکوٰۃ اور دیگر فقہی مسائل کیلئے ''قانون شریعت'' یا ''بہار شریعت'' کا مطالعہ کریں اور ان کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں)

……**اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ:** اس سے مراد یہ ہے کہ تم نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے ظہور سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے کی تبلیغ کرتے تھے اور اب تم نبی آخرالزمان کے ساتھ کفر کا ارتکاب کررہے ہو یعنی تمہارے قول و عمل میں تضاد ہے جس کو ختم کرنا ضروری ہے۔

وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ ۙ (۴۵)

اور تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے اور بے شک وہ بھاری ہے مگر خشیت رکھنے والوں پر ○

الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۠ (۴۶)

جو یقین رکھتے ہیں بیشک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور بیشک وہ اس کی طرف لوٹنے والے ہیں ○

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (۴۷)

اے اولادِ یعقوب ! تم میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور بیشک میں نے تمہیں کچھ جہانوں پر فضیلت دی ○

……**وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ:** صبر کا معنیٰ روکنا یا باندھنا ہے اور شرع شریف میں مصائب کے وقت اپنے آپ کو جزع وفزع (ماتم ونوحہ) سے روکنا، اپنے آپ کو گناہوں سے روکنا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت کا پابند رکھنا صبر کہلاتا ہے صبر کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے: وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّة اور صبر کا ثواب جنت ہے۔(۲۱)

اسی طرح نماز بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کا بہترین ذریعہ ہے۔ حدیث پاک ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزَعَ اِلَی الصَّلٰوةِ (۲۲) ''نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو جلدی سے نماز کی طرف توجہ فرماتے''۔ جیسا کہ جنگوں میں نماز پڑھ کر دعا کرنا، سورج اور چاند گرہن اور قحط کے وقت نماز اور دعا کی طرف متوجہ ہونا وغیرہ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ بندوں کو اُن کے اپنے اعمال سے (جو کہ غیر اللہ ہیں) مدد مانگنے کا حکم دے رہا ہے لہذا ذواتِ انبیاء اور ذواتِ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بھی جائز ہے جیسا کہ صحابہ کبار کا طریقہ تھا وہ ظاہری حیات میں اور وصالِ نبوی کے بعد بھی نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم سے مدد طلب کرتے تھے۔

……**وَ اِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ:** نماز پڑھنا دشوار اور بھاری ہے لیکن خشیت الٰہی اور عجز و نیاز اختیار کرنے والے نیک بندوں کے لئے آسان ہے۔ خشیت الٰہی رکھنے والوں کی علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ ہمیشہ فکرِ آخرت کو پیش نظر رکھتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حساب وکتاب کے لیے پیش ہونے والے ہیں۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جو لوگ نماز کے پابند ہیں اور وہ نماز بغیر کسی تکلف اور ذہنی بوجھ کے ادا کرتے ہیں تو یہ علامت ہے کہ ایسے لوگ اپنے ربِ تعالیٰ کے لیے عجز و نیاز کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔

……**یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ:** حکم دیا گیا ہے کہ تم میری نعمتوں کا ذکر کرو۔ یہ آیت نعمت عظمیٰ حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے ذکرِ میلاد اور ذکرِ معراج کی محافل کی بھی اصل ہے۔

……**وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ:** یہاں بنی اسرائیل کی جہاں کے ایک ایک فرد پر فضیلت مراد نہیں اور نہ ہی بنی اسرائیل کے

(۲۱) مشکوۃ المصابیح، کتاب صوم، الفصل الثالث الرقم: 1965۔ ☆ صحیح ابن خزیمہ، باب فضائل شهر رمضان، الرقم: 1187

(۲۲) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ، باب عیادۃ المریض، ج 3 ص 112 ☆ تفسیر الطبری، الرقم: 849 ج 1 ص 44 ☆ تفسیر بیضاوی، ج 1 ص 77

وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔـا وَّ لَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا

اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی شخص کسی کافر شخص کا کچھ بدلہ نہ دے گا اور نہ ہی کافر کے لیے کوئی سفارش قبول ہو گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا

زمانہ کے ایک ایک فرد پر فضیلت مراد ہے۔ اجماعِ امت ہے کہ سیدِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم تمام انبیاء و ملائکہ اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا نور دورِ بنی اسرائیل میں آباءِ کرام کی پشتوں اور امہاتِ عظام کی رحموں میں موجود تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی روح بھی بنی اسرائیل کے دور میں عالمِ ارواح میں موجود تھی جو تمام مخلوقات سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اسی طرح ''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ'' (۲۳) تم بہترین امت ہو کے مطابق اُمتِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم بنی اسرائیل سمیت تمام امتوں سے افضل ہے لہٰذا صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **اَلْعٰلَمِیْن** میں استغراق (تمام افراد کو احاطہ میں لے لینا) حقیقی کے لیے نہیں ہے (۲۴) اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردِ رشید امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عَلٰی مَنْ لَّمْ يَسْتَجْمِعْ ذَالِكَ الْفَضَائِلَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ'' ترجمہ: جہانوں کے اُن افراد پر فضیلت دی جن میں یہ کمالات نہیں تھے (۲۵)

﴾...... **وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ**: امام قرطبی فرماتے ہیں: اَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ النَّفْسُ الْكَافِرَةُ لَا كُلُّ نَفْسٍ (۲۶) ترجمہ: تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں نفس سے مراد کافر نفس ہے نہ کہ ہر نفس۔ نیز یہاں یہود سے کلام ہو رہا ہے جن کا عقیدہ تھا کہ یہود کی نجات ہر صورت ہو جائے گی اُن کا عقیدہ و عمل جیسا بھی ہو نیز بعثتِ عیسوی و بعثتِ مصطفوی کے بعد یہود دوہرے کافر ہو چکے تھے۔

مسلمانوں کیلئے شفاعت کے ثبوت میں قرآن و حدیث کے دلائل قاہرہ موجود ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (۲۷) اور شفاعت نافع نہیں ہو گی مگر جس کو وہ (اللہ تعالیٰ) اجازت دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى'' (۲۸) اور آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ ارشادِ نبوی ہے میرا ایک امتی بھی جہنم میں رہ گیا تو میں راضی نہیں ہوں گا (۲۹)۔ نیز ارشادِ نبوی ہے: اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (۳۰) ترجمہ: میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا ہوا ہوں۔ نیز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے شفاعت کرنے یا آدھی امت کے جنت میں داخل ہونے میں سے ایک کا اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ سب کو عام اور کفایت کرنے والی ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ شفاعت صرف متقین کے لیے ہو گی؟ نہیں بلکہ وہ گناہ گاروں، خطا کاروں، لتھڑے ہوئے لوگوں کے لئے ہے (۳۱)

اس کے علاوہ احادیثِ شفاعت اتنی زیادہ ہیں کہ متواتر المعنیٰ ہیں اور احادیث متواترہ قطعی الدلالہ سے قطعی عقائد اور قطعی احکام اور ضروریاتِ دین ثابت ہوتے ہیں۔

(۲۳) آل عمران: 110۔ (۲۴) خزائن العرفان، ص 18۔ (۲۵) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ، ج 1 ص 66

(۲۶) تفسیر القرطبی، زیر بحث آیت مذکورہ، ج 1 ص 379 (۲۷) سورہ سبا: 23۔ (۲۸) سورہ وَالضُّحٰی: 5

(۲۹) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ والضحیٰ، آیت نمبر 5، ج 10 ص 283۔ ☆ تفسیر القرطبی، ج 20 ص 96 ☆ تفسیر کبیر، ج 31 ص 194

(۳۰) جامع ترمذی، الرقم: 3616 ج 5 ص 587۔ سنن ابن ماجہ، باذکر الشفاعۃ، الرقم: 4308 ☆ مصنف ابن ابی شیبہ۔ الرقم: 31728

(۳۱) سنن ابن ماجہ، باب ذکر الشفاعۃ، الرقم: 4311، ج 2 ص 1441

عَدۡلٌ وَّ لَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ (۴۸) وَ اِذۡ نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ
جائے گا اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی۔اور جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی وہ تمہیں بدترین عذاب پہنچاتے
يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَ يَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ ؕ وَ فِيۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ (۴۹) وَ اِذۡ
تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے ،اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔اور جب
فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَيۡنٰكُمۡ وَ اَغۡرَقۡنَآ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ (۵۰)
ہم نے تمہارے لیے سمندر کو چیر دیا ہم نے تمہیں نجات دی اور ہم نے آل فرعون کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے

...... **وَاِذۡ نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ:** خاندان قبط اور عمالیق سے مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے تھے۔ اس فرعون سے مراد ولید بن مصعب بن ریان تھا اس کی عمر 400 سال ہوئی۔ یہ فرعون خدا ہونے کا دعویدار تھا۔فرعون اور اس کے خاندان قبطیوں نے قبیلہ بنی اسرائیل کو اپنا خادم بنا رکھا تھا اور بنی اسرائیل کے مردوں وعورتوں پر بے انتہا ظلم وستم روا رکھا ہوا تھا۔

فرعون کے ایک خواب کی تعبیر میں کاہنوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت پر قابض ہو جائے گا۔

لہذا فرعون نے بنی اسرائیل کے کم وبیش چوبیس ہزار بچے ذبح کروا دیے یقیناً فرعون کے مظالم سے نجات دلانے میں بڑا امتحان تھا۔

...... **اٰلِ فِـرۡعَوۡنَ:** تمام مفسرین ومؤرخین کا اجماع ہے کہ یہاں ''آل'' سے مراد فرعون کے ساتھی اور اس کے پیروکار ہیں۔لفظ ''آل'' کا اصل ''اھل'' ہے یہ لفظ بڑوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔عوام کے لیے نہیں۔

آلِ فرعون سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے ساتھی اور آپ کے پیروکار بھی آلِ رسول ہیں۔

شرع شریف میں آل نبی کا پہلا اطلاق ازواج نبی پر ہوتا ہے پھر اولاد نبی پر پھر مسلمان اقارب نبی پر اور پھر تمام ساتھیوں اور قیامت تک تمام پیروکاروں پر۔رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: سَلۡمَانُ مِنَّا اَهۡلِ الۡبَيۡتِ (۳۲) ترجمہ: سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں۔لہذا درود ابراہیمی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ میں آل کا اطلاق ازواج مطہرات، اولاد پاک، صحابہ کرام اور تمام مسلمانوں پر ہوتا ہے۔

...... **وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے مصر سے شام کی طرف روانہ ہوئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے آپ کے دریا پر اپنا عصا مارنے سے بارہ راستے پیدا ہوئے آپ بنی اسرائیل کو لیکر بحر قلزم پار کر گئے۔فرعون اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے بحر قلزم پر پہنچا اور ابھی تک بارہ راستے موجود تھے جوں ہی اِن راستوں میں اپنے لشکر سمیت داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی چل پڑا اور بنی اسرائیل بحر قلزم کے پار یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اُن کے سامنے اُن کا دشمن فرعون اور اس کا لشکر غرق کر دیا گیا۔

(۳۲) مستدرک للحاکم، باب ذکر سلمان الفارسی، الرقم: 6539 ☆ معجم کبیر، باب سلمان الفارسی یکنی ابا عبداللہ الرقم: 6040

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ
اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے (کوہ طور پر) چالیس راتوں کا وعدہ فرمایا پھر تم نے اُن کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنا لیا
وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱) ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۲) وَ اِذْ اٰتَیْنَا
اور تم ظلم کرنے والے ہو۔ پھر ہم نے اس کے بعد تمہیں معاف کر دیا تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ O اور جب ہم نے
مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۵۳) وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ
موسیٰ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والے معجزات عطا فرمائے تاکہ تم ہدایت پاؤ O اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم
اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ
بیشک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا، تم اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو، تم اپنی جانوں کو قتل کرو
ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۵۴) وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى
یہی تمہارے لیے تمہارے خالق کے نزدیک بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی، بیشک وہی بہت توبہ قبول فرمانے والا، انتہائی مہربان ہے۔ اور جب تم نے کہا

وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ: اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن چلہ کے لیے کوہِ طور پر چلے گئے تو آپ کے بعد بنی اسرائیل کے ایک شخص (سامری) نے بنی اسرائیل کی خواتین سے زیورات جمع کر کے بچھڑے کی شکل میں ایک بت تیار کیا جب فرعون غرق ہوا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑی پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ یہ گھوڑی جہاں قدم رکھتی تھی اس زمین میں زندگی پیدا ہو جاتی تھی۔ سامری نے کچھ زندہ مٹی اپنے پاس محفوظ کر لی۔ سامری یہ زندہ مٹی بچھڑے کے منہ میں رکھتا تو اس میں حرکت اور آوازیں پیدا ہوتیں (۳۳) چنانچہ ساری قوم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔

وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ: کتاب سے مراد توریت ہے جو تختیوں پر لکھی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر چلہ کے اختتام پر نازل ہوئی۔ توریت سُریانی زبان میں تھی۔ آج کل سریانی زبان زمین پر مفقود ہے اور توریت کے مختلف ترجموں میں اختلاف کثیر پایا جاتا ہے۔ فرقان سے مراد یا تو توریت میں حلال و حرام کے احکام ہیں یا پھر موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔

فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ: توبہ پر بحث سورہ بقرہ کی آیت نمبر 37 کے تحت گزر چکی۔ ایمان کے بعد بچھڑے کی پوجا کرنا جرم ارتداد ہے اور مرتد کی سزا دین موسوی میں قتل تھا لہٰذا انہیں قتل کی سزا کے لیے پیش ہونے کا حکم دیا گیا لیکن دین مصطفےٰ میں مرتد کو توبہ کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اگر توبہ نہ کرے تو مردوں کو قتل اور عورتوں کو جیل میں بند رکھا جاتا ہے وہ جیل میں مرجائیں یا توبہ کریں لیکن گستاخ رسول مرتد غلیظ ہے جس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اسے حد کے طور پر قتل کیا جائے۔

(۳۳) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ بقرہ، آیت نمبر 51 ☆ تفسیر الطبری، زیر بحث سورہ طٰہٰ، وقولہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول

لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۵) ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ
اے موسیٰ ہم آپ پر ہرگز یقین نہ کریں گے حتی کہ اللہ کو علانیہ نہ دیکھ لیں تو کڑک نے تمہیں پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے
مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (۵۶) وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ط
موت کے بعد تمہیں زندہ کیا تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ O اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کر دیا اور من وسلویٰ نازل کیا
کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ط وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (۵۷)
تم کھاؤ پاکیزہ چیزیں جن کا ہم نے تمہیں رزق دیا اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے
وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ فَکُلُوْا مِنْھَا حَیْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
اور جب ہم نے کہا: تم اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور پھر تم اس سے جہاں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ
وَّ قُوْلُوْا حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطٰیٰکُمْ ط وَ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ (۵۸) فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
اور تم حِطَّۃٌ (ہمارے گناہ معاف ہوں) کہو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور زیادہ نیکی کرنے والوں کو مزید عطا کریں گے O پس ظالموں نے

...... **لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً:** اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی صفات سے پاک ہے لہٰذا اس معنیٰ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا محال ہے۔ قوم موسیٰ نے جب اللہ تعالیٰ کو اعلانیہ دیکھنے کا مطالبہ کیا تو آپ اپنی قوم کے ستر (70) افراد لے کر کوہ طور پر تشریف لائے۔

...... **فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ:** اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلیات میں سے ایک تجلی کوہ طور پر نازل ہوئی جس کی کڑک سے کوہ طور سرمہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف فرما ہوئے اور بنی اسرائیل کے 70 افراد کی موت واقع ہو گئی اور پھر موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ زندہ ہوئے۔

...... **وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی:** مصر سے بحر قلزم پار کر کے شام کے راستہ میں تیہ نامی جنگل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے بنی اسرائیل پر دن کو بادل کا سایہ ہو جاتا اور رات کو ترنجبین (اونٹ کٹارے نامی بوٹی کے کانٹوں پر جمی ہوئی شبنم) کی طرح کی مٹھائی اور بیٹر کی طرح کے بھنے ہوئے پرندے نازل کیے جاتے۔

...... **وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ:** حکم تھا من وسلویٰ کھائیں لیکن جمع نہ کریں تو اُن کے اس ظلم کی وجہ سے اُن کے دل جنتی کھانے من وسلویٰ سے اُکتا گئے۔

...... **وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ:** اس بستی سے مراد "بیت المقدس" یا "اریحا" ہے اِن شہروں میں انبیا کے آثار اور یادگاریں تھیں لہٰذا حکم دیا گیا کہ سجدہ کرتے یا جھک کر داخل ہونا ہے اور ایسے مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں لہٰذا معافی مانگنی ہے لیکن وہ اکڑ کر اور "حِطَّۃٌ" (ہمارے گناہ معاف ہوں) کی بجائے "حِنْطَۃٌ" (گندم) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (۵۹) ع ۶

جو بات انہیں کہی گئی اسے کسی اور بات میں تبدیل کردیا تو ہم نے اُن پر جنہوں نے ظلم کیا آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے فرمایا تم اپنا عصا اس پتھر پر مارو تو اس سے بارہ چشمے

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا

جاری ہو گئے ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ پہچان لی تم کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق سے اور تم نہ پھرو

۞...... **فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ:** لہٰذا اس نافرمانی و گستاخی کی وجہ سے اُن پر آسمان سے وبا (طاعون) کی بیماری نازل ہوئی جس سے چوبیس ہزار سے زیادہ افراد ہلاک ہوگئے۔

مسئلہ :ارشاد نبوی ہے طاعون پچھلی امتوں کے عذاب کا بقیہ ہے تمہارے جس شہر میں واقع ہو وہاں سے نہ بھاگو، دوسرے شہر میں ہوتو وہاں نہ جاؤ (۳۴)۔ **مسئلہ**:احادیث سے ثابت ہے کہ جولوگ مقام وباء میں رضائے الٰہی پر صابر رہیں اگر وہ وبا سے محفوظ رہیں جب بھی انہیں شہادت کا ثواب ملے گا۔ (۳۵)

۞...... **وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ:** بنی اسرائیل کے لیے دریا میں بارہ راستے بننا، آسمان سے من وسلویٰ کا نازل ہونا، بادلوں کا سایہ کرنا، طاعون سے ہزار ہا مرنے والوں کا موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ زندہ ہو جانا اور پھر اس آیت مبارکہ کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور پتھر پر لاٹھی مارنے سے بارہ چشموں کے پیدا ہونے کے تمام خلاف عادت واقعات کو تمام علماء اسلام ومفسرین عظام نے معجزات قرار دیا ہے لیکن مرزا قادیان اور بعض دیگر ملحدین نے ان مقامات پر مفاہیم قرآن کو بری طرح مسخ کیا اور معجزات کا انکار کرکے اسلام دشمنی کی انتہا کی ہے۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ انبیا اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں مخلوق کی مشکل کشائی کرنے کے لیے دعائیں کرتے ہیں چونکہ موت کے بعد روح پہلے سے زیادہ طاقتور ہو جاتی ہے لہٰذا محبوبانِ خدا وفات کے بعد بھی وسیلہ ہیں اور دعائیں کرتے ہیں جیسا کہ صحابی رسول حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے قبر نبوی پر حاضر ہو کر بارش کے لیے دعا کی درخواست کی تھی۔ (۳۶)

۞...... **فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ:** روایت ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگا تھا پتھر کا تفصیلی واقعہ صحیح بخاری (۳۷) میں موجود ہے موسیٰ علیہ السلام یہ پتھر اور اپنا عصا سفر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

(۳۴) صحیح بخاری، باب حدیث الغار، الرقم:3473۔ (۳۵) صحیح بخاری، باب حدیث الغار، الرقم:3474
(۳۶) مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، الرقم 32002۔ ☆ فتح الباری، قولہ باب سؤال الناس الامام الاستقاء
(۳۷) صحیح بخاری، باب من اغتسل عریانا وحدہ فی الخلوۃ، الرقم:278

فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (۶۰) وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ

زمین میں فساد کرنے والے O اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہ کرسکیں گے تو آپ اپنے رب سے

یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا

دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں جو زمین اُگاتی ہے، پیدا فرمائے۔ ساگ، ککڑی، گندم،

وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا

مسور اور پیاز۔ فرمایا: کیا تم بہتر کی جگہ ادنیٰ بدلنا چاہتے ہو۔ تم شہر میں داخل ہو جاؤ

فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

تمہارے لیے وہاں وہ چیزیں ہیں جو تم نے مانگیں اور اُن پر ذلت اور بدحالی ڈال دی گئی اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کی بجائے یا موسیٰ ذاتی نام کے ساتھ پکارنا بھی خلاف ادب تھا۔ لیکن یاد رہے اسم مبارک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا ذاتی نام ہونے کے ساتھ صفاتی نام بھی ہے لہذا جبرئیل علیہ السلام اور صحابہ کا "یا مُحَمَّدُ" (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم) کہنا صفاتی نام پر محمول کیا جائے گا۔ جس کا معنی ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا ہوا۔

یہاں ایک کھانے سے مراد ایک قسم کا کھانا ہے ورنہ من وسلویٰ دو کھانے نازل ہوتے تھے۔

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ: جنتی کھانے کو خیر قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ جنتی کھانا بغیر محنت ومشقت کے ملتا تھا اور اس میں حرمت کا شائبہ نہ تھا۔ سبزیوں اور اناج کو ادنیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جنتی کھانوں کی نسبت زمین کی سبزیاں کم درجہ ہیں اور سبزیوں کے لئے محنت ومشقت اور کاشت کاری بھی لازم ہے اور اس کمائی میں حرام کا احتمال بھی موجود ہے

اِهْبِطُوْا مِصْرًا: مصر سے مراد یا تو مشہور شہر مصر ہے یا پھر کوئی بھی شہر ہے۔

وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ: نافرمانیوں اور بے ادبی کے رویوں کی وجہ سے قوم یہود پر ذلت ورسوائی، مسلط کر دی گئی جیسا کہ عمالقہ اور جالوت کا اُن پر مظالم ڈھانا، بخت نصر کا بیت المقدس سمیت بنی اسرائیل کی بستیوں کو تباہ وبرباد کردینا، دورِ اسلام میں مدینہ منورہ سے جلاوطنی، بنوقریظہ کا قتل کیا جانا اور پھر جزیرۃ العرب سے جلاوطنی، ہٹلر اور دیگر کئی غیر مسلم حکمرانوں کا لاکھوں یہود کا قتل عام اور قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی کا دجال اور یہود کے خلاف جہاد جس میں یہود کا وجود ہی ختم کردیا جائے گا۔

نوٹ: اگرچہ یہود نے اسرائیل کے نام سے ایک ریاست قائم کی ہوئی ہے لیکن فلسطینیوں نے اسرائیلیوں کی نیند حرام کررکھی ہے۔ اور یہود کی ریاست بھی اپنی بقا کے لیے قدم قدم پر عیسائیوں کی محتاج ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (۳۸) ترجمہ: اور اُن پر ہر جگہ ذلت مسلط کردی گئی مگر اللہ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں۔

(۳۸) سورہ آل عمران: 112

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بیشک وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق شہید کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی

وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ ع ۷

اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے O بیشک جو لوگ ایمان لے آئے اور جو یہودی، عیسائی اور ستارہ پرست ہوئے (ان میں سے بھی) جو

بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ

اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اُن کا ثواب اُن کے رب کے پاس ہے اور انہیں کوئی خوف نہیں

...... **یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ:** اللہ کی نشانیوں سے مراد توریت وانبیاء عظام کے معجزات اور اللہ تعالیٰ کی دیگر نشانیاں ہیں۔ قتلِ انبیاء سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام اور کثیر تعداد میں دیگر انبیا کا ناحق قتل ہے۔ انبیاء کے اس قتل کو وہ حرام بھی جانتے تھے اس کے باوجود وہ اس کفریہ جرم کے مرتکب ہوتے تھے۔

...... **النَّبِیّٖنَ:** نبی کی جمع ہے نبی کا معنی ہے غیب کی خبریں دینے والا، بلند و اونچے مرتبہ پر فائز (دیکھیے المنجد اور کتب لغات) شرعِ شریف میں نبی اس مرد کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ کی وحی نازل ہو اور اسے خود اللہ تعالیٰ تبلیغ دین پر مامور فرمائے۔ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش ہے۔

یاد رہے کہ یہ تعریف بعثتِ نبوت کی ہے وگرنہ انبیا نزولِ وحی اور تبلیغ پر مامور ہونے سے پہلے بھی عالمِ ارواح اور عالمِ حقائق میں نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں اور عالمِ برزخ و عالمِ آخرت میں بھی نبوت کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔

...... **ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ:** اس میں اشارہ ہے کہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کے عادی ہونے کی وجہ سے اللہ کی نشانیوں کے ساتھ کفر اور انبیا کا قتل کرتے تھے۔

...... **مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ:** کچھ ملحد لوگ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ جیسے مقامات سے استدلال کرتے ہیں کہ صرف اللہ پر ایمان لانا نجات کے لیے کافی ہے لیکن یہ درست نہیں رسالت پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان قطعاً قبول نہیں۔ ارشادِ نبوی ہے: کیا تم نہیں جانتے؟ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو فرمایا: گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں (۳۹) نیز یہ کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کے انکاری کو قرآن مجید میں کافر قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ (۴۰) ترجمہ: اُن (یہود) نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا انکار کیا پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

یہود یہ خیال رکھتے تھے کہ اُخروی نجات اور جنت میں جانا صرف یہود کا حق ہے چاہے اُن کا عقیدہ و عمل درست نہ ہو تو اس آیت میں بتایا گیا کہ چاہے یہودی ہو یا عیسائی ہو یا صابی (دین سے پھر جانے والا) ہو جو بھی ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اس کے لیے اجر یعنی جنت ہے اور اسے نہ کوئی ڈر ہے نہ کوئی خوف ہے۔

...... **فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ:** جیسے اسلام قبول کرنے سے زمانہ کفر کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح زمانہ کفر میں

(۳۹) صحیح بخاری، باب اداء الخمس من الایمان، الرقم: 53۔ ☆ صحیح مسلم باب الامر بالایمان باللہ و رسولہ، الرقم: 17 (۴۰) سورہ بقرہ: 89

وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۶۲) وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ
اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور ہم نے کوہ طور تمہارے اوپر اٹھا لیا مضبوطی کے ساتھ تم پکڑ لو
اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۶۳) ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ
جو ہم نے تمہیں دیا اور تم جو اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ پھر تم اس کے بعد پھر گئے
فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (۶۴) وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ
اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں سے ہو جاتے اور البتہ ضرور تمہیں علم ہے
اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۚ (۶۵) فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا
جو تم سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھے تو ہم نے انہیں فرمادیا کہ تم دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ O پس ہم نے اس (واقعہ) کو عبرت بنادیا

کفر کی وجہ سے جو نیکیاں ضائع ہوگئی تھیں اللہ تعالیٰ اسلام لانے کی برکت سے اُن کا ثواب بحال فرمادیتا ہے۔

وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ: اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی خاطر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی امت پر احکام شرع تدریجاً نازل فرمائے لیکن قوم موسیٰ علیہ السلام پر پوری کی پوری شریعت موسوی جو بڑی بھاری بھی تھی ایک ہی بار مکمل توریت کی صورت میں نازل فرمادی۔ جس پر عمل کرنے سے بنی اسرائیل نے انکار کردیا تو جبرئیل امین علیہ السلام نے کوہ طور اٹھا کر بنی اسرائیل کے اوپر کھڑا کردیا کہ اگر تم نہیں مانتے تو کوہ طور کو تمہارے اوپر گرادیا جائے گا۔ جس پر بنی اسرائیل نے توریت پر عمل کرنے اور موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا وعدہ کیا۔

كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ: بنی اسرائیل کے لیے ہفتہ کے دن شکار اور دیگر کاروبار ممنوع تھا اور خلاف ورزی کی سزا قتل تھی۔ ہفتہ کے روز دریا میں آزمائش کے لیے مچھلیوں کی بہتات ہو جاتی تھی۔ بستی ایلہ کے لوگ دریا کے کنارے گڑھے کھودتے اور کھالوں کے ذریعے دریا کا پانی گڑھوں میں چھوڑ دیتے، مچھلیاں گڑھوں میں آجاتیں تو کھال بند کردیتے اور ہفتہ کا دن گزرنے کے بعد گڑھوں سے مچھلیاں پکڑتے۔ چالیس سال اور ایک روایت کے مطابق ستر سال وہ یہ حیلہ کرکے ہفتہ کے روز شکار کرتے رہے یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ ان کی صورتیں بندر جیسی بنادی گئیں اور ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر نہایت ذلت ورسوائی کے ساتھ ہلاک ہوگئے ان کی تعداد ستر ہزار تھی۔ امت مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی غلامی اور محبت اختیار کرے اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم پر کثرت سے درود وسلام بھیجے کہ آپ کی طفیل اتنے اتنے بڑے گناہوں کے باوجود ایسے عذاب نازل نہیں ہوتے۔

لِمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ (۶۶) وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ

اُن کے لیے جو اس کے سامنے تھے اور جو اس کے پیچھے تھے اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت O اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک اللہ

یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةًؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًاؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (۶۷)

تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو تو انہوں نے کہا: کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ فرمایا: میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ میں نادانوں سے ہو جاؤں O

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌؕ

انہوں نے کہا: آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں وہ ہمیں بتائے کہ گائے کیسی ہو فرمایا بیشک وہ فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ بچی

عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ (۶۸) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَاؕ

بلکہ درمیانی عمر کی تم بجالاؤ جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں وہ بتائے اس کا رنگ کیسا ہے؟

قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ (۶۹) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

فرمایا: وہ فرماتا ہے بیشک وہ ایک پیلی گائے ہے جس کا رنگ گہرا زرد ہے، دیکھنے والوں کا دل خوش کر دیتی ہے O انہوں نے کہا: آپ اپنے رب سے دعا کریں

یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَاؕ وَ اِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (۷۰) قَالَ اِنَّهٗ

وہ ہمارے لیے بیان فرمائے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ بیشک گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی اور بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور راہ پانے والے ہیں O موسیٰ نے فرمایا: بیشک

...... اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً: بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار شخص تھا اس کے بھتیجے نے اس کے مال پر قبضہ کرنے کے لیے اس کا اکلوتا بیٹا قتل کر دیا۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قتل بے نقاب کرنے کا مطالبہ کیا تو انہیں گائے ذبح کر کے گائے کا ایک حصہ مقتول پر مارنے کا حکم دیا۔ گائے ذبح کرنے کا حکم دینے میں ایک حکمت یہ تھی کہ قربانی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد نازل ہوگی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل سے گائے کی پوجا کا رجحان ختم کیا جائے کیونکہ مصر کے لوگ گائے کو مقدس جانور قرار دیتے تھے اور گائے کی پوجا کرتے تھے اور بنی اسرائیل مصریوں سے متاثر تھے اسی لیے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر چلہ کاٹنے کے زمانہ میں بنی اسرائیل نے بچھڑے کے بت کی پوجا کی تھی۔

میراث پر قبضہ کرنے کے لیے بھی قتل ہوتے ہیں لہٰذا ایسے قتل کی روک تھام کے لیے شریعتِ اسلامیہ میں دیگر وعیدوں وسزاؤں کے علاوہ قاتل کو مقتول کی وراثت سے محروم رکھا گیا ہے۔

...... اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ: اس سے ثابت ہوا کہ مذاق کرنا نادانی وجہالت ہے۔ حیرت ہے اُن لوگوں پر جو ہنسی مذاق جیسے عیوب کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے عقیدہ تنزیہہ باری تعالیٰ کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

مسئلہ: یاد رہے کہ مذاق برے اخلاق میں سے ہے البتہ مزاح یعنی حیرت یا انبساط پیدا کرنے یا انقباض دور کرنے کے لیے جھوٹ سے پاک اور مہذب کلام کرنا نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے۔

...... وَ اِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ: حدیث پاک میں ہے اگر وہ کوئی گائے ذبح کرتے تو اُن کے لیے کافی ہوتی لیکن انہوں

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ

اللہ فرماتا ہے بیشک وہ ایسی گائے ہو جس سے کام نہ لیا جاتا ہو کہ وہ زمین میں ہل چلاتی ہو اور نہ ہی کھیتی کو پانی دیتی ہو، بے عیب ہو اس کی رنگت میں کوئی داغ

قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع ۸

دھبہ نہ ہو انہوں نے کہا: اب آپ نے حقیقت بیان کی تو انہوں نے گائے ذبح کی حالانکہ وہ قریب نہ تھے کہ وہ یہ کرتے ○

نے (غیر ضروری سوالات کر کے) اپنے آپ پر سختی کر دی تو اللہ نے بھی اُن پر سختی فرما دی (۴۱) نیز حدیث میں ہے اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو کبھی گائے نہ پاتے۔ (۴۲)

مسئلہ: ان شاء اللہ (اگر اللہ کی مشیت ہو چکی ہے) ہر اچھے کام سے پہلے پڑھنا مستحب اور باعث برکت وکامیابی ہے **مَا شَاءَ الله**، تین بار پڑھ کر بچے یا جانور کو دم کیا جائے تو نظر بد سے محفوظ رہتا ہے (از وظائف افضلیہ) **مسئلہ:** برے کام کے لیے اِن شاء اللہ کہنا ممنوع ہے۔

......**فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ:** انہیں ڈر تھا کہ کہیں قتل بے نقاب نہ ہو جائے یا اِن شرائط کی جامع صرف ایک گائے تھی جو انتہائی مہنگی تھی یا وہ گائے کو مقدس جانور خیال کرتے تھے اور گائے کو ذبح کرنے کے قریب نہ آتے تھے لیکن اب اُن کے لیے گائے ذبح نہ کرنے کا کوئی عذر نہ رہا لہٰذا انہوں نے گائے ذبح کر دی۔

کتب تفاسیر میں ہے: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صالح شخص نے اپنی بچھڑیا اپنے بیٹے کی امانت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے جنگل میں چھوڑ دی یہ بیٹا بڑا ہوا، اپنی ماں کے ساتھ حد درجہ حسن سلوک کرتا تھا، ایندھن اکٹھا کر کے اپنی کمائی کا ایک تہائی اپنی ماں کو پیش کرتا، ایک تہائی صدقہ کرتا اور ایک تہائی اپنے آپ پر خرچ کرتا، اسی طرح رات کے ایک تہائی حصہ میں ماں کی خدمت کرتا، ایک تہائی عبادت کرتا اور ایک تہائی سوتا اور کوئی کام اپنی ماں کی اجازت کے بغیر نہ کرتا۔

لہٰذا والدہ کی دعاؤں کی وجہ سے یہ ولی کامل کے درجہ پر فائز ہوا۔ والد کی جنگل میں چھوڑی ہوئی بچھڑیا بڑی ہوئی تو پورے علاقے میں صرف وہی ایک گائے تھی جس میں بنی اسرائیل پر لگائی گئی تمام شرائط موجود تھیں یہ گائے سونے کے رنگ کی تھی اور اس کے جسم سے نور برآمد ہوتا تھا اس گائے کی بولیاں لگتی رہیں حتی کہ بنی اسرائیل نے چمڑا بھر سونے کے عوض اسے خرید کر ذبح کیا۔ (۴۳)

مسئلہ: ذبح: ذبح ہونے والے جانور کو کہتے ہیں اور چھری پھیر کر چاروں رگوں اور کم از کم تین رگوں کو کاٹنے کو **ذبح** کہتے ہیں۔ جس جانور پر مسلمان یا کتابی جو دہریہ نہ ہو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ میں اسے کھانا حلال نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" (۴۴) ترجمہ: "اور تم اس (جانور کے گوشت) سے نہ کھاؤ جس پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو" البتہ اگر بسم اللہ بھول کر چھوڑ دی گئی تو جانور حلال ہے۔

(۴۱) السنن لکبریٰ للبیہقی، باب لا یرث القاتل، الرقم: 12248 ☆ تفسیر طبری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 70، حدیث نمبر: 1242
(۴۲) تفسیر جلالین زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 70۔ ☆ تفسیر مظہری زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 70 ☆ تفسیر طبری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 70، حدیث نمبر: 1242
(۴۳) تفسیر روح البیان و تفسیر مظہری و تفسیر بغوی زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 67۔ (۴۴) سورہ انعام: 121

وَ اِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡهَا ؕ وَ اللّٰهُ مُخۡرِجٌ مَّا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ ﴿ۚ۷۲﴾ فَقُلۡنَا
اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کردیا پھر تم نے اس میں ایک دوسرے پر الزام لگایا اور اللہ ظاہر کرنے والا ہے جو تم چھپاتے تھے ○۔ ہم نے کہا
اضۡرِبُوۡهُ بِبَعۡضِهَا ؕ کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰی ۙ وَ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۷۳﴾
اس (مقتول) کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اسی طرح اللہ مردے زندہ کردے گا اور وہ تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو
ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَهِیَ کَالۡحِجَارَۃِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَۃً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الۡحِجَارَۃِ
پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھر کی طرح ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت اور بیشک کچھ پتھر ہیں
لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ
جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور بیشک اُن سے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو اُن سے پانی نکلتا ہے اور بیشک اُن سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے

...... **وَ اللّٰهُ مُخۡرِجٌ مَّا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ:** مقتول کو مذبوحہ گائے کا ٹکڑا مارا گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے زندہ ہوگیا اور اس نے بتایا کہ اس کے چچازاد بھائی نے اسے قتل کیا ہے۔ قاتل نے بھی اعترافِ جرم کرلیا تو معجزہ اور اعترافِ جرم دوہرے ثبوت سے قتل ثابت ہونے پر موسیٰ علیہ السلام نے قصاص کا حکم فرمایا۔

یہاں یہ اشارہ بھی دیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے اس چھپائے ہوئے جرم کو ظاہر کردیا ہے تمہارے تمام جرم قیامت کے روز ظاہر ہوجائیں گے اور تم اُن کی سزا سے بچ نہ سکو گے اور دنیا میں بھی تمہارے کئی جرم ظاہر ہوسکتے ہیں جس کی وجہ سے تمہیں رسوائی اور ذلت اٹھانی پڑے گی لہٰذا تم گناہوں سے پرہیز کرو۔

...... **کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰی:** کئی لوگ آخرت اور حشر و نشر کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں مُردوں کا قبروں سے زندہ ہونا عقل میں نہیں آتا؟ اس آیت میں واضح کیا جارہا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل نے دیکھا کہ اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردہ زندہ ہوگیا تو جان لو کہ جو ذات دنیا میں اپنے علم و قدرت سے مُردوں کو زندہ کرسکتی ہے وہ قادرِ مطلق ذات یقیناً روزِ قیامت بھی مردوں کو زندہ کردے گی۔

...... **ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ:** اتنے روشن معجزات دیکھنے کے بعد بھی بنی اسرائیل کے دل پتھروں کی طرح یا اُن سے بھی زیادہ سخت ہوگئے کہ اُن کے اندر ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہوگئی۔

...... **وَ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰهِ:** واضح کیا جارہا ہے کہ پتھروں میں بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت ظاہر ہوتی ہے اور وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے خشیتِ الٰہی کی وجہ سے نیچے گر پڑتے ہیں نیز احادیث سے بھی ثابت ہے کہ پتھروں کے اندر بھی ادراک اور خشیت کی صلاحیتیں موجود ہیں جیسا کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا: هٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ (۴۵) ترجمہ: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ،

(۴۵) صحیح بخاری، باب فضل الخدمۃ فی الغزو، الرقم: 2889۔ ☆ صحیح مسلم باب فضل المدینۃ ودعا النبی ﷺ، الرقم: 1365۔

مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۷۴) اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ
گر پڑتے ہیں۔اور اللہ بے خبر نہیں اس سے جو تم عمل کرتے ہو O کیا پس تم توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری وجہ سے ایمان لے آئیں گے
كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (۷۵)
حالانکہ اُن میں سے ایک گروہ ہے جو اللہ کا کلام سنتے پھر وہ اس میں ردوبدل کرتے اس کے بعد کہ انہوں نے اسے سمجھ لیا اور وہ جانتے بھی تھے O
وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ
اور جب وہ ملاقات کریں اُن سے جو ایمان لائے تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب وہ آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں کیا تم انہیں بتادیتے ہو
بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۷۶) اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ
جو اللہ نے تم پر کھول دیا کہ وہ تمہارے رب کے یہاں تم پر دلیل پکڑیں کیا تم عقل نہیں رکھتے۔O کیا وہ نہیں جانتے
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ (۷۷) وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِيَّ
بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور اُن سے کچھ اَن پڑھ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے ماسوائے من گھڑت باتوں کے

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ پر تشریف لائے تو احد پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ (۴۶) ترجمہ: ''اے احد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں''۔ تو پہاڑ اسی وقت تھم گیا۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ: نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ یہ یہود اسلام لاکر عذاب جہنم سے بچ جائیں تو اس آیت میں واضح کیا جارہا ہے کہ یہ لوگ تو اللہ کے کلام میں بالقصد ردوبدل کرتے ہیں اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی علامات اور احکام تورىت میں تبدیلیاں کرتے ہیں جب یہ اس حد تک گناہوں پر جری ہو چکے ہیں تو ان کے ایمان لانے کی توقع نہ رکھو۔

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ: یہود کے کچھ منافقین مسلمانوں کے پاس آتے تو اعتراف کرتے کہ پیغمبر اسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نبی برحق ہیں اور اسلام سچا دین ہے لیکن آپس میں جب اکیلے بیٹھتے تو کہتے تم اپنے مذہب اور توریت کے راز مسلمانوں پر ظاہر کرتے ہو کہ وہ تمہارے رب کے کلام یعنی توریت کی بنیاد پر تمہارے خلاف دنیا و آخرت میں دلائل پیش کریں گے۔ عقل سے کام لو ایسا نہ کیا کرو۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ: ''اُمِّيُّوْنَ'' ''اُمّی'' کی جمع ہے یہاں اَن پڑھ لوگ مراد ہیں لیکن جب ''اُمّی'' کا لفظ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے آئے تو مکہ شریف کا ایک قرآنی نام ''اُم القریٰ'' ہے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ام القریٰ کی نسبت سے امی ہیں یعنی ام القریٰ والے یا پھر اُمی کا معنی کریں گے کسی مخلوق سے نہ پڑھنے والا، بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے پڑھنے والا اور ساری کائنات کا معلم۔

(۴۶) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: 3675۔ جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان بن عفان، الرقم: 3697

المنزل۱

وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ(۷۸) فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ۗ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا

اور وہ صرف گمان میں پڑے رہتے ہیں پس خرابی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَ وَیْلٌ لَّهُمْ

ہے تا کہ وہ اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کریں پس ان کے لیے خرابی ہے اس وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے کمایا اور ان کے لیے خرابی ہے

مِّمَّا یَكْسِبُوْنَ(۷۹) وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اس وجہ سے جو وہ کمائی کرتے ہیں ۔O اور انہوں نے کہا: ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی مگر چند گنے ہوئے دن ۔ فرما دو کیا تم نے اللہ کے

عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(۸۰) بَلٰى مَنْ

پاس کوئی عہد لیا ہوا ہے کہ اللہ اس عہد کی ہرگز خلاف ورزی نہیں فرمائے گا یا تم اللہ پر ایسی بات کہتے ہو جسے تم نہیں جانتے ہاں جس نے

كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓــٴَـتُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(۸۱)

برائی کمائی اور اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کر لیا تو یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔O

﴾...... **فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ:** اسلام مدینہ منورہ اور اطراف میں پھیل گیا۔ یہود کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اُن کی عوام انہیں چھوڑ کر اسلام قبول کرلیں گے تو یہود کے علماء، توریت میں حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی بیان کردہ نشانیوں کو تبدیل کرتے ۔ مثلاً جہاں تھا کہ اُن کا قد مبارک درمیانہ ہے وہاں لکھ دیا قد لمبا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس ردوبدل کا مقصد یہ تھا کہ یہود کی عوام وخاص اسلام قبول نہ کریں اور پادری اور علماءِ یہود، عوام سے جو نذرانے، عزتیں اور دیگر مفادات حاصل کرتے ہیں وہ بند نہ ہوں۔

اس آیت میں اللہ کے کلام میں لفظی یا معنوی تحریف، ردوبدل کو حرام قرار دیا گیا اور اس پر کمائی کو بھی حرام قرار دیا گیا۔

یاد رہے کہ جو لوگ عقائد اور احکام شرع میں تغیر وتبدل کرتے ہیں یا پھر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی عظمتوں اور کمالات کو چھپاتے ہیں اور ان مذموم مقاصد کے لیے کتابیں یا تحریریں لکھتے ہیں اور اس پر سے مراعات حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ یہود کے پیروکار ہیں۔

ایسی آیات سے امامت اور تعلیم پر تنخواہ لینے کی حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ خلفاءِ راشدین نے دینی ذمہ داریوں پر وظیفہ لیا ہے۔

﴾...... **وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً:** یہود کہتے تھے کہ ہم نے بچھڑے کی عبادت چالیس دن کی تھی لہٰذا ہمارے نیک وبد افراد کو صرف چالیس دن جہنم میں جانا پڑے گا۔ یہاں پر یہود کو چیلنج کیا گیا کہ وہ اس جھوٹے عقیدہ پر اللہ کے کلام سے کوئی دلیل لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہود سے کوئی ایسا وعدہ کیا ہوا ہے۔

﴾...... **فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ:** اس میں واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو ہر عیب سے پاک ہے وہ وعدہ خلافی کے عیب سے بھی پاک ہے۔

﴾...... **وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓــٴَـتُهٗ:** جب گناہ درجہ کفر تک پہنچ جائیں تو قرآن مجید اس حالت کو گناہ کے احاطہ سے تعبیر کرتا ہے نیز جب گناہوں کی بہتات کی جائے اور گناہ کو گناہ بھی نہ سمجھا جائے تو ایسے شخص کے گناہ بھی اس کا احاطہ کر لیتے ہیں اور ایسے شخص پر وعظ ونصیحت

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۹

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین ،

کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔اس حالت کفر میں مرنے والے لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

......وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: اس میں بتایا گیا ہے جنت میں جانے کی بنیادی شرطیں صحت عقیدہ اور اعمال صالحہ ہیں لہٰذا یہود اگرچہ انبیاء عظام کی اولاد ہیں اگر وہ غلط عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور بداعمالیوں میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ جنت کے حقدار نہیں ہیں۔اس میں سادات اور صالحین کی اولادوں کے لیے واضح انتباہ ہے کہ اگر وہ کفریہ عقائد اختیار کرتے ہیں تو وہ جنت کے حقدار نہیں ہیں البتہ اگر عقیدہ درست ہے اور عملی کمزوریاں کفر کے درجہ تک نہیں پہنچیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے یا نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی شفاعت کی وجہ سے اُن کو عذاب سے نجات دے دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عذاب دینے کے بعد جنت میں بھیج دے۔

......وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ: والدین کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاد، والدین سے محبت کرے، قول وفعل سے ادب وتعظیم بجالائے۔جائز احکام کی تعمیل کرے، نفیس مال سے اُن کی ضرورتیں پوری کرے، اُن کی از حد خدمت کرے حتی کہ اگر والدین کو خدمت کی اشد ضرورت ہو تو حج مؤخر کردے، اُن کے بلانے پر نفل نماز توڑ دے اور فرض کو طول نہ دے۔ حدیث پاک ہے: مَامِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً (۴۷) ترجمہ: جو نیک اولاد والدین کو رحمت کی نگاہوں سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: والدین کے مرنے کے بعد بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: نَعَمْ، اَلصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِهِمَا (۴۸) ترجمہ: ہاں اُن کے لیے دعا کرنا، اُن کے لیے مغفرت طلب کرنا، اُن کے وعدہ کو پورا کرنا، اُن کی طرف سے رشتہ داری کا خیال رکھنا اور اُن کے دوست کا احترام کرنا۔

والدین کو اپنی نیکیوں کا ثواب پہنچانا بھی مستحب ہے اور اُن کی قبروں کی زیارت خصوصاً جمعہ کے روز مغفرت کا سبب ہے۔

والدین کے بعد رشتہ داروں اور یتیموں ومسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا۔یاد رہے کہ والدین، رشتہ دار اور یتیم ومسکین قانونی چارہ جوئی کرکے بھی مالداروں سے گزارہ الاؤنس مقرر کرا سکتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (۴۹) ترجمہ: اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم کا بھی حق ہے۔

(۴۷) شعب الایمان، باب برالوالدین، الرقم: 7472۔☆ مشکوٰۃ المصابیح، باب البر والصلۃ، الفصل الثالث، الرقم: 4944۔☆ کنز العمال، الرقم: 45535
(۴۸) سنن ابی داؤد، باب فی برالوالدین، الرقم: 5142۔☆ سنن ابن ماجہ الرقم: 3664۔☆ مستدرک: 7260 (۴۹) سورۃ الذّاریات: 19

الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَؕ
رشتہ داروں ،یتیموں اور مساکین سے حسن سلوک کرواور تم لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۸۳) وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ
پھرتم منحرف ہوگئے سوائے چندلوگوں کے تم میں سے اور تم منہ پھیرنے والے ہو۔اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہیں
دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (۸۴)
کرو گے اور تم اپنے لوگوں کو اُن کے گھروں سے نہیں نکالو گے ۔ پھرتم نے اس کا اقرار کیا اور تم اس کی گواہی بھی دیتے ہو۔
ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ٘ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ
پھرتم وہی ہو کہ تم اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ہی ایک گروہ کو اُن کے گھروں سے نکالتے ہواور تم اُن کے خلاف
بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِؕ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْؕ
گناہ اورزیادتی کے ساتھ مدد کرتے ہواوراگر وہ تمہارے پاس قیدی ہوکر آئیں تو تم مالی معاوضہ دے کرانہیں چھڑالیتے ہو حالانکہ اُن کوگھروں

﴾...... **وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا :** سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اورنہی عن المنکر (برے کاموں سے روک ٹوک) ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ اے یہود! تم نبی آخر الزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی نشانیوں اوراوصاف کوٹھیک ٹھیک بیان کرو۔

﴾...... **وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ:** نماز وزکوٰۃ کے مسائل کے لیے ''قانون شریعت'' مصنف علامہ شمس الدین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں اور تفصیل کے لیے نماز کے مسائل ''بہار شریعت'' حصہ دوم سوم اور زکوٰۃ کے لیے بہار شریعت حصہ چہارم کا مطالعہ فرمائیں۔

﴾...... **اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ :** سے مراد وہ یہود ہیں جو یہودی مذہب کے منسوخ ہونے سے پہلے مذہب پر قائم رہے اور وہ بھی مراد ہیں جو نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی بعثت کے بعد مسلمان ہوگئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

﴾...... **وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ:** اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ یہود سے تین عہد لیے گئے تھے اپنے لوگوں کو قتل نہیں کرنا، غلبہ پانے پر گھروں سے نہیں نکالنا، اور قیدیوں کا فدیہ دے کر آزاد کرانا ہے۔ مدینہ شریف میں یہود کا قبیلہ بنوقریظہ، قبیلہ اوس کا حلیف تھا اور یہود کا قبیلہ بنونضیر، قبیلہ خزرج کا حلیف تھا۔ جب لڑائی ہوتی تو بدعہدی کرتے ہوئے قتل بھی کرتے اور غلبہ آنے پر جلاوطنی بھی کرتے لیکن ایک عہد پورا کرتے کہ قیدیوں کا فدیہ دے کر چھڑالیتے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ

سے نکالنا تم پر حرام کیا ہوا ہے کیا تم کچھ کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور کچھ کتاب کے ساتھ کفر کرتے ہو۔ تو نہیں ہے سزا اس کی جو تم میں سے

اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

ایسا کرے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے روز وہ سخت ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں گے اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۸۵) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

اس سے جو تم عمل کرتے ہو۔ یہ لوگ جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے خرید لیا تو ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا

الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۸۶) وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ ع ۱۰

اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی O اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اس کے بعد یکے بعد دیگرے رسول بھیجے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ: میں بتایا جا رہا ہے کہ یہود کچھ کتاب پر ایمان رکھتے اور کچھ کتاب کے ساتھ کفر کرتے۔ اس میں واضح کیا جا رہا ہے کہ جب حرام کام رائج کر لیے جائیں اور انہیں گناہ نہ سمجھا جائے تو یہ بدعملی درجہ کفر تک پہنچ جاتی ہے۔ اس قرآنی حکم سے ان حکمرانوں کو سچی توبہ کرنی چاہیے جو سود اور دیگر حرام کاموں کو رائج کیے ہوئے ہیں اور ان قطعی حرام کاموں کو گناہ بھی نہیں سمجھتے یقیناً ایسی صورتحال پیدا ہونے پر ایک مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو کر دائرہ کفر میں داخل ہو جاتا ہے (العیاذ باللہ من ذالک)

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ: یہ یہود مدینہ کے دنیا میں رسوا و ذلیل ہونے کی پیش گوئی ہے۔ قرآن مجید کی دیگر تمام پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔ قبیلہ بنونضیر کو غزوہ احد کے بعد مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا گیا وہ خیبر چلے گئے۔ غزوہ خندق کے بعد قبیلہ بنوقریظہ کے سات سو کے قریب جنگجوؤں کو انہی کے مقرر کردہ ثالث حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق قتل کر دیا گیا۔ پھر خیبر ےہجری میں فتح کر کے یہود خیبر اور دیگر یہودیوں پر جزیہ لگا کر اسلامی حکومت کا محکوم رہنے پر پابند کر دیا گیا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ: یہاں "اِشْتَرَوْا" "اٰثَرُوْا" کے معنی میں ہے یعنی انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی۔ لہٰذا دنیا کی رسوائی کے بعد آخرت میں بھی اُن کے عذاب کو ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی رہائی پر کبھی توجہ دی جائے گی۔

وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ: رُسل رسول کی جمع ہے اور رسول رسالت سے بنا ہے۔ رسالت کا شرعی معنی ہے اللہ تعالیٰ اور مخلوقات کے درمیان سفارت کاری اور رسول وہ نبی ہے جو نئی شریعت لے کر آئے۔ رسولوں کی تعداد 313 یا 315 یا کم و بیش ہے ملائکہ میں سے رسول وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحی نبیوں پر نازل کرتے ہیں یا پھر دیگر ملائکہ کو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً چار ہزار انبیاء و رسل مبعوث ہوئے لیکن خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی عظمت کس قدر ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے بعد بعثت انبیاء بند ہو گئی تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے صحابہ کبار، آپ کی امت کے مجاہدین، علماء ربانیین اور اولیاء عظام نے دین اسلام کی تعلیم و تربیت، اشاعت، ترویج اور حفاظت کا حق ادا فرما دیا۔

وَ اٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا

اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانیاں دیں اور ہم نے اس کی روح القدس سے مدد فرمائی۔ تو کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی شریعت لایا جو

لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُکُمُ اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ ۫ وَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ (۸۷)

تمہاری خواہشِ نفس کے خلاف تھی ۔تم نے تکبر کیا تو ایک گروہ انبیا کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ انبیا کو تم شہید کرتے O

......وَ اٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت سے خلاف عادت بغیر والد کے حضرت مریم بنت عمران کے بطن سے پیدا فرمایا آپ کا تذکرہ سورہ مریم اور سورہ آل عمران اور دیگر مقامات پر موجود ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو مردوں کو زندہ کرنے ،کوڑھوں کو درست کرنے ، مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے ،مورتیوں کو پھونک مار کر پرندہ بنادینے اور غیب کی خبریں دینے کے روشن معجزات عطا فرمائے۔

......وَ اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ: جمہور کے نزدیک (پاکیزہ روح) رئیس الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کا لقب ہے جو سفر وحضر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی 33 سال کی عمر تک یعنی زمین سے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے تک آپ کی مدد کے لیے ساتھ رہتے تھے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ (۵۰) ترجمہ: اے اللہ اس کی روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے مدد فرما۔ جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے روح القدس کی تائید کی فضیلت اپنے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے غلاموں کو بھی عطا فرمائی ہے۔

اس سے غیر اللہ سے مدد حاصل کرنے کا جواز واضح ہوتا ہے اگر جبریل امین علیہ السلام سے مدد لینا جائز ہے تو حبیبِ خدا حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے مدد لینا بھی جائز ہے۔

......اِسۡتَکۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ ۫ وَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ: بنی اسرائیل نے اتنی اتنی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے سامنے تکبر اختیار کیا۔ انبیا کی ایک جماعت کو جھٹلایا اور انبیا کی ایک جماعت کو قتل کیا جیسا کہ حضرت شعیب، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ علیھم السلام اور دیگر انبیا کو قتل کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قاتلانہ حملہ کیا اور نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر جان لیوا جادو کر کے اور بکری کے گوشت میں زہر قاتل ملا کر شہید کرنے کی سازش کی۔

یاد رہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (۵۱) ترجمہ: میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔ لہذا جن انبیاء پر جہاد فرض ہوا اُن میں سے بشمول ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے کوئی نبی کسی جنگ میں شہید نہیں ہوا۔ لیکن جو نبی شہید ہوئے اُن پر جہاد فرض نہیں ہوا۔ لہذا وہ جہاد میں مغلوب ہو کر شہید نہیں ہوئے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ اور انبیا عظام کے سامنے تکبر کرنا کفر ہے جبکہ کفار کے سامنے تکبر کرنا جائز ہے اور عام مسلمانوں کے سامنے تکبر کرنا گناہ ہے۔

(۵۰) صحیح بخاری، باب الشعر فی المسجد، الرقم: 453۔ ☆ صحیح مسلم، باب فضائل حسان بن ثابت، الرقم: 2485 (۵۱) سورہ مجادلہ: 21

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ (۸۸) وَ لَمَّا جَآءَهُمْ

اورانہوں نے کہا: ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے اُن پر لعنت کردی اُن کے کفر کی وجہ سے تو وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں ○اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف

كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ

سے ایک کتاب آ گئی جو اس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو اُن کے پاس ہے اور وہ اس سے پہلے اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۸۹) بِئْسَمَا اشْتَرَوْا

توجب وہ رسول اُن کے پاس تشریف لایا انہوں نے نہ پہچانا اور اس کے ساتھ کفر کیا تو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ بری ہے وہ چیز جس کے

بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

بدلے میں انہوں نے اپنے آپ کا سودا کیا کہ وہ انکار کرتے ہیں اس کلام کا جسے اللہ نے نازل کیا بغاوت کرتے ہوئے کہ اللہ اپنی وحی نازل کرتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۹۰) وَ اِذَا

جس پر وہ اپنے بندوں سے چاہتا ہے۔ تو وہ غضب پر غضب کے حقدار ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کردینے والا عذاب ہے۔ اور جب

...... وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ: یہود نے کہا: پیغمبر اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات اور ان کی سحر انگیز نصائح سے ہمارے دلوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیوں کہ ہمارے دلوں پر یہودیت کا ایسا غلاف ہے جو اسلام کی باتوں کے اندر جانے میں رکاوٹ ہے۔

...... بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ: اس کے جواب میں فرمایا: یہود کے کفریات اور بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی ایسی لعنت پڑ چکی ہے جس کے بعد حق قبول کرنے کی ان کی استعداد ختم ہوگئی ہے۔ اس لعنت کو بعض مقامات پر مہر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

...... وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا: وہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کے ظہور سے پہلے یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِنَبِيِّ آخِرِ الزَّمَانِ (۵۲) ترجمہ: اے اللہ! نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما تو انہیں بت پرستوں پر فتح حاصل ہو جاتی تھی۔

...... كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ: لیکن جب نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا ظہور بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں سے ہوا تو حسد و بغض کی وجہ سے نبوت کے انکاری ہو کر لعنت کے سزاوار ٹھہرے۔ اس آیت سے واضح ہوا کہ رسالت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا انکار کرنے والا کافر ہے اگرچہ وہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے ہو۔

...... اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ: یہود کو یقین تھا کہ نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تمام نشانیاں حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم میں روزِ روشن کی طرح واضح اور موجود ہیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ

(۵۲) تفسیر بیضاوی، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 89، ج 1، ص 93

قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَ
انہیں کہا جائے کہ تم ایمان لاؤ اس کلام پر جو اللہ نے نازل کیا تو وہ کہتے ہیں ہم صرف اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا اور
يَكۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَ هُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمۡ ؕ قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِيَآءَ اللّٰهِ
وہ اس کے ماسوا کا انکار کرتے ہیں ۔ حالانکہ وہ حق ہے تصدیق کرنے والا ہے اس کلام کی جو اُن کے پاس ہے تم فرمادو تم کیوں اللہ کے نبیوں
مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۱﴾ وَ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ مُّوۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ
کو قتل کرتے رہے اگر تم اپنی کتاب پر ایمان رکھنے والے ہو۔ بیشک موسیٰ تمہارے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے
مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَ اَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۹۲﴾ وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ ؕ خُذُوۡا مَآ
کو معبود بنالیا اور تم ظلم کرنے والے ہو O اور جب ہم نے تم سے پختہ وعدہ لیا اور کوہ طور کو تمہارے اوپر بلند کیا تم مضبوطی سے پکڑو جو
اٰتَيۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّ اسۡمَعُوۡا ؕ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ عَصَيۡنَا ۗ وَ اُشۡرِبُوۡا فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡعِجۡلَ بِكُفۡرِهِمۡ ؕ
ہم نے تم کو دیا اور سنو تو انہوں نے کہا ہم نے سنا اور نافرمانی کی ۔ اور اُن کے دلوں میں بچھڑے کی محبت اُن کے کفر کی وجہ سے رچادی گئی۔
قُلۡ بِئۡسَمَا يَاۡمُرُكُمۡ بِهٖۤ اِيۡمَانُكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۳﴾ قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ
فرمادو بری ہے وہ چیز جس کا تمہارا ایمان تمہیں حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو۔ فرمادو اگر اللہ کے نزدیک دار آخرت (جنت)

سے بغاوت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے وحی اپنی مرضی سے کیوں نازل کی، یہود کی مرضی کے مطابق بنی اسرائیل میں نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کیوں نہ کی اس طرح انہوں نے بدترین کفر کا ارتکاب کیا۔

......وَ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ مُّوۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ: موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ ملا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ''وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ'' (۵۴) ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تو دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگتا'' نیز عصا کا معجزہ ملا جو فرعون کے سامنے خوفناک اژدھا بن جاتا، سمندر پر مارنے سے بحر قلزم میں ان کے لیے بارہ راستے بن گئے۔ پتھر پر مارنے سے بارہ چشمے جاری ہو گئے اور اس کے علاوہ آپ کو دیگر روشن معجزات ملے پھر بھی یہود نے ہمیشہ ہٹ دھرمی کی اور روشن معجزات کے باوجود بچھڑے کی پوجا کرنے لگے۔

(۵۴) سورہ اعراف:108

عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۹۴) وَ لَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا
تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے لیے ہے تو تم موت کی تمنا تو کرو اگر تم سچے ہو۔ اور ہرگز وہ اس کی تمنا نہیں کریں گے
بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ (۹۵) وَ لَتَجِدَنَّهُمۡ اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ
ان بداعمالیوں کی وجہ سے جو وہ پہلے کر چکے اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔اور بیشک ضرور تو اُن کو زندگی پر سب لوگوں سے زیادہ حریص پائے گا
وَ مِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمۡ لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ
اور اُن سے بھی جنہوں نے شرک کیا اُن میں ایک چاہتا ہے کہ کاش کہ اسے ایک ہزار سال کی عمر مل جائے حالانکہ وہ اسے عذاب سے دور کرنے والا نہیں
اَنۡ يُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ (۹۶) قُلۡ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِيۡلَ ع
کہ اسے یہ عمر دے دی جائے اور اللہ دیکھنے والا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔ ○ تم فرما دو جو جبرئیل کا دشمن ہے

فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ : یہود نے کہا: دارِ آخرت یعنی جنت صرف یہود کی ہے اِن کے سوا کوئی انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اِن دو آیتوں میں یہود کو چیلنج بھی کیا گیا اور پیش گوئی بھی فرمائی گئی۔ چیلنج یہ کیا گیا کہ اگر تمہیں یقین ہے کہ تم نے ہی جنت میں جانا ہے تو دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہونے کا ذریعہ موت ہے تو پھر تم موت کی تمنا کر کے دکھاؤ۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو سب ہلاک ہو جاتے اور روئے زمین پر کوئی یہودی بھی باقی نہ رہتا۔ (۵۴)

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا: یہ پیش گوئی اور خبر غیب ہے کہ یہود آئندہ بھی کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ اُن کی دوزخ میں لے جانے والی بداعمالیاں اُن کے سامنے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ آخرت کے منکر مشرکین سے بھی زیادہ دنیاوی زندگی کو چاہتے ہیں۔

چند مسائل: مصائبِ دنیا سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا صبر، رضا اور تسلیم و توکل کے خلاف ہے۔ خودکشی یعنی اپنے آپ کو قتل کرنا کسی اور کو قتل کرنے کے برابر جرم ہے۔ لیکن موتِ شہادت کی تمنا مسنون ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق دعا فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ ارۡزُقۡنِيۡ شَهَادَةً فِيۡ سَبِيۡلِكَ وَاجۡعَلۡ مَوۡتِيۡ فِيۡ بَلَدِ نَبِيِّكَ (۵۵) ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے تیرے راستہ میں شہادت اور تیرے رسول کے شہر میں وفات پانے کی دعا کرتا ہوں۔ نیز صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فارس کے بادشاہ کو خط لکھا: فَقَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّوۡنَ الۡمَوۡتَ كَمَا تُحِبُّوۡنَ شُرۡبَ الۡخَمۡرِ (۵۶) ترجمہ: تحقیق میں تمہارے پاس ایسی قوم لایا ہوں جو موتِ شہادت سے اس طرح محبت کرتی ہے جیسے تم شراب سے محبت کرتے ہو۔

لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ: مجوس کا ایک گروہ ملاقات کے وقت کہتا تھا ''ذہ ہزار سال'' ہزار سال زندہ رہو شاید ہزار سال زندگی کی خواہش کا اشارہ ان کی طرف دیا گیا ہے۔

(۵۴) تفسیر طبری، زیر بحث آیت مذکورہ، الرقم: 1570 (۵۵) صحیح بخاری، باب کراهیة النبی ﷺ ان تعری المدینة، الرقم: 1890
(۵۶) تاریخ طبری، باب خبر ما بعد الحیرة، ج3، ص370۔ ☆ تاریخ ابن خلدون، باب فتح الانبار وعین التمر، ج2، ص511

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۹۷)

تو بیشک اس جبرئیل نے قرآن کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا، تصدیق کرنے والا اس کلام کی جو اس کے سامنے ہے اور ہدایت و خوشخبری ہے مومنین کے لیے

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (۹۸) وَ

جو دشمن ہوا اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل کا اور میکائیل کا تو بیشک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (۹۹) اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا

اور بیشک ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور ان کا انکار نہیں کرتے مگر نافرمان O کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب بھی انہوں نے کوئی عہد کیا

نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۰) وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

تو اسے اُن کے ایک گروہ نے پھینک دیا بلکہ اُن کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول تشریف لایا

...... **فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ :** عبداللہ بن صوریا یہودی نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا کہ آپ پر کونسا فرشتہ وحی لاتا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جبرئیل (علیہ السلام)۔ تو اس نے کہا: جبرئیل علیہ السلام شدت، عذاب اور خسف لانے والا فرشتہ ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے اگر میکائیل علیہ السلام وحی لاتا تو ہم ایمان لے آتے کیونکہ وہ رزق اور خوشحالی لانے پر مامور ہے۔(۵۷) اس آیت میں بتایا گیا کہ جبرئیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے وحی لاتے ہیں اور یہ وحی توریت کی تصدیق کرتی ہے۔ اور مومنین کے لیے ہدایت ہے اور جنت کی بشارت ہے۔

بِاِذْنِ اللّٰهِ سے معلوم ہوا کہ جبریل امین علیہ السلام نے قرآن پاک اور اس کے تمام علوم اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل کیے ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کا علمِ قرآن، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے علم کے برابر نہیں ہو سکتا ہے۔

...... **فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ:** یہاں بتایا گیا کہ جبرئیل علیہ السلام کی دشمنی صرف جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دشمنی نہیں بلکہ اسے بھیجنے والے اللہ تعالیٰ اور اُن تمام انبیا و رسل سے دشمنی ہے جنہوں نے جبرئیل امین علیہ السلام سے وحی وصول کی اور تمام ملائکہ کے ساتھ دشمنی ہے لہٰذا جو اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور رسولوں کے ساتھ کفر کرتا ہے تو وہ پکا کافر ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔ (فرشتہ پر تفصیلی بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 30 کے تحت گزر چکی)

...... **وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ** نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر جو روشن آیات نازل ہوئیں اُن میں قرآن مجید ہے کہ پوری دنیائے کفر جس کی ایک سورت کی مثل لانے سے عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی۔ شقِ قمر، ردِ شمس، جانوروں سے کلام کرنا، قلیل کھانے کو کثیر کرنا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا، درختوں سے کلمہ پڑھانے سمیت اَن گنت معجزات ہیں۔ آپ ایسا دین کامل لے کر آئے کہ دنیا بھر کے ماہرین علوم وفنون مل کر بھی ایسا نظام نہیں بنا سکے اور نہ بنا سکیں گے۔ اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَن گنت جسمانی محاسن جیسے چہرے کا تبسم کے وقت شیشہ کی مانند ہو جانا، آپ کے چہرے کو دیکھ کر یہودیوں کے معلم عبداللہ بن سلام کا ایمان لے آنا، دانتوں سے نور نکلنا، پسینہ مبارک اور پیشاب سے خوشبو آنا، آپ کے لعاب سے بیماروں کو شفا مل جانا،

(۵۷) تفسیر طبری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 97، الرقم: 1617

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
جو اس کلام کی تصدیق کرنے والا ہے جو اُن کے پاس ہے تو اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دی
كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۫ (١٠١) وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ
گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں O اور انہوں نے اس جادو کی پیروی کی جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کے زمانہ میں پڑھتے تھے اور
سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ
سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ (انہوں نے پیروی کی) اس جادو کی جو بابل میں دو فرشتوں
هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ۭ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ
ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا اور وہ دونوں کسی کو نہ سکھاتے جب تک وہ نہ کہتے ہم صرف آزمائش ہیں تو تو کفر نہ کر تو وہ اُن سے ایسا

آپ کا سایہ نہ ہونا اور ہزار ہا دیگر کمالات وفضائل ہیں۔

آیت سے واضح کیا گیا کہ ان روشن نشانیوں کے باوجود نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کا انکار، پکا کافر ہی کرسکتا ہے۔

...... **كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ:** توریت میں بیان کردہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی نشانیاں یہود پر واضح تھیں۔ ''کتاب کو پیٹھوں کے پیچھے پھینکنے'' سے توریت کی طرف اشارہ ہے۔ توریت سے منحرف ہونے کو پیٹھ کے پیچھے پھینکنے جیسے الفاظ سے تعبیر کرنے اور اس کی مذمت کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی طرف پیٹھ کرنا ناجائز اور بے ادبی ہے۔

...... **يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ:** مدینہ منورہ کے یہود جادوگری کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر بہتان باندھتے کہ وہ بھی جادوگر تھے (العیاذ باللہ من ذالک)۔ یہاں واضح کیا گیا کہ شیاطین جادو سکھاتے تھے اور بابل شہر (کوفہ کے قریب نمرود کے دار الحکومت تاریخی شہر) میں دو فرشتے ہاروت اور ماروت لوگوں کی آزمائش کے لیے اترے تھے کہ کون جادو سیکھ کر اس پر عقیدہ رکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہرگز جادوگر نہ تھے وہ اللہ تعالیٰ کے صاحب معجزات پیغمبر تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کی مخلوقات حتیٰ کہ جنات اور پرند چرند اور سمندری مخلوقات اور ہواؤں پر حکومت عطا فرمائی تھی۔

جادو کو کفر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جادو میں عام طور پر کفریہ کلمات اور کفریہ افعال ہوتے ہیں اور اگر جادو سے بے گناہ مسلمانوں کے جسم، جان و مال اور عزت کو جائز سمجھ کر نقصان پہنچایا جائے تو یہ بھی کفر ہے۔

یاد رہے کہ جادوگر اگر درجہ کفر تک پہنچ جائے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق مرد واجب القتل ہے اور عورت کو توبہ کرنے تک قید میں رکھا جائے گا اور اگر درجہ کفر تک نہ پہنچا ہو تو اس کی سزا ڈاکو کی سزا ہے یعنی اگر جان و مال کا نقصان پہنچایا ہو تو سولی چڑھایا جائے گا۔ اگر صرف جان ختم کی ہو تو قتل کیا جائے گا۔ اگر مال کو نقصان پہنچایا ہو تو دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اگر صرف خوف و پریشانی پیدا کی ہو تو جلاوطن یا قید کیا جائے گا۔ ((دیکھئے آیتِ حرابہ، سورہ مائدہ: 33)

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

جادو سیکھتے جس سے مرد اور اس کی عورت میں جدائی ڈال دیتے اور وہ اللہ کی مشیت کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے

وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

اور وہ ایسا جادو سیکھتے جو انہیں نقصان دیتا اور اُن کو نفع نہ دیتا اور بیشک انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ جو بھی اس کو اختیار کرے تو اس کے لیے

مِنْ خَلَاقٍ ؔ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۲) وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا

آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور یقیناً بری ہے وہ چیز جس سے انہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا بہتر تھا کہ وہ جان لیتے O اور اگر بیشک وہ ایمان لے آتے

وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۠ (۱۰۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ۱۲ ۱۲

اور پرہیز گار بن جاتے تو اللہ کے پاس اسکا ثواب بہت اچھا تھا، بہتر ہوتا کہ وہ جان لیتے ۔O اے ایمان والو! اپنے رسول کو

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۰۴) مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ

تم ''راعنا'' نہ کہو اور عرض کرو ''اُنظرنا'' (ہم پر نظر کرم فرمائیں) اور غور سے سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے O اور

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

اہل کتاب میں سے نہیں چاہتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور نہ ہی مشرکین کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی (وحی) اترے

...... **اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ:** واضح کیا جارہا ہے کہ اگرچہ جادو میاں بیوی کے تعلقات توڑنے کا سبب بن سکتا ہے لیکن جادو بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت کے تابع ہے اور اگر مشیت الٰہیہ نہ ہو تو اسباب بے کار ہو جاتے ہیں۔

...... **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا:** صحابہ کبار ''رَاعِنَا'' کا معنی لیتے تھے ''یا رسول اللہ ہماری رعایت فرمائیں'' اور یہود کی عبرانی زبان میں ''رَاعِنَا'' ''احمق'' کے معنی میں تھا اور یہود راعنا کہہ کر گالی کا معنی مراد لیتے۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ یہود کی زبان کو جانتے تھے تو آپ نے یہود کو کہا: يَا اَعْدَاءَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنْكُمْ يَقُوْلُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهٗ (۵۸) ترجمہ: اے اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی لعنت ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں نے تم میں سے کسی کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم سے بارے میں یہ سنا تو میں ضرور اس کو قتل کردوں گا۔

اس موقع پر حکم ہوا کہ تم ''رَاعِنَا'' (آپ ہماری رعایت فرمائیں) نہ کہو بلکہ اس کی جگہ اُنْظُرْنَا (آپ ہم پر نظر کرم فرمائیں) کہا کرو۔ اور اس حکم کو نہ ماننے والوں کو کافر اور عذاب الیم کا سزاوار قرار دے دیا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے لیے ایسا لفظ استعمال کرنا جس کا ایک معنی ادب والا ہو اور

(۵۸) تفسیر کبیر و تفسیر روح المعانی، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر: 104۔ ☆ شرح الشفاء للملا علی القاری، القسم الرابع فی تصرف وجوہ الاحکام

وَ اللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۱۰۵) مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ

اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔O ہم کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے

اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۰۶)

یا اسے بھلا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں (اے انسان) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بیشک اللہ ہر ممکن پر قادر ہے۔

دوسرا معنٰی توہین والا ہو، سخت حرام اور کفر ہے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ''اللہ میاں'' اور ''اللہ صاحب'' جیسے الفاظ بھی سخت گناہ ہیں کیونکہ میاں اور صاحب کا لفظ شوہر کے معنٰی میں بھی آتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے میاں بیوی وغیرہ۔

وَ اللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ: یہودی کہتے تھے نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت بنی اسماعیل کی بجائے بنی اسرائیل میں ہونی چاہیے تھی اور مشرکین مکہ کہتے تھے مکہ یا طائف کے کسی مالدار سردار کو نبی ہونا چاہیے تھا تو اللہ نے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا لطف وکرم کرنے میں کسی کا پابند نہیں۔ جس پر چاہے اپنا فضل واحسان فرمادے۔

اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا: جیسے تکوینی نظام ہیں۔ دن آتا ہے رات چلی جاتی ہے۔ جوانی آتی ہے بچپن چلا جاتا ہے اسی طرح تشریعی نظام میں بھی ایک رسول پہلے رسول کی شریعت میں نسخ کے احکام لاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت پر پہلی تمام شرائع منسوخ ہو گئیں اور شریعت مصطفےٰ میں تلاوت قرآن اور احکام میں نسخ ہوا جس پر یہود اور مشرکین نے اعتراضات اٹھائے۔

اِن آیات میں اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا مالک ہے جو حکم چاہے جاری کرے اور تلاوت اور احکام میں جو چاہے تبدیلی فرمائے۔ جو بھی نیا حکم آئے گا وہ نفع، ثواب اور سہولت میں پہلے سے بہتر ہوگا۔

نسخ اور ناسخ و منسوخ پر اجمالی کلام: نسخ کا معنٰی ہے: نقل کرنا، مٹانا اور زائل کر دینا وغیرہ اور شرع شریف میں نسخ کا معنٰی ہے تلاوت قرآن یا کسی حکم شرعی کی مدت ختم ہو جانے کو بیان کرنا۔ جس آیت کی تلاوت یا حکم کی مدت ختم ہو جائے اسے منسوخ کہا جاتا ہے اور اس کی جگہ پر جو تلاوت یا حکم آئے اسے ناسخ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح نسخ احادیث میں بھی ہے۔

یاد رہے کہ قرآن مجید کا نسخ قرآن مجید اور احادیث متواترہ و مشہورہ سے جائز ہے (متواتر کی تعریف مقدمہ افضلیہ میں گزر چکی) اور حدیث خبر واحد سے قرآن مجید کا نسخ جائز نہیں۔ صرف تلاوت منسوخ ہونے اور حکم باقی رہنے کی مثال ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ (۵۹) ترجمہ: بوڑھا اور بوڑھی زنا کریں تو سنگسار کر کے ہلاک کردو۔ بوڑھا اور بوڑھی سے مراد مُحْصَن ہے یعنی جو مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور شادی شدہ ہو اور نکاح صحیح سے ہمبستری بھی کر چکا ہو۔

حکم منسوخ ہونے کی مثال یہ ہے کہ وارثوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میراث کے حصے مقرر ہونے کے بعد وارثوں کے لیے وصیت کرنے کا حکم جو کہ سورہ بقرہ آیت نمبر 180 میں تھا، آیاتِ میراث سے منسوخ ہو چکا ہے اور حدیث مشہورہ لَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ (۶۰) ترجمہ: ''کسی وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں''۔ بھی اس آیت کی ناسخ ہے۔

(۵۹) سنن ابن ماجہ، باب الرجم، الرقم 2553۔ (۶۰) سنن ابن ماجہ، باب لا وصیة لوارث، الرقم: 2714

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ
کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارا کوئی دوست
وَّ لَا نَصِیْرٍ(۱۰۷) اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْــٴَـلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُؕ وَ مَنْ
اور مددگار نہیں کیا تم چاہتے ہو کہ تم اپنے رسول سے ایسے سوال کرو جیسا کہ موسیٰ سے قبل ازیں سوال کیے گئے اور جو بھی
یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ(۱۰۸) وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے گا تو بیشک وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا O بہت سے اہل کتاب نے چاہا کہ
لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ
وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کافر بنا دیں اپنے دلوں کی جلن کی وجہ سے اس کے بعد کہ انکے لئے حق واضح ہو چکا

﴾...... **وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ:** اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی اور مستقل ہیں اور مخلوقات کی تمام صفات عطائی اور غیر مستقل ہیں یہاں ولی کا معنی دوست اور مددگار ہے اور نصیر کا معنی مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (٦١) ترجمہ: تمہارا ولی (دوست و مددگار) اللہ ہے اور اس کا رسول ہے، اور جو لوگ ایمان لائے۔ تطبیق یہ ہے ذاتی اور مستقل مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ورمومنین، اللہ کی عطا سے دوست و مددگار ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو صفات عطا فرمائی ہیں جن سے انکار کرنا شریعت کا انکار بنتا ہے۔

﴾...... **اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْــٴَـلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ:** بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے بلا حجاب دیدار کا مطالبہ کیا تھا اور یہود نے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا کہ توریت کی طرح لکھی ہوئی کتاب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہو تو ہم ایمان لائیں گے اور بعض کفار مکہ نے بھی بے ہودہ قسم کے سوالات کیے تو اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا۔

﴾...... **وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا:** اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ احد میں ستر (70) صحابہ کرام شہید ہوئے تو یہود کی ایک جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا اگر اسلام برحق مذہب ہوتا تو تمہیں نقصان نہ پہنچتا اس لیے تم ہمارے دین میں آجاؤ۔ جس کے جواب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے کہ میں آخری سانس تک آپ کا ساتھ دوں گا اور کبھی کفر اختیار نہیں کروں گا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے، محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے ایمان ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے اور مومنین کے بھائی ہونے پر، پھر دونوں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا تو نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی۔ (٦٢)

(٦١) سورہ مائدہ: 55 (٦٢) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 110

لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۰۹)

تو تم معاف کرو اور در گزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا کوئی حکم لائے بیشک اللہ ہر ممکن پر قادر ہے

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

اور تم نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور جو نیکی تم اپنے لیے پہلے بھیج دو تم اسے اللہ کے پاس پاؤ گے

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۰) وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ

بیشک اللہ جو تم عمل کرتے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے ۔ اور انہوں نے کہا: ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر جو یہودی یا نصرانی ہو

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۱۱) بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ

یہ ان کی من گھڑت باتیں ہیں تم فرماؤ تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ۝ ہاں جس نے اپنی ذات کو اللہ کا مطیع کر دیا

وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۧ (۱۱۲)

اور وہ نیکوکار ہے تو اس کے لیے ثواب ہے اس کے رب کے پاس اور انہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے ۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ

اور یہود نے کہا: نصاریٰ سچائی پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا: یہود سچائی پر نہیں حالانکہ

فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ: یہ آیت، آیات قتال سے منسوخ ہے۔ **حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ** سے مراد بنو قریظہ کا قتل، بنو نضیر کی جلاوطنی اور دیگر یہود پر جزیہ لگانے کا حکم ہے۔

وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے 9ھ میں نجران کے عیسائیوں کو مدینہ منورہ بلا کر مسلمان ہونے کی دعوت دی اس موقع پر یہود بھی عیسائیوں کی مدد کے لیے آئے تو آپس میں جھگڑ پڑے ۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیت کے خلاف باتیں کیں اور عیسائیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یہود کے خلاف باتیں کیں اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ جنت میں صرف وہ جائیں گے تو اس موقع پر یہ فرمایا گیا یہ من گھڑت باتیں ہیں جن کا کلام الٰہی میں کوئی ثبوت نہیں۔ نجات و جنت کسی خاندان یا قوم کے لیے خاص نہیں۔ نجات اور جنت کے حقدار تمام وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور نیک کام کریں۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ: وفد نجران کی مدینہ منورہ آمد کے موقع پر یہود و نصاریٰ نے ایک دوسرے کے مذہب کی تکذیب کی اس طرح مشرکین مکہ نے بھی ان مذاہب کی مکمل تکذیب کی تو اس غلط روش کی مذمت کی گئی کیونکہ اسلام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھنے اور منسوخ شدہ احکام چھوڑ کر دونوں مذاہب کے غیر منسوخ احکام کو ماننے کا حکم ہے۔

عَلٰى شَیْءٍ ۙ وَّ هُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ

وہ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے کہا جو کچھ نہیں جانتے انہی کی بات کی طرح تو اللہ

یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (۱۱۳) وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

اُن کے درمیان روزِ قیامت فیصلہ فرمائے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور کون ہے بڑا ظالم اس سے جو اللہ کی مسجدوں سے منع کرے

اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ

کہ ان میں اس کا نام ذکر کیا جائے اور وہ اُن کی ویرانی میں کوشش کرے یہ لوگ، ان کے لیے جواز نہیں تھا کہ وہ اس میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے

لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (۱۱۴) وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۗ

ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور اُن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے مشرق و مغرب۔ تو جہاں سے بھی

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ : مساجد، مسجد کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہے سجدہ کرنے کی جگہ اور شرع شریف میں مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جسے اس کے مالک یا مالکانہ حقوق رکھنے والی اتھارٹی نے راستہ علیحدہ کر کے مسلمانوں کی عبادت کے لیے وقف کر دیا ہو، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب اس جگہ کوئی مسلمان نماز پڑھ لے تو قیامت تک وہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہے نہ بیچی جا سکتی ہے نہ اس کا تبادلہ ہو سکتا ہے۔

قبل از اسلام روم کے عیسائیوں نے بیت المقدس شہر پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور مسجد اقصیٰ کی بے انتہا بے حرمتی کر کے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس شہر کو ویران کر دیا۔

حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے اعلان نبوت کے بعد کفارِ مکہ نے مسجد حرام میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں پر بے پناہ سختیاں کیں۔ طواف کعبہ، عمرہ اور عبادت سے روک دیا اور مسلمانوں کو پہلے ہجرت حبشہ اور پھر ہجرت مدینہ پر مجبور کیا۔ اور 6ھ میں مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا۔

اس آیت مبارکہ میں مساجد کی آباد کاری میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے چونکہ صلوٰۃ و سلام، ذکرِ میلاد اور نعت خوانی بھی ذکر ہے لہذا ان اذکار سے روکنے والا بھی بڑا ظالم ہے۔

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیْنَ : مساجد کی عزت و حرمت کا تقاضا تھا کہ وہ خشیت اور ادب و احترام کے ساتھ مساجد میں داخل ہوتے۔ یا پھر یہ آیت پیش گوئی ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ ان مساجد میں مسلمانوں کی تولیت اور انتظام و انصرام ہوگا اور یہ لوگ خوف کی کیفیت میں ان میں داخل ہوں گے جیسا کہ 8 ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہوا اور عہد فاروقی میں بیت المقدس شہر فتح ہوا اور اس کے علاوہ عہد صدیقی میں شام اور دورِ فاروقی میں حمص، فلسطین، مصر جیسے عیسائی ممالک پر اسلامی پرچم لہرانے لگا

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ : حدیث نبوی ہے۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا

فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (۱۱۵) وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ
تم قبلہ کی طرف منہ کرو تو وہاں اللہ کی رضا ہے بیشک اللہ بہت وسعت والا بہت علم والا ہے اور انہوں نے کہا: اللہ نے اولاد بنائی، ہر عیب سے اسکی پاکی
بَلۡ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ (۱۱۶) بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ
بلکہ اسی کی ملکیت ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے ہر چیز اس کی مطیع ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی مثال کے پیدا کرنے والا ہے
وَ اِذَا قَضٰۤى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ (۱۱۷) وَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ
اور جب وہ کسی چیز کا فیصلہ فرمائے تو اسے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اور ان لوگوں نے کہا: جو علم نہیں رکھتے

وَّطَهُوۡرًا (۶۳) ترجمہ: میری وجہ سے پوری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔ لہٰذا **فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا:** ''جدھر بھی تم منہ کرو گے'' کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اب صرف مسجد میں نہیں پوری زمین پر جہاں سے بھی تم خانہ کعبہ کی طرف منہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا وہاں ہوگی یا مراد یہ ہے کہ قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں تحری کر کے جدھر بھی منہ کر کے نماز پڑھ لی جائے ہو جائے گی یا جنگی حالات میں سواری پر جدھر بھی منہ کر کے نماز پڑھی جائے نماز ہو جائے گی یا مراد یہ ہے کہ شہر سے باہر سواری پر سنتیں اور نوافل جدھر بھی منہ کر کے پڑھے جائیں نماز ہو جائے گی یا مراد یہ ہے کہ جدھر بھی منہ کر کے دعا کی جائے ادھر ہی اللہ کی رضا موجود ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا: یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور مشرکین عرب نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی اولاد نہ ہونے پر دلائل قاہرہ بیان فرمائے۔

سُبۡحٰنَهٗ: میں فرمایا اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اور اولاد کا محتاج ہونا تو عیب ہے، اولاد والے اجسام جلدی فنا ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو فنا ہونے کے عیب سے پاک ہے اور باپ اپنی اولاد کا ہم جنس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم جنس ہونے سے بھی پاک ہے نیز توالد وتناسل مخلوق ہونے کی علامتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام شوائب خلقت سے پاک ہے۔

بَلۡ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ: اس میں اولاد نہ ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ زمین و آسمان کا مالک ہے اور والد اپنی اولاد کا مالک نہیں ہوتا بلکہ کوئی والد اپنے غلام بیٹے کو خرید بھی لے تو اسی وقت وہ آزاد ہو کر غلام اور مملوک نہیں رہتا

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ: بدیع کا معنیٰ ہے بغیر کسی مادہ اور عنصر کے پیدا کرنے والا۔ جبکہ اولاد تو والد کے عنصر (مادہ منویہ) سے پیدا ہوتی ہے۔

وَ اِذَا قَضٰۤى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ: واضح کیا جا رہا ہے کہ اولاد تو تدریجاً مرحلہ وار تیار ہوتی ہے اور اللہ صرف ارادہ کرنے سے ایک لمحہ سے پہلے بھی ہر ممکن کو پیدا فرما سکتا ہے۔

(۶۳) صحیح البخاری، کتاب التیمم، الرقم: 335۔ ☆ صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع، الرقم: 521

لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰ یَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّثْلَ قَوْلِھِمْ ؕ تَشَابَھَتْ

اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی آئے اسی طرح اُن لوگوں نے کہا: جو ان سے پہلے تھے انہی جیسی بات، ان کے دل ایک جیسے ہو

قُلُوْبُھُمْ ؕ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (۱۱۸) اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ لَا تُسْئَلُ

گئے بیشک ہم نے نشانیاں بیان کردی ہیں اس قوم کیلیے جو یقین رکھتی ہے O بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور تم

عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (۱۱۹) وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ ؕ

سے دوزخ والوں کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا جائے گا O اور تم سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم اُن کے دین کی پیروی نہ کرو

قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

تم فرمادو بیشک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر اے انسان تو نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا

مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ (۱۲۰) وقف منزل اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ

تو تیرے لیے اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے O جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ

...... **لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ**: رافع بن خزیمہ نے کہا: اللہ تعالیٰ ہم سے خود کلام کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا تو جواب دیا گیا کہ تکبر وسرکشی کے انداز میں اس قسم کے سوالات پہلی قوموں نے بھی کیے جبکہ اللہ کا نظام یہ ہے کہ وہ انبیا کے وسیلہ سے عام انسانوں تک ہدایت پہنچاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ بے شمار دلائل اور نشانیوں کے ساتھ آئے ہیں جو کہ ایمان لانے کے لیے کافی وشافی ہیں۔

...... **وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی**: قیامت تک مسلمانوں پر واضح کردیا کہ یہود ونصاریٰ تم سے کبھی خوش نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم اپنا دین نہ چھوڑ دو۔ لہٰذا یہود ونصاریٰ کو راضی رکھنے کا خیال اپنے دل ودماغ سے نکال دو وہ تمہارے دشمن ہیں اُن سے بچاؤ کی تمام ضروری تدابیر اختیار کرو۔

...... **قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی**: واضح فرمادیا کہ اللہ کی ہدایت میں ہی دنیوی واخروی مسائل کا حل ہے اور اس کو اختیار کرنے میں فلاح ہے اور اگر اے مسلم! تو نے یہود ونصاریٰ کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور نصرت نہیں رہے گی اور تو ذلیل وخوار ہوجائے گا۔

...... **اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ**: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہاں وہ چالیس افراد (بتیس حبشہ کے اور آٹھ بحیرہ راہب سمیت شام کے) جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے مدینہ منورہ

اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ع ۱۴ ۱۴
اسکی تلاوت کا حق ہے۔ یہ لوگ اس کیساتھ ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کرے گا تو وہ نقصان اٹھانے والے ہیں O اے اولادِ یعقوب
اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ اتَّقُوْا
تم یاد کرو میری نعمت جو میں نے تم پر انعام کی اور بیشک میں نے تمہیں کچھ جہانوں پر فضیلت دی O اور تم ڈر جاؤ
یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ
اس دن سے کہ کوئی جان کسی جان (کافر) کا بدلہ نہ دے گی اور اس سے کوئی مالی معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کافر جان کو کوئی سفارش نفع دے گی اور
وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ
نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی O اور جب آزمائش کی ابراہیم کی اُن کے رب نے چند باتوں میں تو اس نے انہیں پورا کر دیا

آئے تھے، مراد ہیں (۶۴) یا پھر عبداللہ بن سلام اور دیگر یہود مراد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور اللہ کے کلام کی تلاوت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کے کلام کو صحیح طرح تلاوت کرتے ہیں اس میں مذکور نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے اوصاف واحوال سے کچھ چھپاتے نہیں۔ اس پر کماحقہ ایمان رکھتے ہیں۔ حلال وحرام میں تمیز کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا حق ادا کرتے ہیں۔

...... یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا: پر سورہ بقرہ:40 کے تحت اور وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ: سورہ بقرہ:47 کے تحت کلام گزر چکا ہے۔

...... وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ: پر سورہ بقرہ:48 کے تحت کلام گزر چکا ہے

...... وَ اِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ:

جدالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام، سیدالمرسلین محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے بعد تمام انبیاء وملائکہ اور پوری مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم سمیت ہزار ہا انبیاورسل آپ کی نسل پاک سے ہوئے۔ تمام بڑی کتب سماویہ بھی آپ کی اولاد میں سے اولوالعزم رسولوں پر نازل ہوئیں۔ آپ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ اور مکہ مکرمہ کا مرکز آباد کیا۔ دوسرے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور اُن کی اولاد نے مسجد اقصیٰ اور فلسطین کو مرکز بنایا جبکہ تیسرے بیٹے حضرت مدین نے بحر احمر خلیج عقبہ پر عظیم تجارتی منڈی قائم کی جہاں مدین شہر آباد ہے اور آپ کے ایک بیٹے کا نام مدائن بھی ہے۔

(۶۴) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 121

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل میں ہے کہ تمام سماوی ادیان میں آپ کا بے حد ادب واحترام کیا جاتا ہے۔قرآن مجید میں ہے قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِيۡٓ اِبۡرٰهِيۡمَ (۶۴) ترجمہ:تمہارے لیے ابراہیم میں بہترین نمونہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے تقریباً 3337 سال بعد قدیمی شہر بابل جو کہ کوفہ کے قریب ہے اور نمرود (جس کا نام املیس ہے) کا دار الحکومت تھا کے قریب اُور نامی بستی میں ہوئی۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سمیت جمہور علماءِ انساب کے نزدیک آپ کے والد کا نام تارخ ہے جو کہ توحید پرست بزرگ تھے جبکہ آپ کا چچا آذر بت پرست اور بت فروش تھا۔(۶۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ باطل قوتوں کے ساتھ ٹکراؤ، ابطال باطل اور حق کو دلائل سے غالب کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے اور مثالی اطاعت وخُلت سے عبارت ہے۔

آپ نے اپنے چچا آذر، اپنے خاندان، بت پرستوں، ستارا پرستوں، چاند پرستوں، سورج پرستوں اور روئے زمین کے ظالم وجابر بادشاہ نمرود جس کی پوجا کی جاتی تھی کے خلاف جہادِ علَم بلند کیا حتیٰ کہ آپ کو بڑے آتش کدہ میں ڈالا گیا اور آپ عقیدہ توحید پرڈٹے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آپ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آتش کدہ آپ کے لیے گلزار بن گیا۔

آپ نے متعدد علاقوں میں ہجرت کی۔99 سال کی عمر میں ایک عرصہ دعاؤں کے بعد حسین وجمیل بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے گھر پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر خانہ کعبہ کے پاس جہاں آبادی، پانی اور سبزا کا نام ونشان نہ تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اُن کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو آباد فرمایا پھر جب حضرت اسماعیل بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر ذبح کرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک مینڈھا زمین پر اتارا جسے آپ نے ذبح فرمایا اور اس طرح قربانی کی سنت قائم ہوئی۔

آپ کامیاب تاجر اور بہت بڑے مالدار تھے لیکن آپ بے حد فیاض وسخی تھے اور حد سے بڑھ کر مہمان نواز تھے۔

"آپ کے مثالی کردار کا تذکرہ" قرآن مجید کی سورہ بقرہ،، سورہ انعام، سورہ ابراہیم، سورہ انبیاء اور دیگر مقامات میں موجود ہے۔آپ نے 175 سال کی عمر پائی اور فلسطین کے الخلیل نامی شہر کی مکفیلہ نامی غار میں مدفون ہوئے۔ڈاکٹر شوقی ابوالخلیل نے اطلس القرآن میں معجم البلدان کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت ابراہیم کے مزار پر قبہ تعمیر کرایا تھا۔

......وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ: اہلسنت کے نزدیک جو ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز کو تفصیل کے ساتھ جانتا ہے۔لہذا اللہ تعالیٰ کا امتحان کسی کی استعداد وقابلیت کو معلوم کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس لیے ہے کہ مخلوقات پر اپنے محبوب بندوں کی اطاعت، ایثار وقربانی اور صبر واستقامت واضح کی جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی سیرت، مخلوقِ خدا کے لیے مینارہ نور بن جائے۔اِبۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ یعنی ابراہیم علیہ السلام کے رب نے انہیں سخت تکلیف میں ڈال کر امتحان لیا''اس سے واضح ہوا کہ آزمائش بھی ربوبیت کا ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی آزمائش کر کے اور اس طرح انہیں آزمائش میں پورا اترنے کی توفیق دے کر اعلیٰ مراتب پر فائز فرماتے ہیں۔

(۶۴) سورہ ممتحنہ :4 (۶۵) البدایۃ والنھایۃ، قصۃ ابراہیم خلیل الرحمن، ج 1، ص 163۔☆تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ ابراہیم آیت نمبر 42

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (۱۲۴)
فرمایا بیشک میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، عرض کیا اور میری اولاد سے بھی، فرمایا میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا O
وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی
اور جب ہم نے بیت اللہ کولوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ بنایا اور تم مقام ابراہیم کونماز پڑھنے کی جگہ بنالو اور ہم نے عہد لیا

...... **بِکَلِمٰتٍ:** سے مراد احکام شریعت، مناسکِ حج، قوم کے بت خانہ میں داخل ہو کر بتوں کو پاش پاش کرنا، بت پرستوں اور ظالم حکمران نمرود سے ٹکراؤ، آپ کو آتش کدہ میں ڈالنے کے وقت آپ کا توحید کے عقیدہ پر ڈٹ جانا اور جان کی پرواہ نہ کرنا، ہجرت کرنا، بڑھاپے میں ملنے والے بیٹے کو مع والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام بے آب وگیاہ جنگل، حرم بیت اللہ میں چھوڑ کر فلسطین واپس چلے جانا اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے پیارے اور خوبصورت بیٹے کو ذبح کرنے پر پرعزم ہونا اور اپنی وسیع دولت کو راہ خدا میں خرچ کرنا وغیرہا ہے۔

...... **قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا:** آپ کی بعثتِ نبوت تو آپ کی آزمائشوں سے پہلے ہی ہو چکی تھی لہٰذا امامت سے مراد بعد میں آنے والی امتوں کی پیشوائی ہے۔ خاتم المرسلین حضرت محمد رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو بھی حکم ربانی ہوا'' اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ترجمہ: آپ ملتِ ابراہیمی کی پیروی کریں جو ہر باطل سے جدا تھے۔ یعنی دین اسلام کی عمارت بھی دین ابراہیمی کی بنیاد پر استوار کی گئی۔

...... **قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ:** ''عہد'' سے اگر نبوت مراد ہے تو **الظّٰلِمِیْنَ** سے مراد فاسق ہیں اس سے ثابت ہوا کہ نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ گناہوں سے معصوم ہو اور اگر ''عہد'' سے مراد دینی پیشوائی ہے تو پھر **الظّٰلِمِیْنَ** سے مراد کافر ہیں پھر معنٰی یہ ہے کہ کافر، مسلمان کا دینی پیشوا نہیں ہوسکتا اور مسلمانوں کے لیے کافر کی اتباع جائز نہیں۔

...... **وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا:** بیت سے مراد بیت اللہ اور حرم کعبہ ہے۔ **مَثَابَةً** کا معنٰی ہے ثواب کی جگہ یا لوٹنے کی جگہ کیونکہ دنیا بھر سے لوگ ہمیشہ سے طواف، اعتکاف اور عبادت، حج اور عمرہ کے لیے خانہ کعبہ حاضر ہوتے ہیں۔ خانہ کعبہ و مسجد حرام کو قبلہ بناتے ہیں اور ادھر منہ کر کے دفن کیے جاتے ہیں۔ **اَمْنًا** سے مراد یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی حرم کعبہ کی حدود میں دشمن پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ شیر اور بھیڑیا جیسے درندے بھی ہرن و بکری پر حملہ نہیں کرتے۔ شریعت اسلامیہ میں قیامت تک حرم کی حدود میں جنگ ممنوع ہے اور فتح مکہ کے روز ایک دن کے لئے جنگ کی اجازت ہوئی تھی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں باہر جرم کر کے حدود حرم میں داخل ہونے والے کو پناہ دی جائے گی کہ اسے گرفتار نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ مجرم حرم سے خود باہر نہ نکلے۔

حرم کی حدود میں شکار کرنا، جانوروں یا اُن کے انڈوں کو نقصان پہنچانا، خودرو گھاس کو کاٹنا، خودرو درختوں کو کاٹنا بھی ممنوع ہے ''امن کی جگہ'' سے مراد یہ بھی ہے کہ اگر مومن وہاں دفن ہو تو عذاب الٰہی سے امن ملتا ہے۔

...... **وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی:** ''اور تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو'' یہ وہ مبارک پتھر ہے جس پر حضرت

اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۱۲۵)
ابراہیم اور اسماعیل سے کہ تم میرا گھر خوب پاک رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے O
وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ
اور جب ابراہیم نے دعا کی: اے میرے رب! تو اس جگہ کو امن والا شہر کردے اور تو اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما جو بھی اُن میں سے
بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ
اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ فرمایا اور جو کفر کرے تو اسے بھی تھوڑا سا نفع کا سامان دوں گا پھر اسے عذاب جہنم کی طرف جانے پر مجبور
وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ (۱۲۶) وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ
کردوں گا اور وہ بری ہے لوٹنے کی جگہ O اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما

ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی اس پتھر پر آپ کے قدم مبارک کے نشان بھی موجود ہیں۔ تعمیر کعبہ کے بعد اسی پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں کو حج بیت اللہ کی دعوت دی تھی۔

آیت میں مذکور حکم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی درخواست پر ''کہ کیوں نہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لیا جائے'' نازل ہوا، اس سے مراد یہ ہے کہ طواف کعبہ مکمل کرنے کے بعد 2 رکعت نماز مقام ابراہیم کے مشرق میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے پڑھی جائے۔

اس سے آثار انبیاء (نشانات انبیاء) کی تعظیم اور اُن سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت واضح ہے۔

...... **اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْد:** بیت اللہ کو خوب پاک اور ستھرا رکھنے سے مراد ظاہری صفائی وستھرائی ہے اور ہر قسم کی بدبودار اشیاء سے محفوظ رکھنا ہے اور کفر وشرک اور تمام معاصی سے بھی پاک رکھنا مراد ہے۔

...... **وَ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ:** یہ دعا بھی قبول ہوئی مکہ مکرمہ میں ہر قسم کے رزق کھانے کی اشیاء کی ہر موسم میں فراوانی رہتی ہے جو سبزی اور پھل کہیں بھی نہ ملے مکہ مکرمہ میں دستیاب ہوتا ہے۔

...... **وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا:** حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا صرف مومنین کے لیے تھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا: کفار کو بھی فائدہ اٹھانے کا موقع دیا گیا ہے البتہ آخرت میں کفار کے لیے عذاب جہنم مقدر ہو چکا ہے یعنی کفار آخرت کی نعمتوں سے محروم ہیں۔

...... **وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ:** قواعد ان بنیادوں کو کہا جاتا ہے جو زمین سے باہر ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر طوفانِ نوح میں گر کر مٹی میں چھپ گئی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی جو کہ چوکنڈی بغیر چھت کے تھی جس کی تعمیر کرنے کے بعد آگے آنے والی دعائیں فرمائیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ نیک کاموں کے بعد دعا کرنا سنت انبیاء ہے۔

اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۱۲۷) رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ
بیشک تو سننے والا اور علم والا ہے ○ اے ہمارے رب! تو ہمیں اپنا مطیع رکھ اور
مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ ص وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ج
ہماری اولاد سے ایک امت اپنی اطاعت کرنے والی بنا اور تو ہمیں حج کے احکام بتادے اور تو ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔
اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۱۲۸) رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
بیشک تو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا اور انتہائی مہربان ہے ○ اے ہمارے رب! اور تو بھیج اُن میں ایک رسول انہیں میں سے

وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ: اس سے ثابت ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر والدِ رسول حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک ایک مسلم جماعت موجود رہی جس سے آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے تمام آباء وامہات کے موحد و مسلم ہونے کا واضح اشارہ ملتا ہے۔ اور حدیث جابر میں ہے کہ وَکَانَ یَنْتَقِلُ مِنْ طَاهِرٍ اِلٰی طَیِّبٍ وَّمِنْ طَیِّبٍ اِلٰی طَاهِرٍ، اِلٰی اَنْ اَوْصَلَهُ اللّٰهُ صُلْبَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ (٦٦) ترجمہ: اور ایک طیب سے ایک طاہر کی طرف اور ایک طاہر سے ایک طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ اس نور کو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں پہنچادیا۔

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ: ''اے ہمارے رب! اسی امت میں سے ایک رسول مبعوث فرما'' اولین وآخرین کا اجماع ہے کہ اس دعا کا مصداق سید المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں کی اولاد سے آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے سوا اور کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اور حدیث پاک میں ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاَنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِهٖ، وَ سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ: دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ، وَ بِشَارَةُ عِیْسٰی، وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَ ضَعَتْنِیْ وَ قَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَائَتْ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ. '' (٦٧) ترجمہ: ''بے شک میں اللہ تعالیٰ کے پاس آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں زمین پر پڑے ہوئے تھے، اور اب میں تمہیں (دنیا میں ظہور نبوت اور رفعت شان کی) پہلی بات بتاتا ہوں: (میں) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں، اور اپنی ماں کا نظارہ ہوں جو انہوں نے دیکھا جب انہوں نے مجھے جنم دیا اور ان (میری والدہ) سے ایک نور برآمد ہوا جس کی وجہ سے ان کے لئے شام کے محلات چمک اٹھے''

اس سے مزید واضح ہوگیا کہ آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی ولادت امت مسلمہ میں سے ہوئی لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین اور آباء وامہات سب مسلم و موحد ہیں۔

(٦٦) مصنف عبد الرزاق'' جز اول، بتحقیق الدکتور عیسیٰ بن عبداللہ، حدیث نمبر 18
(٦٧) ''مستدرک حاکم'' باب ذکر اخبار سید المرسلین الخ، حدیث نمبر 41.75، ج:2، صفحہ نمبر 656۔

يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ

کہ وہ اُن پر تیری آیتیں تلاوت کرے ۔اور اُن کو کتاب اور حکمت خوب سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے بیشک تو

ع ۱۵ ۱۵ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ؑ (۱۲۹) وَ مَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ ؕ

غالب حکمت والا ہے۔ O اور کون ہے جو ابراہیم کے دین سے منہ پھیرے سوائے اس کے جو کم عقل ہو

...... **يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ:** نبی آخرالزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی بعثت کے تین بڑے مقاصد بیان کیے گئے ہیں:

نمبر1 (**يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ**) معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی محض تلاوت بھی ایک اعلیٰ عبادت ہے جیسا کہ اس کے بارے میں کثیر احادیث میں موجود ہے جن میں سے چند ایک مقدمہ افضلیہ میں گزر چکیں۔

نمبر2 (**يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ**) وہ نبی آخرالزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کسی انسان سے نہ پڑھنے کے باوجود قیامت تک مشارق ومغارب کی پوری انسانیت کے لیے کتاب وحکمت کے معلم ہیں لہذا جو شخص حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی کسی آیت کی بیان کردہ تشریح کے خلاف تشریح بیان کرے تو وہ مردود ہے جیسے حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم نے **فَاقۡطَعُوۡۤا اَيۡدِيَهُمَا** کا معنی چور کا ہاتھ کاٹنا لیا ہے لہذا اب کوئی ہاتھ کاٹنے کے علاوہ اور کوئی تشریح بیان کرے گا تو وہ مردود ہے۔

الۡكِتٰبَ سے مراد قرآن مجید ہے کہ جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:''وَ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ (۶۸)''

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شئی کا بیان ہے۔اور **وَ الۡحِكۡمَةَ** سے مراد حدیث ہے یا شریعتِ اسلامیہ ہے

نمبر3 (**يُزَكِّيۡهِمۡ**) وہ مسلمانوں کو ظاہری اور باطنی تمام غلاظتوں، نجاستوں اور پلیدیوں سے پاک وصاف کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب بنا کر اللہ تعالیٰ کے فیوض وانوار اور تجلیات کے نزول کے قابل بنا دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ تزکیہ کا سب سے پہلا اور بلاواسطہ مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں لہذا جن خوش نصیب افراد کا خود نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم نے تزکیہ فرمایا ہے وہ سب کے سب اعلیٰ درجہ کے متقی اور عادل ہیں اُن میں سے ایک بھی فاسق نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَلۡزَمَهُمۡ كَلِمَةَ التَّقۡوٰى وَ كَانُوۡۤا اَحَقَّ بِهَا (۶۹) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اُن صحابہ کے دلوں میں کلمہ تقویٰ کو لازم فرما دیا ہے اور وہ اس کے سب سے زیادہ حقدار بھی تھے۔

...... **وَمَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ**: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں: سلمہ اور مہاجر کو مسلمان ہونے کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ توریت میں نبی آخرالزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے اوصاف میں موجود ہے کہ وہ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ہوں گے اور اُن کا نام احمد ہوگا چنانچہ سلمہ نے اسلام قبول کر لیا اور مہاجر مسلمان نہ ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۷۰)۔اس میں واضح کیا گیا کہ نبی آخرالزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم ملت ابراہیمی کے علمبردار ہیں ملتِ ابراہیمی ایسا روشن دین ہے کہ اس کا انکار کوئی کم عقل ہی کر سکتا ہے۔

(۶۸) سورہ نحل 98۔ (۶۹) سورہ فتح 26۔ (۷۰) تفسیر بیضاوی و تفسیر الثعلبی، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 130

وَ لَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ

اور بیشک ہم نے اسے دنیا میں چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ضرور صالحین میں سے ہیں O جب بھی اُن کے رب نے اُن سے کہا:

اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبۡرٰهٖمُ بَنِيۡهِ وَ يَعۡقُوۡبُ ؕ يٰبَنِىَّ

اطاعت کرو تو عرض کی میں نے تمام جہانوں کے رب کی اطاعت کی۔O اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی اے

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى لَـكُمُ الدِّيۡنَ فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡـتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ؕ ﴿۱۳۲﴾ اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ

میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لیے دین کو چن لیا ہے تو ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔O کیا تم موجود تھے جب

حَضَرَ يَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ ۙ اِذۡ قَالَ لِبَنِيۡهِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَ

یعقوب کو موت آئی، جب اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم تیرے اور تیرے باپ دادا

...... **اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ:** اس سے قبل آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ ہم نے ابراہیم کو چن لیا اور وہ آخرت میں صالحین سے ہوں گے۔ اس آیت میں اس کی دلیل بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ کے مشکل ترین احکام میں بھی اطاعت کی اور اپنے رب تعالیٰ کی خاطر ایثار و قربانی کا حق ادا کرتے رہے۔ اس آیت میں دین کی سربلندی کی خاطر قربانی سے فرار ہونے والے اور مشکل احکام الٰہی کی تعمیل سے گریزاں علماء و مشائخ اور دینی حلقوں پر واضح کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بندوں کی دنیا و آخرت میں عزت کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دین کی خاطر قربانیاں پیش کرنا ہے۔

...... **وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبۡرٰهٖمُ بَنِيۡهِ وَ يَعۡقُوۡبُ:** اس آیت میں واضح کیا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کی وصیت کی تھی جس میں واضح اشارہ ہے کہ ہر والد کو سنتِ ابراہیم اور سنتِ انبیاء کے مطابق اپنی اولاد کی فلاح و نجات کے لیے مخلص ہونا چاہیے۔

...... **اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ:** دونوں نبی اپنی اولاد سے بیعت لے رہے ہیں کہ تمہاری موت ہر صورت میں اسلام پر ہونی ضروری ہے۔ یہ انتہائی جامع مکمل اور زوردار وصیت ہے کہ اس میں خاتمہ بالایمان پر زور دیا ہے۔

یہود نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت کی تھی اس آیت میں یہود کی اس کذب بیانی کی تردید کی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے توحید خالص اختیار کرنے کا عہد لیا تھا۔

...... **قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ:** اس سے واضح کیا گیا ہے کہ الٰہ اور توحید کی صحیح تشریح کا مدار انبیاء عظام کا عقیدہ ہے۔

اِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۱۳۳)
ابراہیم ،اسماعیل اور اسحاق کے ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے اطاعت گزار ہیں
تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَ لَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا
وہ ایک امت ہے جو گزر چکی۔اس کے لیے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے جو تم نے کمایا اور تم سے سوال نہیں کیا جائیگا ان کاموں کے بارے
یَعْمَلُوْنَ (۱۳۴) وَ قَالُوْا کُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ
میں جو وہ کرتے تھے ۝ اور انہوں نے کہا: تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تم ہدایت پالو گے تم فرمادو نہیں بلکہ ابراہیم کا دین
وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (۱۳۵) قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی
جو ہر باطل سے جدا تھے۔اور وہ مشرکین سے نہ تھے۔ ۝ تم کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو

...... **تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ:** یہود کہتے تھے ہم انبیاء کی اولاد ہیں لہذا جنتی ہیں۔اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ تمہارے آباء کے عمل اُن کے کام آئیں گے یعنی تمہارے کام نہیں آئیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر مشرک ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی نبوت کا انکار کر کے کافر ہو چکے تھے لہذا کافر ہونے کی وجہ سے یہود کو انبیاء کا نسب کام نہیں آئے گا لیکن تحقیق یہ ہے کہ جس شخص کا عقیدہ درست ہو اور عمل میں کمزوری ہو تو نسب نبی اور نسب صالحین ضرور کام آئے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (۷۰) ترجمہ: اور گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجهه الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جو قرآن پڑھے اور اسے حفظ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی دس افراد کے حق میں شفاعت قبول کرے گا جن میں سے ہر ایک کے لیے عذاب دوزخ واجب ہو چکا تھا۔(۷۱)

...... **قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًاوَّ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ:** واضح فرمایا کہ ملتِ ابراہیمی درست راستہ ہے حضرت ابراہیم کفر و شرک اور ہر باطل سے دور رہنے والے تھے جبکہ یہود و نصاریٰ کفر و شرک کے مرتکب ہو چکے تھے۔

شرک پر مختصر کلام: شرک، توحید کی ضد ہے توحید کا شرعی معنٰی ہے اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات اور مستحق عبادت ہونے میں یکتا ماننا اور شرک کا معنٰی حصہ داری ہے اور شرع شریف میں اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا مستحق عبادت ہونے میں کسی کو شریک (حصہ دار) قرار دینا شرک ہے۔

ذات میں شرک: اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی ہمیشہ سے ہمیشہ ہمیشہ اس کا موجود ہونا ضروری ہے نہ وہ پیدا ہوا اور نہ فنا ہو سکتا ہے لہذا کسی ذات کو واجب الوجود ماننا ذات میں شرک ہے۔

(۷۰) سورہ زخرف: 67 (۷۱) سنن ابن ماجہ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، الرقم: 216

اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ
ابراہیم ،اسماعیل ،اسحاق اور یعقوب اور اولادوں پر اتارا گیا ۔اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور
مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۱۳۶)
دیگر انبیاء کواُن کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم اُن میں سے کسی ایک کے درمیان ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے اطاعت گزار ہیں
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ
تو اگر وہ ایمان لے آئیں جیسا تم ایمان لائے تو بیشک انہوں نے ہدایت پالی اور اگر وہ منہ پھیریں تو وہ صرف ضد میں پڑے ہیں
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ (۱۳۷) صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ؗ
تو اللہ عنقریب اُن کی طرف سے تمہیں کافی ہوگا اور وہ بہت سننے والا خوب علم والا ہے O اللہ کا رنگ اور کون ہے اللہ سے بہتر رنگنے میں

صفات میں شرک : اللہ تعالیٰ کی صفات غیر مخلوق، ذاتی اور مستقل ہیں لہذا کسی مخلوق کی صفتوں کو غیر مخلوق، ذاتی اور مستقل قرار دینا صفات میں شرک ہے۔ الحمدللہ! تمام مسلمان، انبیاواولیا کی صفات کو مخلوق، عطائی اور غیر مستقل جانتے ہیں۔

مستحق عبادت ہونے میں شرک : یہ ہے کہ کسی ذات کو الٰہ یا اس کا شریک قرار دے کر اس کے سامنے عاجزی اختیار کی جائے۔ الحمدللہ! اہلسنت اللہ کے سوا کسی ہستی کو الٰہ یا اس کا شریک قرار نہیں دیتے۔

…… **لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ:** انبیاء میں تفریق یہ ہے کہ کسی نبی کی نبوت کو مانا جائے اور اور کسی نبی کو نہ مانا جائے جیسے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو نہیں مانتے اور عیسائی ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو نہیں مانتے۔

نفس نبوت میں سب انبیا ایک جیسے ہیں البتہ فضائل میں بعض انبیاء پر بعض انبیاء کو فضیلت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (۷۳) ترجمہ: یہ بلند مرتبہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور ہمارے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم تمام انبیاء کے امام وسردار ہیں اور سب سے افضل ہیں۔

…… **فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا:** اس آیت میں واضح کیا گیا کہ رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے صحابہ کبار معیارِ حق ہیں۔ جس کا ایمان وعقیدہ صحابہ کبار کے ایمان وعقیدہ کے مطابق ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا۔ حیرت ہے کہ کچھ لوگ معیارِ حق، صحابہ کبار کو گالیاں دینے کو ثواب قرار دیتے ہیں (العیاذ باللہ من ذالک)

…… **فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ:** اللہ تعالیٰ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو خبر غیب دے رہے ہیں کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی حفاظت اور آپ کی نصرت ہمارے ذمہ ہے چنانچہ یہ پیش گوئی بھی حق ثابت ہوئی کہ اعداءِ نبی آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے اور جو ایمان نہیں لائے رسوا ہو کر رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے صحابہ کو غلبہ اور حیرت انگیز فتوحات سے نوازا۔

(۷۳) سورہ بقرہ:253

وَّ نَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ (۱۳۸) قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِی اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمۡ ۚ وَلَنَآ

اورہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں O تم فرمادو کیاتم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہوحالانکہ وہ ہمارارب ہےاورتمہارابھی رب اور ہمارے لیے

اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۚ وَ نَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ۙ (۱۳۹) اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ

ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں اور ہم اسی کے لیے مخلص ہیں کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل

وَ اِسۡحٰقَ وَ يَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ

اور اسحاق اور یعقوب اور اولادیں یہودی یا نصرانی تھے تم فرمادو تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ (۱۴۰) تِلۡكَ

اوراس سے بڑھ کرظالم کون ہے جواللہ کی طرف سے گواہی اپنے پاس چھپائے اور اللہ بےخبرنہیں اس سے جوتم عمل کرتے ہو O وہ ایک

اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ لَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ وَ لَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۧ (۱۴۱) ع ۱۶

امت ہے جوگزرگئی،اس کے لیے جواس نے کمایااورتمہارے لیے جوتم نے کمایااورتم سے سوال نہیں کیاجائیگاان کاموں کے بارے میں جووہ کرتے تھے

نوٹ: جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کاہاتھ کاٹا گیااور آپ کوشہید کیاگیاتو آپ کے خون کاپہلاقطرہ انہی الفاظ پر پڑا۔

﴾...... **صِبۡغَةَ اللّٰهِ :** یہود بچوں کورنگتے اور کہتے اب یہ پکایہودی بن گیا ہے۔اسی طرح نصرانی پیلے رنگ میں بچوں کورنگتے۔ مسلمانوں کوفرمایا گیا:تم ایمان اوردین کے رنگ میں اپنے بچوں کورنگو، یہ ایسارنگ ہے جونہ مٹتا ہےاورنہ مدہم پڑتا ہےاور دنیاوآخرت سنوارتا ہے۔

﴾...... **وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ:** یہود کوعلم تھا کہ توریت میں نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے جواوصاف بیان کیے گئے ہیں وہ سب حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم میں موجود ہیں لیکن وہ اس گواہی کو چھپاتے۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شانوں اوراوصاف کوچھپاناسب سے بڑاظلم قراردیا گیا ہے۔

گواهی کے بارے میں چند مسائل:

دین کے بارے میں گواہی چھپاناکفر ہے بشرطیکہ اکراہ اوراضطرار کی حالت نہ ہو۔عبادات کی گواہی جیسے ماہِ رمضان وغیرہ چاند کی گواہی چھپاناحرام ہے۔کسی نیک آدمی سے گناہ ہوجائے تواگرکسی کے حق کونقصان نہ پہنچتاہوتوپردہ پوشی مستحب ہے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمُ الَّتِىۡ كَانُوۡا عَلَيۡهَا ؕ قُل لِّلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ

اب بے وقوف لوگ کہیں گے: کس چیز نے مسلمانوں کو اِن کے قبلہ (مسجد اقصیٰ) سے پھیر دیا جس پر وہ تھے ۔فرما دو اللہ ہی کا ہے مشرق

وَ الۡمَغۡرِبُ ؕ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا

اور مغرب ۔وہ جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے O اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمۡ: تاریخ قبلہ: ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا پھر چالیس سال بعد مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی (۷۳)۔خانہ کعبہ ہی ہمیشہ سے حج وعمرہ کے لیے مخصوص ہے۔حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک خانہ کعبہ قبلۂ نماز رہا پھر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک مسجد اقصیٰ قبلۂ نماز رہی۔

مکہ مکرمہ میں ہجرت مدینہ سے پہلے اختلاف ہے کہ خانہ کعبہ قبلہ تھا یا مسجد اقصیٰ ۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم يُصَلِّيْ وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالْكَعْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ (۷۴) ترجمہ: نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم مکہ مکرمہ میں مسجد اقصیٰ کو قبلہ بناتے تھے لیکن آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم خانہ کعبہ کو اپنے اور مسجد اقصیٰ کے درمیان لاتے تھے۔یہی مذہب اصح واقویٰ ہے (۷۵) سب کا اتفاق ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا جس کا بڑا مقصد یہود ونصاریٰ کو اسلام کے قریب لانا تھا۔

ہجرتِ مدینہ کے سولہ ماہ اور چند دن بعد نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم کی شدید خواہش کی وجہ سے خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم نازل ہوا (۷۶) اس موقع پر کفارِ مکہ، یہود اور منافقین نے جو نامعقول باتیں کرنا تھیں اس آیت میں پہلے ہی اُن کی پیش گوئی فرما دی گئی۔

قُلۡ لِّلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَ الۡمَغۡرِبُ: مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رضا ہے جبکہ مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنا نہ بذاتِ خود مقصود ہے اور نہ ہی عبادت لہٰذا تحویل قبلہ پر اعتراضات عقلمندی نہیں۔اللہ تعالیٰ تمام جہات کا مالک ہے جدھر چاہے مسلمانوں کو قبلہ بنانے کا حکم دے۔

يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ: یہاں صراط مستقیم سے مراد حکمت اور مصلحت ہے جو یہ تھی۔نمبر 1: اللہ تعالیٰ نے رضائے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم کی خاطر تحویلِ قبلہ کا حکم فرمایا۔نمبر 2: تحویل قبلہ سے واضح ہو جائے کہ اب سیادت بنی اسرائیل کی جگہ بنی اسماعیل کو عطا کی جارہی ہے۔نمبر 3: امتِ مصطفےٰ بہترین امت ہے لہٰذا خانہ کعبہ اس کا اپنا علیحدہ قبلہ ہونا چاہیے جو کہ افضل وبہترین قبلہ ہے

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا: جیسے تمہیں بہترین قبلہ عطا کیا ہے ایسے ہی تمہیں علم وعمل اور معرفت سے مزین بہترین اور معتدل امت ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے۔"وسط" دائرہ کے درمیان کو کہتے ہیں اور ہر شی کا درمیان بہترین ہوتا ہے جیسے جوانی درمیان ہے بچپن اور بڑھاپے کے، جیسے سخاوت درمیان ہے اسراف اور بخل کے۔امتِ مصطفےٰ بھی بہترین، مرکزی اور معتدل امت ہے۔یہود نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر شرک کیا لیکن امتِ مصطفےٰ نے اپنے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّم

(۷۳) صحیح بخاری، الرقم: 3366 ☆ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الرقم: 520

(۷۴) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب ماجاء فی القبلۃ، الرقم: 1967 ۔☆ مسند احمد، الرقم: 2991۔ (۷۵، ۷۶) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت 144

لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا
تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور یہ رسول تم پر گواہ ہیں اور تم جس (مسجد اقصیٰ) پر تھے ہم نے اسے

کے ادب اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے بے شمار کمالات اور ان گنت معجزات کے باوجود آپ کو الٰہ کا درجہ نہیں دیا بلکہ عبداللہ (اللہ کا کامل بندہ) قرار دیا۔

لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ: یہاں امت کے صالحین، صادقین اور متقین مراد ہیں۔ امت مصطفےٰ کی گواہی دُنیا و آخرت میں مقبول ہے اگر امت کے اہل علم ایک رائے پر متحد ہو جائیں تو اسے اجماعِ امت کہا جاتا ہے جو دلیل شرعی کا درجہ رکھتا ہے اور جسے امت کے لیے قبول کرنا لازم وواجب ہے۔ اسی طرح جس کے بارے میں امت، ولی اللہ، غوث اعظم، داتا گنج بخش ہونے کی گواہی دے تو گواہی قبول کی جائے گی۔ امت کی شہادت رویت (یعنی دیکھ کر) اور شہادت تسامع (یعنی سن کر) بھی معتبر ہے۔ اسی طرح روزِ قیامت بھی امت مصطفےٰ کی گواہی معتبر ہوگی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کی امت کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھے گا: کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ تو نوح علیہ السلام عرض کریں گے: ہاں میرے رب۔ پھر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کی قوم سے پوچھے گا کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تبلیغ کا انکار کردے گی تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے تبلیغ دین پر گواہی طلب فرمائیں گے تو حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی امت گواہی دے گی فَنَشْھَدُ اَنَّہٗ قَدْ بَلَّغَ پھر ہم گواہی دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی تھی۔(۷۷)

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا: شہید کا معنی گواہ اور حاضر وناظر ہے۔ یہ نام بھی اللہ کے ناموں میں سے ہے جیسا کہ فرمایا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ (۷۸) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عطائی صفت کے معنیٰ کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اسم گرامی عطا فرمایا ہے۔ نیز کتب تفاسیر میں ہے کہ جب امتِ مصطفےٰ پہلے انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے گی تو حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اپنی امت کی عدالت کی گواہی دے کر امت کا تزکیہ فرمائیں گے۔(۷۹)

ہندوستان کی مسلمہ دینی و علمی شخصیت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں اس مقام پر فرماتے ہیں: تمہارے رسول تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نورِ نبوت سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ اس کا آپ کے دین میں کیا درجہ ہے، جانتے ہیں اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے پھر فرماتے ہیں ”پس او مے شناسد گناہانِ شمارا و درجاتِ ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا“ ترجمہ: پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم تمہارے گناہوں، تمہارے ایمان کے درجات، تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے ہیں۔(۸۰)

(۷۷) صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: انا ارسلنا نوحا، الرقم: 3339 (۷۸) سورہ بروج: 9
(۷۹) تفسیر مظہری، تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی زیر بحث سورہ بقرہ: 143 (۸۰) تفسیر عزیزی، زیر بحث آیت مذکورہ

الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِؕ
قبلہ نہیں بنایا تھا مگر تا کہ ہم دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اُن سے جو الٹے پاؤں پھر جاتے ہیں
وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْؕ
اور بیشک وہ بھاری تھا مگراُن پر جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارے ثمرۂ ایمان (نمازوں) کو ضائع کردے
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۴۳) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ
بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفقت فرمانے والا، انتہائی مہربان ہے O یقیناً ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا
آپ کا منہ پھیردیں گے اس قبلہ کی طرف جس پر آپ راضی ہیں تو آپ پھیرلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف اور تم جہاں کہیں ہوا پنے منہ پھیرلو

لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ: یہاں پر بعض مترجمین نے ترجمہ کیا ہے ''تا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم) کی اتباع اختیار کرتا ہے''۔ ایسے تراجم سے اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کی نفی لازم آتی ہے لہذا جاننا چاہیے کہ یہاں علم دیکھنے یا تمیز کرنے کے معنی میں ہے اور معنی یہ ہے کہ ہم دیکھیں یا ہم تمیز کردیں ان کی جو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی پیروی کرتے ہیں اُن میں سے جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے ہیں۔

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی شدید خواہش کی بنا پر تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا، یہ نہیں فرمایا کہ ہم خانہ کعبہ کو آپ کا قبلہ بنادیں گے بلکہ فرمایا آپ کا قبلہ وہ بنائیں گے جس سے آپ راضی ہیں۔ اس سے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کا مقام محبوبیت واضح ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کو قبلہ ہونے کا شرف رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے چاہنے کی وجہ سے حاصل ہوا۔

مسجد حرام سے مراد خانہ کعبہ ہے اور شطر سے مراد پوری جہت کعبہ ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ (۸۱) ترجمہ: مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں سردیوں کے سب سے چھوٹے دن کے مشرق اور سردیوں کے سب سے چھوٹے دن کے مغرب کے درمیان ساری کی ساری جانبِ جنوب، قبلہ ہے اور پاکستان میں سردیوں کے سب سے چھوٹے دن کے مغرب (سورج غروب ہونے کی جگہ) اور گرمیوں میں سب سے بڑے دن کے مغرب یعنی مغربین کے درمیان ساری جانب قبلہ کے حکم میں ہے۔ یہی حکم دیگر جہات کا ہے۔

مسئلہ: جن کو خانہ کعبہ نظر آئے اُن پر لازم ہے کہ وہ عین کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور جنہیں خانہ کعبہ نظر نہ آئے اُن کے لیے پوری کی پوری جہتِ کعبہ قبلہ ہے (۸۲) مثلاً مشرق والوں کے لیے پوری جانب مغرب اسی طرح مغرب والوں کے لیے پوری جنابِ مشرق اور اسی طرح دیگر جہات بھی۔

(۸۱) جامع ترمذی، باب ماجاء ان ما بین المشرق والمغرب ، الرقم: 342 ☆ سنن ابن ماجہ، باب القبلۃ ، الرقم: 1011 (۸۲) نورالایضاح، باب شروط الصلوٰۃ

وُجُوۡهَکُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ وَ مَا اللّٰهُ

اس کی طرف اور بیشک جولوگ کتاب دیئے گئے ضرور جانتے ہیں کہ یہ حق ہے اُن کے رب کی طرف سے ۔اور اللہ بے خبر نہیں

بِغَافِلٍ عَمَّا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ لَئِنۡ اَتَیۡتَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوۡا قِبۡلَتَکَ ۚ

اس سے جو وہ عمل کرتے ہیں ○ اور اگر تم اہل کتاب کے پاس ہر نشانی لاؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے

وَ مَاۤ اَنۡتَ بِتَابِعٍ قِبۡلَتَهُمۡ ۚ وَ مَا بَعۡضُهُمۡ بِتَابِعٍ قِبۡلَۃَ بَعۡضٍ ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ

اور تم بھی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں اور نہ اُن میں سے بعض پیروی کرنے والے ہیں بعض کے قبلہ کی اور اگر (اے سننے والے) تو نے اُن

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۴۵﴾ وقف لازم اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ

کی خواہشات کی پیروی کی اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا تو بیشک تو اس وقت ظلم کرنے والوں سے ہوگا ○ جنہیں ہم نے

الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ؕ وَ اِنَّ فَرِیۡقًا مِّنۡهُمۡ لَیَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ

کتاب دی وہ اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک اُن میں سے ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے

......**وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ:** توریت وانجیل میں نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نشانیوں میں واضح تھا کہ وہ ذوقبلتین یعنی دوقبلوں والا نبی ہوگا۔ لہٰذا اہل کتاب کا تحویل قبلہ پر اعتراض اٹھانا بدنیتی پر مبنی ہے۔

......**وَ مَاۤ اَنۡتَ بِتَابِعٍ قِبۡلَتَهُمۡ وَ مَا بَعۡضُهُمۡ بِتَابِعٍ قِبۡلَۃَ بَعۡضٍ:** واضح کیا گیا ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد خانہ کعبہ کا قبلہ ہونا ناقابل ترمیم و تنسیخ ہے اور ایک **بَعۡض** سے مراد یہود اور دوسرے **بَعۡض** سے مراد نصاریٰ ہیں یہ یہود و نصاریٰ جب مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھتے ہیں تو یہود مغرب میں صخرہ (مشہور چٹان جہاں سے سفر معراج آسمانوں کی طرف شروع ہوا تھا) کی طرف منہ کرتے ہیں اور عیسائی مشرق میں عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت ''بیت اللحم'' کی طرف منہ کرتے ہیں۔

......**وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ:** یہ خطاب رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو نہیں بلکہ سننے والے کو ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم گناہوں سے معصوم ہیں لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے خواہشات کی پیروی شرعاً محال ہے۔

......**یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ:** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اپنے نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر نازل کیا ہے یہ معرفت کیسی ہے؟ تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے جب آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو میں نے آپ کو پہچان لیا جیسا کہ میں اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں کہ یہ سچے نبی ہیں کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف اللہ نے ہماری کتاب میں بیان فرمادیئے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ ہماری

وَ هُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (۱۴۶) اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ (۱۴۷)

حالانکہ وہ جانتے ہیں O یہ حق تیرے رب کی طرف سے ہے (اے سننے والے) تو ہرگز نہ ہونا شک کرنے والوں سے O

وَ لِکُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّیۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعًا ؕ

اور ہر ایک کے لیے ایک طرف ہے وہ اس کی طرف منہ پھیرنے والا ہے تو تم نیکیوں میں سبقت لے جاؤ تم کہیں بھی ہو اللہ تم سب کو لے آئے گا

عورتیں کیا کرسکتی ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن سلام! اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق خیر دے آپ نے سچ کہا۔ (۸۳)

اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ: حق اس سچ کو کہتے ہیں جو واقعہ کے مطابق ہو اور اس کی سچائی مسلّم اور ناقابلِ تردید ہو۔ مراد یہ ہے کہ نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت اور تحویل قبلہ، حق ہے کیونکہ رسالت اور تحویل قبلہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ میں سننے والے کو خطاب ہے کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم عصمت کی بنا پر دین اسلام یا تحویل قبلہ میں شک کرنے سے پاک ہیں۔

وَ لِکُلٍّ وِّجۡهَةٌ: (اور ہر ایک کی ایک جہت ہے) تحویل قبلہ پر تمام اعتراضات کا ایک شافی جواب دیا کہ تمام امتوں کا کوئی نہ کوئی قبلہ رہا ہے لہٰذا مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ کو بنایا گیا ہے اس پر اعتراضات فضول اور بے مقصد ہیں۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تمام اطراف کے مسلمان اپنی سامنے والی جہت کو قبلہ بناتے ہیں یہ مختلف جہات حکماً ایک ہی جہت ہیں۔ اسی آیت کے تحت مفسر قرآن علامہ محمود احمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فَقِبۡلَةُ الۡمُقَرَّبِیۡنَ الۡعَرۡشُ وَالرُّوۡحَانِیِّیۡنَ الۡکُرۡسِیُّ وَالۡکَرُوۡبِیِّیۡنَ الۡبَیۡتُ الۡمَعۡمُوۡرُ وَالۡاَنۡبِیَاءِ قَبۡلَکَ بَیۡتُ الۡمَقۡدِسِ وَقِبۡلَتُکَ الۡکَعۡبَةُ وَهِیَ قِبۡلَةُ جَدِّکَ وَاَمَّا قِبۡلَةُ رُوۡحِکَ فَاَنَا وَقِبۡلَتِیۡ اَنۡتَ" (۸۴)

ترجمہ: ملائکہ مقربین کا قبلہ عرش ہے، ملائکہ روحانیین کا قبلہ کرسی ہے، ملائکہ کروبین کا قبلہ بیت المعمور ہے، آپ سے قبل انبیاء یعنی انبیاءِ بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور وہ آپ کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی قبلہ ہے لیکن تمہاری روح کا قبلہ میں ہوں اور میرا قبلہ تم ہو۔

اس کی دلیل قرآن مجید میں بھی ہے: فَاِنَّکَ بِاَعۡیُنِنَا (۸۵) ترجمہ: اے حبیب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم! آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں ہیں۔

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ: اللہ تعالیٰ نے سب سے افضل گھر خانہ اللہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا ہے لہٰذا اب تم نیکیوں میں سبقت لینے کے لیے کوشاں ہو کر سعاداتِ دارین حاصل کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ نیکیوں میں حریص ہونا شریعت میں مطلوب محمود ہے جبکہ مال و دولت کا ضرورت سے زائد طمع، شریعت میں مذموم ہے۔

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعًا: اس سے مراد ہے کہ جہاں بھی تمہاری موت ہوگی تمہارے اجزائے بدن مجتمع ہوں یا منتشر، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تمہیں زندہ کر کے میدان حشر میں لائے گا۔

یا پھر مراد یہ ہے کہ تم جس جہت سے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو اس طرح کر دے گا گویا کہ وہ

(۸۳) تفسیر مظہری و تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ (۸۴) تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت مذکورہ، ج 1 ص 414 (۸۵) سورہ طور: 48

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۴۸) وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ
بیشک اللہ ہر ممکن پر قادر ہے O اور آپ جہاں سے آئیں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّہٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۴۹)
بیشک وہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں اس سے جو تم عمل کرتے ہو O
وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ
اور تم جہاں سے بھی آؤ تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرو اور تم جہاں کہیں بھی ہوتو اپنا منہ
فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ ۙ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّۃٌ ۙۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ ۗ
مسجد حرام کی طرف پھیر لو تا کہ لوگوں کی تم پر کوئی حجت نہ رہے ۔مگر وہ لوگ جو اُن میں سے حد سے بڑھ گئے

ایک ہی جہت میں پڑھی گئی ہے۔

...... **وَ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّۃٌ:** حدیث نبوی ہے جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا (۸۶) ترجمہ: میری وجہ سے پوری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنادیا گیا۔لہذا پوری زمین پر جہاں بھی تم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو گے تو تمہاری نماز ہوجائے گی۔

اس آیت میں تیسری بار قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔مفسرین نے اس کی تین علل بیان فرمائیں ہیں:

پہلی علت: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر خانہ کعبہ کو قبلہ بنارہا ہے۔ **دوسری علت**: ہر قوم کا قبلہ ہوتا ہے لہذا کعبہ تمہارا دائمی قبلہ ہے۔ **تیسری علت**: لوگوں کے تمام اعتراضات ختم ہوجائیں (۸۷)۔کفار مکہ کا اعتراض یہ تھا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اولاد سے ہیں اور وہ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کے بنائے ہوئے خانہ کعبہ کی بجائے مسجد اقصیٰ کو قبلہ بتاتے ہیں اور یہود کا اعتراض یہ تھا کہ پہلی کتب میں نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی ایک نشانی یہ بیان ہوئی ہے کہ مسجد اقصیٰ اور خانہ کعبہ اُن کا قبلہ ہوگا تو خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کی نشانی ابھی تک نہیں پائی گئی۔لہذا تیسری بار حکم فرمایا اے مسلمانو! تم جہاں بھی ہو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔

...... **اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِیْ:** لیکن ظالم لوگ اس کے باوجود بھی طعن وتشنیع کرتے رہیں گے لہذا تم مخالفین کی مخالفت کی پرواہ نہ کرو، نہ صرف خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے میں بلکہ کسی بھی اچھے کام میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈرنا اور ہر حال میں اور ہر مقام پر میری خشیت اختیار کرو۔

(۸۶) صحیح البخاری، کتاب التیمم، الرقم:335۔☆ صحیح مسلم، الرقم:521۔ (۸۷) تفسیر مظہری، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی زیر بحث آیت مذکورہ

فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِىۡ وَلِاُتِمَّ نِعۡمَتِىۡ عَلَيۡكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (۱۵۰)
تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ O
كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ
جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے
وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ (۱۵۱)
اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم دیتا ہے جسے تم نہیں جانتے تھے O

...... **وَلِاُتِمَّ نِعۡمَتِىۡ عَلَيۡكُمۡ:** اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کروں۔ حدیث نبوی ہے فَاِنَّ مِنۡ تَمَامِ النِّعۡمَةِ دُخُوۡلَ الۡجَنَّةِ وَالۡفَوۡزَ مِنَ النَّارِ (۸۸) ترجمہ: بیشک نعمت کا پورا ہونا جنت میں داخل ہو جانا ہے اور دوزخ سے بچنے میں کامیاب ہونا ہے۔

لیکن عام مسلمانوں نے فانی دنیا کو مقصودِ حیات بنالیا ہے اور آخرت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فکرِ آخرت نصیب فرمائے آمین۔

...... **وَلَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ:** اور تاکہ تم ہدایت پاؤ یعنی کعبہ کو قبلہ بنا کر تم ایک مرکز، اتحادِ امت اور اتحادِ مقاصد کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو جاؤ۔

...... **كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ:** اس طرح تمہیں افضل ترین قبلہ خانہ کعبہ عطا کیا ہے جس میں ایک فرض نماز پر ایک لاکھ فرض نماز کا ثواب ملتا ہے (۸۹) اسی طرح بلند مرتبہ رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّم کی بعثت فرمائی ہے جن کی وجہ سے تم خَیۡرُ الۡاُمَم (بہترین امت) کے منصب پر فائز ہو گئے ہو اور وہ تمہارے لیے بہترین اور کامل دین لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔

...... **يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ:** بلند پایہ صوفی و مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تَكۡرَارُ الۡفِعۡلِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ هٰذَا التَّعۡلِيۡمَ مِنۡ جِنۡسٍ آخَرَ وَلَعَلَّ الۡمُرَادَ بِهِ الۡعِلۡمُ اللَّدُنِّىۡ (۹۰) یعنی فعلِ تعلیم کا دوبارہ لانا دلالت کرتا ہے کہ اس تعلیم کا تعلق کسی اور جنس سے ہے اور شاید اس سے مراد علم لدنی ہے۔ مطلب یہ ہے آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّم انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ مضمون پہلے سورہ بقرہ: 129 میں گزر چکا ہے۔ وہاں کتاب وحکمت سے ظاہری علوم مراد تھے اور یہاں باطنی اور غیبی علوم مراد ہیں اور پہلے تزکیہ سے مراد ظاہری اخلاق اور ظاہری نجاستوں کی تطہیر تھی لیکن یہاں تزکیہ سے مراد اخلاق باطنی مثلاً محبتِ الٰہی، خشیت، نیت وغیرہ کی تطہیر و تحسین اور دل کی صفائی اور جلا مراد ہے۔

...... **وَيُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ:** کتاب وسنت اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم کا ذکر سورہ بقرہ آیت نمبر 129 میں گزر چکا ہے۔ لیکن یہاں علوم لدنیہ وغیبیہ مراد ہیں۔ یہ علوم غیبیہ و باطنیہ قرآن مجید کی باطنی کرنوں اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّم کے

(۸۸) جامع ترمذی، ابواب الدعوات، الرقم: 3527 ☆ مصنف ابن ابی شیبہ الرقم: 29356 ☆ مشکوۃ، باب الدعوات فی الاوقات، الفصل الثانی، الرقم: 2432

(۸۹) سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فضل الصلوۃ فی المسجد الحرام، الرقم: 1406 ☆ مسند احمد، الرقم: 14694 (۹۰) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (١٥٢) ع ١٨ ٢

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو O

سینہ اطہر کے انوار وتجلیات کا ایمان والوں کے قلوب پر عکس پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں اس کے سوا ان علوم لدنیہ کو حاصل کرنے کا کوئی اور طریقہ نہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ (٩١) پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے ابتدائے خلق سے اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے اور اہل جہنم کے جہنم میں داخل ہونے تک کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔اور دوسری روایت میں ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم حَدَّثَهُمْ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ (٩٢) یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب کچھ بتا دیا۔اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وِعَاءَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ (٩٣) میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے علم کے دو برتن یاد کیے اُن میں سے ایک میں نے (حدیث کی روایت کی صورت میں) پھیلا دیا اور دوسرا علم اگر بیان کروں تو میری گردن کاٹ دی جائے۔آیت بالا میں انہی علوم غیبیہ کی طرف اشارہ ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ: چونکہ قرآن مجید کی باطنی کرنوں اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے سینہ انور سے فیوض وبرکات ومعارف کی شعاؤں کے انعکاس کے لیے ضروری ہے کہ ایمان والوں کے دلوں میں اس کی استعداد وقابلیت موجود ہو اس لیے فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ میں رہنمائی فرمائی ہے کہ یہ اہلیت اور قابلیت، ذکر الٰہی اور شکرِ خدا کے بغیر ممکن نہیں۔

ذکر کا معنی ہے یاد کرنا، یاد رکھنا۔ذکر کی تین قسمیں ہیں: ذکرِ قلبی، ذکر لسانی، ذکر بالجوارح (یعنی اعضاء کے ساتھ) **ذکر قلبی سے مراد:** اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت، اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت کا علم واعتقاد، آیات ودلائل میں غور وفکر، مسائل شرعیہ کا استنباط وغیرھا ہے۔ **ذکر لسانی سے مراد:** اسم اعظم ''اللہ'' کا ذکر، تلاوت قرآن مجید، درود شریف، تسبیح تہلیل، استغفار اور حمد وثنا وغیرہ ہے اور **ذکر بالجوارح سے مراد:** ہاتھ، پاؤں کو عبادت میں لگا دینا ہے جیسے نماز میں قیام، رکوع، سجدہ، اور قعدہ وغیرہ اور حج وجہاد وغیرہ

اَذْكُرْكُمْ: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی نصرت اور ثواب وجزا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے معنی بیان فرماتے ہیں: اُذْكُرُوْنِيْ بِطَاعَتِيْ اَذْكُرْكُمْ بِمَعُوْنَتِيْ تم اطاعت بجا لا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد سے یاد کروں گا (٩٤)

وَاشْكُرُوْا لِيْ: شکر کا لغوی معنی: تھنوں کا دودھ سے بھر جانا ہے اور پھر شکر کا اطلاق اچھے سلوک کی قدردانی پر ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے سے مراد: اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نعمتوں اور خصوصاً بعثتِ نبوی کی قدر دانی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی محبت واطاعت اختیار کرنا اور دین اسلام کی مکمل اتباع ہے۔

وَلَا تَكْفُرُوْنِ: یہ ''کُفرانِ نعمت'' سے ہے اور ناشکری سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی اور غفلت ونافرمانی کی زندگی بسر کرنا ہے۔

(٩١) صحیح بخاری، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ وھو الذی یبداء الخلق، الرقم 3192۔ (٩٢) جامع ترمذی، باب ماجاء اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم 2191
(٩٣) صحیح بخاری، باب حفظ العلم، الرقم: 120، ☆ مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، الرقم: 271۔ (٩٤) تفسیر خازن وتفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔ O
الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ
اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ: مسلمانوں کو صبر اور نماز سے اللہ کی مدد حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ **صبر** کا لغوی معنی: روکنا، رکنا، باندھنا، دلیری کرنا، بہادری کرنا وغیرہ ہے۔ مصیبت پر صبر یہ ہے کہ بندہ تسلیم و رضا اختیار کرے اور جزع و فزع و ماتم و نوحہ سے رکے اور صبر کا عام معنی یہ ہے کہ بندہ گناہوں اور ناجائز خواہشات نفس سے رکے اور اطاعات پر استقامت اختیار کرے۔ اس کے بعد خصوصی طور پر نماز سے مدد چاہنے کا حکم دیا کیونکہ نماز، اُم العبادات، معراج المؤمنین اور رب العالمین سے مناجات (سرگوشی) ہے اور حدیث پاک میں ہے كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزِعَ اِلَى الصَّلٰوةِ (۹۵) ''نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو جلدی سے نماز کی طرف توجہ فرماتے'' اور جنگوں میں نماز پڑھ کر دعا کرنا، سورج اور چاند گرہن اور قحط کے وقت نماز اور دعا کی طرف متوجہ ہونا آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی عادت کریمہ تھی۔

یاد رہے کہ صبر اور نماز بندوں کے افعال ہیں جو کہ غیر اللہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے مدد چاہنا شرک نہیں۔ اسی طرح انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا بھی جائز ہے۔ **مسئلہ**: ایمان والوں کو نماز کا حکم دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار پر نماز فرض نہیں اور کافر پر قبول اسلام کے بعد نمازوں کی قضا بھی نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ: اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اللہ کی تائید و نصرت صابرین کے ساتھ ہے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قُلْتُ بَلْ مَعِيَّةٌ غَيْرُ مُتَكَيِّفَةٍ يَتَّضِحُ عَلَى الْعَارِفِيْنَ '' (۹۶) اللہ تعالیٰ کی صابرین کے ساتھ معیت ناقابل بیان ہے اس کی حقیقت صرف عارفین پر واضح ہوتی ہے۔

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ: یہ آیات غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئیں۔ غزوہ بدر 17 رمضان المبارک کو ہوا جس میں 14 مسلمان شہید ہوئے (۹۷)۔ اس موقع پر منافقین نے کہا: مَاتَ فُلَانٌ فلاں مرگیا اور انہوں نے حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی خاطر جان دے دی ہے۔ تو حکم ہوا کہ جو لوگ اللہ کی راہ یعنی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی خاطر جانیں قربان کرتے ہیں تم انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اُن کی زندگی محسوس نہیں کرتے۔ (۹۸)

مفسر قرآن و محدثِ کبیر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سبیل اللہ'' (اللہ کا راستہ) رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے قرآنی ناموں میں سے ہے۔ (۹۹)

بَلۡ اَحۡيَآءٌ : حیاتِ شہداء: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: فَذَهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ السَّلَفِ

(۹۵) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ، باب عیادۃ المریض، ج3 ص 112 ☆ تفسیر بیضاوی، ج1 ص 77 (۹۶) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ
(۹۷) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ (۹۸) تفسیر کبیر، زیر بحث آیت مذکورہ (۹۹) الاکلیل فی استنباط التنزیل فصل و فی القرآن من اسماء النبی، ج 1 ص 306

اِلٰی اَنَّہَا حَقِیْقِیَّۃٌ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (۱۰۰) جمہور سلف صالحین کا مذہب یہ ہے کہ شہداء کی زندگی حقیقی ہے (صرف روحانی نہیں) بلکہ روح اور جسم کے ساتھ ہے۔اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَآءُوْنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَآءَھُمْ وَ یُدَمِّرُوْنَ اَعْدَآءَھُمْ (۱۰۱) بیشک اللہ تعالیٰ اُن کی روحوں کو اجسام میں متشکل ہونے کی طاقت عطا فرماتا ہے وہ زمین، آسمان اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو تباہ کرتے ہیں۔

امام مالک اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما روایت فرماتے ہیں کہ احد کے شہداء سے حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کی قبریں سیلاب کی وجہ سے 46 سال بعد کھل گئیں فَوُجِدَا لَمْ یَتَغَیَّرَا کَاَنَّمَا مَاتَا بِالْاَمْسِ (۱۰۲) تو دونوں صحابی اس طرح دیکھے گئے کہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی (وہ تروتازہ اور شگفتہ وشاداب تھے) گویا کہ کل ہی وہ شہید ہوئے۔

صحیح بخاری میں ہے: ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں جب حجرۂ نبوی کی دوبارہ تعمیر کیلئے کھدائی کی گئی تو کھدائی سے ایک ٹانگ ظاہر ہوئی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پہچان کر بتایا کہ یہ حضرت عمر فاروق (شہید مسجد نبوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ ہے۔(۱۰۳)

علامہ جلال الدین سیوطی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ایک نالہ کی کھدائی کے دوران حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک 40 سال بعد کھل گیا فَاَصَابَ قَدَمَ حَمْزَۃَ فَانْبَعَثَ دَمًا: (۱۰۴) حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے قدم مبارک میں کدال لگی تو خون بہنے لگا۔

روح کی حقیقت: امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اِنَّ الْاَرْوَاحَ جَوَاھِرُ قَآئِمَۃٌ بِاَنْفُسِھَا....... تَبْقٰی بَعْدَ الْمَوْتِ دَارِکَۃً" (۱۰۵) روحیں جوہر ہیں جو کسی جسم کی احتیاج کے بغیر خود موجود ہیں....... موت کے بعد بھی باقی رہتی ہیں اس حال میں کہ بہت زیادہ ادراک کرنے والی ہیں۔قرآن مجید میں ہے "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" (۱۰۶) ترجمہ: اے غیب جاننے والے نبی فرمادو: روح میرے رب کے امر سے ہے یعنی عالم امر سے ہے۔یاد رہے کہ عالم امر سے مراد وہ جہان ہے جس کو اللہ نے کسی مادہ کے بغیر پیدا کیا ہو اور عالم خلق سے مراد وہ جہان ہے جس کو پہلے سے موجود کسی مادہ سے پیدا کیا نیز یاد رہے کہ روح کے لیے قرب وبعد نہیں ہوتا بلکہ پوری کائنات تک روح کی پہنچ بغیر کسی وقت کے ہوتی ہے اور وفات کے بعد صالحین کی روحیں آزاد ہوتی ہیں جبکہ کفار کی روحیں قید کردی جاتی ہیں۔

حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ: اس آیت کی رو سے شہداء کو مردہ کہنا حرام قطعی ہے۔اس کا منکر کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن یاد رہے کہ انبیاء کرام کی قبور میں زندگی شہداءِ عظام کی زندگی سے قوی ہے کیونکہ شہداء کا ترکہ میراث بن کر تقسیم ہوتا ہے اور شہید کی بیوی عدت کے بعد نکاح کرسکتی ہے لیکن انبیاءِ عظام علیہم السلام کا ترکہ نہ میراث بنتا ہے اور نہ ہی اُن کی بیویاں کسی سے نکاح کرسکتی ہیں۔ اور سورہ آل عمران میں ہے: بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (۱۰۷) "بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں اُن کے رب کے پاس رزق دیا

(۱۰۰) تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت مذکورہ (۱۰۱) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ (۱۰۳) صحیح بخاری، باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ، ج2، ص103

(۱۰۲) موطا امام مالک، باب الدفن فی قبر واحد من ضرورۃ، الرقم: 1704۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ، باب دفن میت، فصل ثانی زیر بحث حدیث نمبر 1704

(۱۰۴) شرح الصدور، ج1 ص309، دلائل النبوۃ، باب ما جری بعد انقضاء الحرب، ج3 ص291۔ البدایۃ والنہایۃ، فصل لقی النبی ﷺ، ج4، ص49

(۱۰۵) تفسیر بیضاوی، زیر بحث آیت مذکورہ (۱۰۶) سورہ بنی اسرائیل: 85 (۱۰۷) سورہ آل عمران: 169

وَّ لٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ
اور لیکن تم (اُن کی زندگی کو) محسوس نہیں کرتے O اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں
وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا
اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں O وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں

جاتا ہے‘‘ معنی یہ ہے کہ قبور میں اللہ کی اعلیٰ نعمتوں سے کھاتے ہیں، انہیں راحتیں دی جاتی ہیں، اُن کا عمل جاری رہتا ہے اور اجر وثواب بڑھتا رہتا ہے

شہید فقہی: اس سے مراد وہ شخص ہے جو مسلمان، عاقل، بالغ، طاہر ہو اور اسے ظلماً قتل کیا جائے اور اس کے قتل سے دیت (خون بہا) واجب نہ ہو۔ یا میدان جنگ میں مقتول یا زخمی پایا جائے اور کوئی فائدہ مثلاً سایہ، علاج، کھانا پینا، نماز پڑھنا، وصیت کرنا وغیرہ اٹھائے بغیر شہید ہو جائے۔

یاد رہے کہ شہید فقہی کو فالتو کپڑے اتار کر بغیر غسل تہبند قمیص یا شلوار قمیص میں نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاتا ہے۔

شہید غیر فقہی: ایسا شہید ہے جس میں شہید فقہی کی شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے۔ ایسے شہید کو غسل دیا جائے گا اور کفن پہنا کر نماز جنازہ کے بعد دفن کیا جائے گا۔

شہید حکمی: یہ وہ لوگ ہیں جو شہید تو نہیں ہوتے لیکن شریعت اسلامیہ میں ان کو شہید قرار دیا گیا ہے جیسا طاعون یا پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، غرق ہو کر، جل جانے یا کسی چیز کے نیچے آکر مرنے والا، جو طالب علم حصول علم کے دوران یا جو حاجی دورانِ سفر حج مرجائے یا جو روزانہ ایک سو بار درود شریف پڑھنے والا ہوا یسے شہداء کی تعداد تقریباً 59 ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے خطبات و مقالات افضلیہ)

﴾.....**وَلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ:** سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہید زندہ ہیں تو کلام کیوں نہیں کرتے؟ حرکت کیوں نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں لیکن اُن کی زندگی کا تعلق غیب سے ہے جیسے فرشتے نظر نہیں آتے، قبر میں سوال و جواب اور عذاب و انعام، قبر کا روشن اور وسیع ہونا، جنت اور اس کی نعمتیں نظر نہیں آتیں یہ امورِ غیبیہ ہیں اور اسی طرح شہید کی زندگی بھی امورِ غیبیہ سے ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ شہداء کے زندہ ہونے کا عقیدہ رکھیں اگرچہ وہ اُن کی حرکت اور کلام کو حواس خمسہ سے محسوس نہیں کر سکتے۔

﴾.....**وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ:** اس آیت میں مسلمانوں کو غزوہ احد میں ہونے والے شدید جانی نقصان (70 شہادتوں) اور قیامت تک آنے والی آزمائشوں اور مصائب پر صبر و استقامت اختیار کرنے کے لیے کمربستہ رکھنے کے لیے آزمائشوں و امتحانات کی پیش گوئی فرمائی ہے اور صبر و استقامت کا اجر عظیم بیان کیا ہے۔

اہم کلامی مسئلہ: چونکہ ہمیشہ سے ہر شے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی آزمائش بندے کی استعداد و قابلیت جاننے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ مخلوقات پر اپنے بندے کے صبر و استقامت کو واضح کرنے اور آخرت میں اس کو اجر دینے کے لئے ہوتی ہے۔

﴾.....**بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ:** کچھ خوف اور بھوک سے آزمائش کرنے میں اشارہ ہے کہ جن نعمتوں میں آزمائش نہیں آئی وہ بہت زیادہ ہیں یا اس میں یہ اشارہ ہے کہ آخرت کی نعمتوں کی نسبت یہ بہت کم ہیں۔

اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ (۱۵۶) اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
بیشک ہم اللہ کے ہیں اور بیشک ہم اسکی طرف لوٹنے والے ہیں O انہی لوگوں پر بہت درود ہیں اُن کے رب کی طرف سے اور رحمت ہے اور یہی
الْمُهْتَدُوْنَ (۱۵۷) اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
لوگ ہدایت پانے والے ہیں بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ

...... **وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ:** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ثمرات سے مراد اولاد ہے اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان بھی ہے کہ جب کسی بندے کی اولاد کی وفات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کی اولاد کی روح قبض کر لی ہے کیا تم نے بندہ کے دل کا پھل چن لیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہاں ہمارے رب۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا تو عرض کرتے ہیں: حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ بندہ نے تیری حمد و ثناء بیان کی ہے اور اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ میرے بندے کے لیے جنت میں محل بناؤ اور اس پر لکھ دو بیتُ الحمد (۱۰۸)

...... صبر پر کلام سورہ بقرہ:153 کے تحت گزر چکا ہے۔

...... **اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ:** ہر مصیبت جانی ہو یا مالی ہو یا ذہنی ہو پر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا مسنون ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ جَبَرَ اللّٰهُ مُصِیْبَتَهٗ وَ اَحْسَنَ عُقْبَاهُ وَجَعَلَ لَهٗ خَلَفًا صَالِحًا یَّرْضَاهُ ترجمہ: جس نے مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کا نقصان پورا فرمائے گا اور اس کا انجام اچھا کر دے گا اور اس کے بعد اس پر ایسی نعمت عطا فرمائے گا جس سے وہ خوش ہو جائے گا۔ (۱۰۹)

...... **اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ:** صلوات، صلوٰۃ کی جمع ہے۔ صلوٰۃ جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جیسا کہ یہاں ہے تو اس سے مراد اللہ کی طرف سے رحمتوں کا نازل کرنا اور فرشتوں کے سامنے ثنا بیان کرنا ہوتا ہے۔ صلوات کے بعد رحمت کا لفظ لانے میں اشارہ ہے کہ یہ رحمتیں بہت زیادہ ہیں اور مختلف انواع و اقسام کی ہیں۔

...... **وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ:** سے مراد ہے کہ یہ صابر بندے حق و صواب اور جنت کے راہی ہیں۔

...... **اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ:** صبر کے ذکر کے بعد کائنات کی عظیم صابرہ خاتون اُمِ اسماعیل حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار خانہ کعبہ کے پاس دو پہاڑیوں صفا و مروہ کی عظمت و برکت بیان فرمائی جا رہی ہے۔ ان دو پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے اور اسی دوران حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے نیچے سے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری بندی کے نشاناتِ قدم کو اپنی نشانیاں قرار دے کر ان کی سعی (7 چکر) کو عمرہ و حج میں عبادت قرار دے دیا۔

شَعَآئِرِ شعیرہ کی جمع ہے۔ شعیرہ نشانی کو کہتے ہیں۔ شعائر اللہ کا اطلاق مقدس مقامات پر ہوتا ہے جیسے روضۂ رسول اور تمام

---

(۱۰۸) جامع ترمذی، باب فضل المصیبۃ اذا احتسب، الرقم: 1021۔ ☆ مشکوۃ المصابیح، باب دفن المیت، فصل الثانی، الرقم 1736

(۱۰۹) شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، الرقم: 9240۔ ☆ مجمع الزوائد، باب سورہ البقرہ، الرقم: 10846 ☆ معجم کبیر، الرقم: 13027

اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ (۱۵۸) اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ

وہ اُن کا طواف کرے اور جو نیکی کو خوشی سے زیادہ کرے تو بیشک اللہ جزا دینے والا علم والا ہے۔ بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو

مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡهُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ

ہم نے روشن نشانیاں نازل کیں اور ہدایت کو اس کے بعد کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لیے بیان فرمادیا۔ انہی لوگوں پر اللہ لعنت کرتا ہے

آثار رسول ونشانات آل واصحاب واولیاءِ عظام، خانہ کعبہ، حجر اسود، مقام ابراہیم، مساجد ومزارات صالحین وغیرہ اسی طرح شعائر اللہ کا اطلاق مقدس زمانوں پر ہوتا ہے جیسے پیر، جمعۃ المبارک، ماہِ رمضان، عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام حج خصوصاً یوم عرفہ، لیلۃ القدر، شب برأت وغیرہ اور اسی طرح اسلام کی مخصوص عبادات پر بھی ہوتا ہے جیسے اذان، نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔

فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ: **حج** سے مراد خانہ کعبہ کی زیارت اور مسجد حرام، صفا ومروہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات وغیرہ میں مخصوص ایام (8، 9، 10، 11 اور 12 ذوالحج) میں مخصوص عبادات انجام دینا ہے اور **عمرہ** سے مراد پانچ کام ہیں: نیتِ عمرہ، احرام، کعبہ شریف کے سات چکر، صفا ومروہ کی سعی (سات چکر) اور مردوں کے لیے حلق (ٹنڈ) یا بال کٹانا اور عورتوں کے لیے سر کے کسی حصہ سے ایک انچ کے قریب کچھ بال کاٹنا

مسئلہ: عمرہ میں سعی (صفا ومروہ کے سات چکر) امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہیں اگر سعی فوت ہوجائے تو ایک دم (قربانی) سے نقصان پورا ہوجاتا ہے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡهِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا: صفا پہاڑی پر اساف (ایک مرد) کا بت نصب تھا اور مروہ پہاڑی پر نائلہ (ایک عورت) کا بُت نصب تھا جن کی پوجا کی جاتی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ سے 360 بتوں کے ساتھ اِن کا بھی صفایا کردیا گیا تو فرمایا گیا صفا ومروہ جہاں بت پرستی ہوتی تھی اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی بندی حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا کی یاد میں سات چکروں کی عبادت میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: برائی کی جگہوں سے برائی ختم کرنی چاہیے نہ کہ اچھے کام مثلاً اگر میلاد شریف یا عرس شریف کی محفل میں عورتوں ومردوں کا اختلاط ہوتا ہوتو اس بے پردگی اور اختلاط کو ختم کرنا چاہیے نہ کہ تلاوتِ قرآن، نعت شریف، اور ذکرِ خدا تعالیٰ وذکرِ رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم بند کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر کسی مزار پر غیر شرعی رسوم ہیں تو غیر شرعی رسوم کو بند کرانا چاہیے نہ کہ تلاوت، فاتحہ خوانی وغیرہ جیسے اچھے کاموں سے روکنا چاہیے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ: اللہ تعالیٰ کے شکر سے مراد بندوں کو جزا دینا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡهُدٰی: یہ یہود کے علما تھے جو نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی نعت وصفت اور احکام دین میں ردوبدل کرتے تھے اسی طرح دورِ اسلام میں جو علماءِ سُوء اپنی مخصوص فکر کے تحت حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے علوم ومعارف، معجزات اور دیگر کمالات ومحاسن کو چھپاتے ہیں یا جو لوگ معمولی مراعات کی خاطر عقائد اسلامیہ اور احکام شرع کو چھپاتے ہیں یہ آیت ان سب کے لیے سخت ترین وعید ہے۔

اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ: لعنت کی نسبت اگر اللہ کی طرف کی جائے تو اس کا معنیٰ اپنی بارگاہ سے دھتکارنا اور اپنی رحمتوں سے محروم کرنا ہے۔ اور اگر اس کو بندوں کی طرف منسوب کیا جائے تو غضب الٰہی کے نازل ہونے کی دعا کرنا ہے۔

وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (۱۵۹) اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ

اور ان پر لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے ○ مگر جو توبہ کریں اور اصلاح کریں اور ظاہر کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں

وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۱۶۰) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ

اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا انتہائی مہربان ہوں ۔ بیشک جنہوں نے کفر کیا اور وہ مرگئے حالانکہ وہ کافر تھے انہی لوگوں پر

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (۱۶۱) خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا

ع ۱۹ ۳

وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ (۱۶۲) وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۱۶۳)

اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ۔ اور تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے کوئی الٰہ نہیں مگر وہ بہت ہی زیادہ رحمت فرمانے والا انتہائی مہربان ہے

لعنت کرنے والوں سے مراد فرشتے اور تمام مؤمنین ہیں۔

مسئلہ : جس شخص کے کفر پر مرنے کا یقین ہو اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ کسی مسلمان کا نام لے کر اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں البتہ نام لیے بغیر کبیرہ گناہ کرنے والوں پر لعنت بھیجنا جائز ہے جیسے کوئی کہے: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، سود خوروں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا: توبہ پر کلام تفسیراتِ افضلیہ بقرہ: 37 کے تحت دیکھیے۔

وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ: جب توبہ کا لفظ اللہ کی طرف منسوب ہو تو توبہ کا معنی: بہت معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا اور رحمتوں کا نزول کرنے والا ہوتا ہے۔

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ: اِلٰہ کا اطلاق لغتِ عرب میں ہر معبود پر ہوتا رہا ہے لیکن بعد میں اس کا استعمال معبود برحق اللہ تعالیٰ کے لیے غالب ہو گیا لیکن شریعتِ اسلامیہ میں اِلٰہ کا اطلاق معبود برحق اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے نیز اصح قول کے مطابق لفظ ''اللہ'' اِلٰہ سے بنا ہے۔ ہمزۂ مکسورہ گرا کر اس کے عوض الف ولام لایا گیا اور لام کو لام میں مدغم کردیا گیا (۱۱۰) لہٰذا اللہ کی طرح اِلٰہ کا مطلقاً اطلاق بھی اسلام میں صرف ذاتِ واجب الوجود پر ہوتا ہے۔ (واجب الوجود کا معنی دیکھیے مقدمہ افضلیہ صفحہ 9)

وَاحِدٌ کا معنی یکتا ہے اور یہاں وحدتِ حقیقیہ مراد ہے یعنی اللہ کے اجزاء نہیں، اللہ کی قسمیں نہیں، اللہ کی جنس نہیں اللہ کی کوئی مثل نہیں، اللہ کی کوئی نظیر نہیں۔ اُلوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں یعنی وہ اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ نہ ایسی کوئی ذات ہے نہ اسکی صفات (غیر مخلوقہ ذاتیہ ومستقلہ) جیسی کسی کی صفات ہیں (اس کی شرح مقدمہ افضلیہ صفحہ اول میں دیکھیں)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ: رحمٰن ورحیم سے توحید پر استدلال کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام نعمتوں، اصول وفروع کا مالک حقیقی ہے اللہ کے سوا جو کچھ ہے یا نعمتیں ہیں یا وہ جن پر نعمتیں کی گئی ہیں اور تمام انبیاء کرام، فرشتے اور اولیاء عظام اور دیگر مخلوق میں سے کوئی منعم حقیقی نہیں بلکہ وسائل واسباب ہیں لہٰذا منعم حقیقی ہی اِلٰہ برحق ہے اور وہی مستحق عبادت ہے۔

(۱۱۰) تفسیر بیضاوی، زیر بحث آیت مذکورہ

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ
بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے آنے جانے اور کشتیوں میں
فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ
جوسمندر میں چلتی ہیں اُن اشیا کے ساتھ جولوگوں کونفع پہنچاتی ہیں اور جواللہ نے آسمانوں سے پانی نازل کیا تواس سے زمین کواس کے
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ
مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ: اس سے پہلے بتایا گیا کہ تمہارا اللہ ایک ہے اور وہ رحمٰن ورحیم یعنی منعم حقیقی ہے۔اس آیت میں زمین وآسمان کی تخلیق اور لاتعداد نعمتوں کا ذکر کرکے اللہ تعالیٰ کے موجود اور وحدہ لاشریک ہونے کے واضح اشارات دیئے گئے ہیں۔

اِن امور پر کلام کرنے سے پہلے ایک مناظرہ اجمال سے ذکر کیا جاتا ہے ایک دہریہ (اللہ کی ہستی کے منکر) سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ طے ہوا۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ گاہ میں تاخیر سے آنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے دہریہ کو مخاطب ہوکر فرمایا: اگر میں کہوں کہ دریا کے کنارے ایک درخت خود کٹا،خود چرا،خود کشتی بن گئی،کشتی خودلوگوں کو اپنے اندر بٹھا کر کرایہ وصول کرنے لگی اور خود ہی مسافروں کو دوسرے کنارے پہنچادیا۔کیا تم یہ سب باتیں مان لوگے؟ تو دہریہ قہقہہ لگا کر کہنے لگا: اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوسکتا ہے؟ کہ یہ تمام کام خود بخود ہو جائیں تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب یہ چھوٹے چھوٹے کام خودنہیں ہوسکتے تو زمین وآسمان اور اتنی بڑی کائنات کا اتنا مربوط اور منظم نظام خود کیسے بن سکتا ہے اور خود کیسے چل سکتا ہے؟ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال سے دہریہ نے فوراً اسلام قبول کرلیا (١١١)

اس آیت مبارکہ میں زمین وآسمان کی تخلیق،لیل ونہار کی گردش،سمندروں میں کشتیوں کے چلنے،بارش کے برسنے اور زمین کی پیداوار کا ذکر کیا ہے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ جیسے کوئی فعل بغیر فاعل (کرنے والے) کے انجام نہیں پاسکتا،اسی طرح زمین وآسمان اور پورے جہان کا اتنا بڑا انظام خود کیسے بن سکتا ہے اور خود کیسے چل سکتا ہے لہذا جان لو کہ بہت علم وحکمت اور بڑی طاقت والی ایک ہستی ہے جس نے یہ سارا جہان پیدا کیا ہے اور وہی ہستی اس کائنات کو اتنے منظم طریقے سے چلا رہی ہے۔

اس آیت میں وجود باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے) کے ساتھ توحید باری تعالیٰ کے بھی واضح اشارات دیے ہیں مثلاً یہ کہ سورج،زمین سے تقریباً 149598000 کلومیٹر دور ہے۔لیکن سورج اور زمین کا آپس میں کتنا ربط ونظم ہے کہ سورج کی شعاؤں سے سمندروں سے بھاپ پیدا ہوکر پھر جم کر اور بادل بن کر بارش برستی ہے اور سورج جس کا درجہ حرارت 60 لاکھ سینٹی گریڈ ہے کی حرارت کی وجہ سے تمام جانوروں،پودوں بلکہ زمین کے ایک ایک ذرّہ کو حرارت اور آکسیجن کی صورت میں زندگی ملتی ہے۔اسی طرح چاند جو کہ زمین سے تقریباً 384400 کلومیٹر دور ہے کی روشنی کی وجہ سے جانوروں کے بچے،انڈے،سبزیاں اور پھل پیدا ہوتے ہیں نیز چاند کی وجہ سے سمندروں میں مدوجزر پیدا ہوتا ہے۔

(١١١) تفسیر کبیر،زیر سورہ بقرہ آیت نمبر 22،القول فی اقامۃ الدالۃ علی التوحید،ج2،ص333

السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۱۶۴)
بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان ہیں یقیناً نشانیاں ہیں ایسی قوم کے لیے جو عقل سے کام لیتی ہے۔O
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ
اور کچھ لوگ جو اللہ کے سوا کو مدمقابل ٹھہراتے ہیں وہ اُن سے محبت رکھتے ہیں اللہ کی محبت جیسی اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے محبت میں سب سے زیادہ ہیں

اسی طرح ہزار ہا اقسام کے جانوروں کی پیدائش و موت کا نظام ایک جیسا ہے، نظام کی وحدت، یکسانیت اور باہمی تعاون اور ہم آہنگی سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کائنات کا خالق اور اسے چلانے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس اتنے بڑے نظام میں کہیں بھی اختلاف، انتشار، تصادم اور ٹکراؤ کے نہ ہونے سے بھی صانعِ عالم کے وحدہ لاشریک ہونے کا علم ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (۱۱۲) ترجمہ: اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہوتے تو ضرور دونوں برباد ہو جاتے۔

❖ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: یعنی اس نظام ارض و سما میں نشانیاں ہیں، ایسی قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے۔ کائنات کی ہر چھوٹی اور بڑی شے میں غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کے موجود اور وحدہ لاشریک ہونے کا علم حاصل ہوتا ہے اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے موجود اور وحدہ لاشریک ہونے پر آیۃ اللہ الکبریٰ (اللہ کی سب سے بڑی نشانی) ہیں۔

یاد رہے کہ ادراک کے تین ذرائع ہیں نمبر 1: حواس خمسہ (دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی قوتیں)۔ نمبر 2: عقل۔ نمبر 3: وحی

علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی نے عقل کی یوں تعریف کی ہے "اَلْعَقْلُ نُوْرٌ فِي الْقَلْبِ يُعْرَفُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ" (۱۱۳) یعنی عقل دل میں ایک نور ہے جو حق اور باطل کی پہچان کراتا ہے۔ یاد رہے کہ ذوی العقول (عقل والے) صرف جن، انسان اور فرشتے ہیں اور باقی مخلوقات غیر ذوی العقول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ اس نے اپنی معرفت کے لیے انسان کو حواس خمسہ، عقل اور وحی کے تینوں ذرائع سے نوازا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

❖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا: اس سے پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے اور خالق ارض و سما ہے ان آیات میں مشرکین کے شرک کا ذکر کر کے انہیں قیامت کے ہولناک احوال اور عذاب کا ڈر سنایا گیا ہے۔

اَنْدَادًا "نِدٌّ" کی جمع ہے "نِد" مدمقابل کو کہتے ہیں۔ مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ بتوں کی شفاعت ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بتوں کی مدد کا محتاج ہے نیز یہ کہ اُن کے بت نفع و نقصان پہنچانے میں اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہیں۔ اس لیے بتوں کو انداد کہا گیا اور واضح اشارہ دیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے اور تمہارے بت خالق نہیں بلکہ تمہارے ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں تو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بتوں کے بارے میں خدائی شانوں کا اعتقاد رکھ کر کیوں ان کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل ٹھہراتے ہو؟ اور کیوں ان سے وہ محبت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے۔؟

❖ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ: اس میں ایمان والوں کی نشانی بیان کی گئی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ایمان والے صرف اللہ

(۱۱۲) سورہ انبیاء: 22 (۱۱۳) التعریفات، باب العین، ص 151۔ (۱۱۴) صحیح بخاری، باب حب الرسول من الایمان، الرقم: 14

وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
اور اگر جان لیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جب وہ عذاب کو دیکھیں گے بیشک ساری قوت اللہ کے پاس ہے اور بیشک اللہ سخت عذاب والا ہے ۔
الْعَذَابِ (۱۶۵) اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ
جب بیزار ہوں گے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی اُن لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی اور وہ عذاب دیکھیں گے اور ان کے تمام تعلقات ٹوٹ جائیں
الْاَسْبَابُ (۱۶۶) وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ
گے ○ اور وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی کہیں گے اگر ہمارے لیے ایک بار لوٹنا ہوتو ہم بھی اُن سے بیزار ہو جائیں جیسا کہ وہ ہم سے بیزار ہو گئے
كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (۱۶۷) ع ۲۰ ۴
اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا جو اُن پر ندامت ہوں گے اور وہ آگ سے نکلنے والے نہیں ہوں گے ○

سے محبت کرتے ہیں بلکہ فرمایا ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں یعنی ایمان والے وقت آنے پر تمام محبتوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان کر دیتے ہیں اور واضح اشارہ دیا کہ جو لوگ اپنے والدین، اولاد، بیویوں، برادریوں اور مال و دولت کی محبتوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر قربان نہیں کرتے وہ سچے مومن نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لوازمات میں سے ہے بلکہ جیسے نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اسی طرح محبت نبوی بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور اس کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اسکے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔" (۱۱۴)

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا : اِن آیات میں کفار و مشرکین کو روز قیامت کے ہولناک حالات و احوال کا ڈر سنایا جا رہا ہے یعنی جب جہنم کا دردناک عذاب کفار و مشرکین کے سامنے ہوگا اور قوت صرف اللہ کے پاس ہوگی، دنیا کی طرح کفار کے پاس کوئی اختیار نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کفار پر قہار و جبار اور سخت عذاب دینے والا ہوگا، کفار کے بڑے لوگ اپنے پیروکاروں سے لاتعلقی کا اعلان کر کے انہیں مایوس کر دیں گے اور کفار کے تمام تعلقات ٹوٹ جائیں گے پھر کفار کے تمام اعمال سخت ندامت کا باعث ہو جائیں گے یعنی اچھے کام بھی مردود ہو جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ کفار کو جنت کے مقامات دِکھائے جائیں گے اور پھر کسی مسلمان کو وہ ٹھکانے دے دیئے جائیں گے اور کفار سے کہا جائے گا اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تو یہ مقامات تمہارے لیے ہوتے اور کفار پر یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اور انہیں کبھی عذاب جہنم سے نجات نہیں ملے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی طفیل تمام کفار کو ایمان لانے کی توفیق دے کر سب کو جہنم سے بچالے آمین وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

(۱۱۴) صحیح بخاری، باب حب الرسول من الایمان، الرقم: 14

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ﳲ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ
اے لوگو! تم کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے حلال و پاکیزہ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا: **شانِ نزول**: مشرکین عرب جانوروں کو بحیرہ، سائبہ، حام اور وصیلہ کے نام سے بتوں کے نام پر وقف کرتے اور اُن کا دودھ، گوشت اور اُن پر سواری اپنے آپ پر حرام قرار دیتے اس آیت میں حکم دیا گیا کہ ان جانوروں کا گوشت کھاؤ اور ان کے دودھ وسواری سے نفع حاصل کرو۔ جب تک اللہ کی شریعت کسی چیز کو حرام قرار نہ دے وہ چیز حلال ہے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ کسی جانور، بوٹی، درخت ودھات وغیرہ کو حرام نہیں کہنا چاہیے جب تک کہ دلیلِ حرمت نہ پائی جائے۔

اسی طرح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے کسی کام کو نہ کرنے سے بھی وہ کام حرام یا بدعت سیئہ نہیں بنتا جب تک کہ شریعتِ اسلامیہ کی طرف سے ممانعت ثابت نہ ہو جیسا کہ کتنے ہی حلال کھانے اور حلال جانور ہیں جن کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے تناول نہیں کیا اور کتنے ہی کام ایسے ہیں جنہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے نہیں کیا اور اُن سے منع بھی نہیں فرمایا تو وہ جائز و حلال ہیں۔

اس آیت کے شان نزول سے ثابت ہوا کہ جن جانوروں کو بتوں کے نام پر وقف کر دیا جاتا ہے وہ بھی حلال ہیں جب تک بوقت ذبح غیر اللہ کا نام اُن پر نہ پکارا گیا ہو لہذا عقیقہ، قربانی اور ایصال ثواب (نذر و نیاز عرفی) کے جانوروں پر مسلمانوں اور اُن کے بزرگوں کا نام پکارنے سے جانور حرام نہیں ہوتے بشرطیکہ انہیں ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ اہل اسلام کا اسی پر عمل ہے (ذبح کے مزید مسائل صفحہ 10 اور 43 پر ملاحظہ فرمائیں)

حلال کی تعریف: حلال وہ جانور ہیں جن کو شریعتِ اسلامیہ نے حرام قرار نہ دیا ہو۔

حرام جانور کونسے ہیں: چوپایوں میں خنزیر، کتا گدھا اور تمام درندے جو نوکیلے دانتوں سے چیر پھاڑ کرتے ہیں جیسے شیر بھیڑیا وغیرہ حرام ہیں۔

پرندے: پرندوں سے وہ حرام ہیں جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں جیسے کوا، چیل، باز وغیرہ

پانی کے جانور: پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے باقی سب سمندری جانور حرام ہیں۔

حشرات الارض: کیڑوں مکوڑوں سے خون والے جانور جیسے سانپ، نیولہ، چوہا، چھپکلی وغیرہ حرام ہیں۔ گوہ مکروہ تحریمی ہے۔

نوٹ: مردار پر گفتگو سورہ بقرہ: 173 میں آ رہی ہے۔

کسب حرام: چوری، ڈکیتی، سودی اور بیمہ کا کاروبار، رشوت، خیانت، جھوٹی قسم اور دھوکے کے ساتھ کی ہوئی تجارت اور تمام ناجائز ذرائع سے کی ہوئی کمائی کسبِ حرام کی صورتیں ہیں اسی طرح شراب، خنزیر، مردار کے گوشت اور پوجا کے بتوں کا کاروبار بھی کسبِ حرام میں آتا ہے۔

طیب: اس کا معنی ہے پاکیزہ اور ستھرا۔

یاد رہے کہ خصیتین (کپورے)، گردے، اوجھڑی، کیڑے پڑا ہوا اور گلا سڑا گوشت، جو مچھلی پانی میں مر کر بد بودار ہو کر پانی پر تیرنے لگے یہ سب چیزیں وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ (۱۱۵) ترجمہ: ''نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اُن پر خبیث چیزوں کو حرام

(۱۱۵) سورہ اعراف: 157

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (١٦٨) اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ پر وہ باتیں کہو
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (١٦٩) وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ
جو تم نہیں جانتے ○ اور جب انہیں کہا جائے تم پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا، تو کہیں بلکہ ہم پیروی کریں گے اس (دین)

کرتے ہیں'' کی بناپر اور طیب نہ ہونے کی وجہ سے حلال وطیب نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ کئی لوگ خصیتین (کپورے) اور گردے سرعام کھاتے کھلاتے ہیں (العیاذ باللہ من ذالک)

اسلام صفائی اور پاکیزگی کا درس دیتا ھے:

اسلام میں صفائی اور پاکیزگی اس قدر اہم ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، برتنوں کو صاف رکھنا، برتنوں پر ڈھکن رکھنا، پانی پینے کے دوران برتن سے منہ ہٹا کر سانس لینا، دائیں ہاتھ سے لقمہ توڑنا اور منہ میں ڈالنا اور نجاست اور گندگی کے لیے دائیں ہاتھ کو استعمال نہ کرنے کی اسلام میں سنتیں قائم کردی گئی ہیں۔

اقوامِ مغرب کے لوگ چند سال پہلے تک صفائی حتیٰ کہ حجامت سے ناواقف تھے اب مسلمانوں کو دیکھ کر اُن میں صفائی ستھرائی رائج ہورہی ہے لیکن پھر بھی اُن کے گندے کام ناقابل بیان ہیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ: خُطوات، خُطوَۃ کی جمع ہے۔ خُطوَۃ دو قدموں کے درمیانی فاصلے کو کہتے ہیں۔ یہاں شیطان اور شیطانی قوتوں کے چھوڑے نشانات کی پیروی نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے حقوق اور حقوق العباد کی ادائیگی میں احکام الٰہیہ سے انحراف نہ کرو۔

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ: چونکہ شیطان، حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی (جوکہ بعثت محمدیہ سے پہلے غیر خدا کو جائز تھا) نہ کرنے کی وجہ سے بارگاہ الٰہیہ سے راندہ گیا تو اس نے قسم اٹھائی تھی: فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (١١٦)
ترجمہ: تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کروں گا مگر جو اُن میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ لہٰذا شیطان کو کھلا دشمن قرار دیا گیا۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ: شیطان کو پوری دنیا میں انسانوں کے اندر داخل ہو کر دلوں کے خیالات بدلنے کے لیے وسوسہ ڈالنے کی قوت دی گئی ہے اسے شیطان کے امر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

''اَلسُّوْٓءِ'' کہتے ہیں اس چیز کو جو غمگین کرے اور یہاں برائی مراد ہے اور ''اَلْفَحْشَآءِ'' سے مراد بڑے گناہ ہیں اور اس کا زیادہ تر اطلاق زنا اور اس کے محرکات پر ہوتا ہے جیسے مخلوط نظام تعلیم، عرسوں، سرکاری وغیر سرکاری اجتماعات میں عورتوں و مردوں کا اختلاط اور غیر محرم رشتہ داروں کا گھروں میں بغیر پردہ کروائے داخل ہونا وغیرہ۔ اجنبی عورتوں و مردوں کا مصافحہ یا ایک دوسرے کو دیکھنا بھی زنا کے محرکات سے ہے جو سخت ممنوع ہے۔

(١١٦) سورہ صٓ: ٨٢، ٨٣

اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ (۱۷۰)

کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں ۝

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ

اور مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اس شخص کی طرح ہے جو آواز دے ایسے جانور کو جو نہیں سنتا مگر چیخ وپکار کو

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (۱۷۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا

وہ بہرے ہیں ، وہ گونگے ہیں ، وہ اندھے ہیں تو وہ نہیں سمجھتے ۝ اے ایمان والو! تم کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے

رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲)

تم کو رزق دیں اور تم اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۝

...... **اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ:** اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کے مقابلہ میں گمراہ اور عقل کے اندھے لوگوں کی اتباع ہرگز نہیں کرنی چاہیے ارشادِ نبوی ہے :لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (۱۱۷)

ترجمہ: خالقِ کائنات کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

لہذا اگر والدین یا کوئی سرپرست نماز پڑھنے ،داڑھی رکھنے ،بیٹیوں کو پردہ وحجاب یا دیگر شرعی احکام سے روکے تو والدین کی اطاعت کرنا حرام ہے۔شوہر کی بھی گناہ میں اطاعت کرنا بھی سخت منع ہے۔اسی طرح علماءِ سوء اور گمراہ پیر اور مفاد پرست مبہم حضرات دینی امور خصوصاً ناموس رسالت اور ختم نبوت سے روکیں تو اُن کی اطاعت نہ کرنا شرعی فریضہ ہے۔

...... **وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ :** جو کفار دعوتِ اسلام کو نہیں سمجھتے یا پھر کفر پر مرنا اُن کا مقدر ہو چکا ہے ایسی آیات میں ایسے کفار مراد ہوتے ہیں اور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو ایسے لوگوں کا علم دے دیا گیا ہے۔

...... **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ:** طیبات وہ حلال چیزیں ہیں جو حلال کی کمائی اور صاف ستھری ہیں۔حدیث نبوی ہے:''اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ وَّلَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا '' ترجمہ: بیشک اللہ پاک ہے اور نہیں قبول فرماتا مگر پاکیزہ کو۔(۱۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے سامنے آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا تلاوت کی گئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات فرمادے تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یَا سَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَكَ تَكُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَقْذِفُ اللُّقْمَةَ الْحَرَامَ فِیْ جَوْفِهٖ مَا یُتَقَبَّلُ مِنْهُ عَمَلُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ترجمہ: اے سعد اپنی خوراک

(۱۱۷) مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی امام یأمرھم بالمعصیۃ، الرقم: 33717۔☆ مسند احمد، الرقم: 1095۔☆ مشکوۃ، باب الامارۃ والقضاء، الفصل الثانی، الرقم: 3696

(۱۱۸) صحیح مسلم، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب، الرقم: 1015۔☆ جامع ترمذی، باب: ومن سورۃ البقرۃ، الرقم: 2989

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ
اس نے تم پر حرام کر دیا مردار، خون، سور کا گوشت اور جس جانور پر ذبح کے وقت غیرِ خدا کا نام پکارا گیا ہو

پاک رکھو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز اس کا عمل قبولیت سے محروم رہتا ہے۔(۱۱۹)

وَ اشْکُرُوْا لِلّٰهِ: شکر پر کلام سورہ بقرہ:153 کے تحت مطالعہ فرمائیں۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ: ''اِنَّمَا'' حصر اضافی کے لیے ہے یعنی اس آیت میں صرف یہ چار چیزیں حرام کی ہیں جبکہ نحاۃ کوفہ کے مختار قول کے مطابق ''اِنَّمَا'' حصر کے لیے ہوتا ہی نہیں (۱۲۰)

مردار: مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کے حلال ہے جبکہ دیگر حلال جانوروں سے مردار وہ ہے جو ذبح کے بغیر مرجائے یا زندہ حلال جانور سے کوئی حصہ ذبح سے پہلے کاٹ لیا جائے تو وہ بھی مردار ہے۔

ذبح کی اقسام: ذبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذبح حقیقی، (۲) ذبح حکمی۔

ذبح حقیقی: یہ ہے کہ مسلمان یا ایسا کتابی جو دہریہ نہ ہو صرف اللہ کا نام پکار کر جانور ذبح کرے ماسوائے بھول کر چھوڑنے کے اور جانور کی چاروں رگیں (دو خون کی، ایک سانس کی، ایک کھانے کی) کاٹے یا کم از کم کوئی تین کاٹے جبکہ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ کتابی کے علاوہ دیگر کفار اور مرتدین کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

ذبح حکمی: یہ ہے شکار سکھایا ہوا جانور (یعنی جو شکار خود نہ کھائے، چھوڑنے والے کے پاس زندہ یا مارا ہوا لائے) ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' تکبیر پڑھ کر چھوڑا جائے تو ذبح سے پہلے مرجانے کی صورت میں وہ جانور حلال ہوگا اور زندہ ہو تو فوراً ذبح کر لیا جائے۔

اسی طرح کسی جنگلی وحشی جانور جیسے ہرن، نیل گائے وغیرہ پر آلہ جارحہ (جو چیر کر زخمی کرے جیسے نیزہ، چھری، تیر وغیرہ) تکبیر پڑھ کر مارا جائے اور ذبح سے پہلے مرجائے تو وہ بھی حلال ہے۔ بندوق سے شکار کیا ہوا جانور مرجائے تو حلال نہیں مگر یہ کہ زخمی زندہ کو ذبح کیا جائے۔

یاد رہے کہ جس چھری یا بلیڈ پر تکبیر لکھی ہو اور تکبیر بوقت ذبح پڑھی نہ جائے تو وہ مردار کے حکم میں ہے اور ایسا گوشت بہت سے ممالک میں درآمد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی جانور پر تکبیر پڑھی جائے اور کسی پر نہ پڑھی جائے اور وہ آپس میں مل جائیں تو سب حرام ہیں۔

آجکل حلال گوشت کے لیے اہل اسلام کو بہت احتیاط کرنی چاہیے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ'' (۱۲۱) ترجمہ: ''تو کھاؤ اس میں سے جس پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو، اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو''۔

بازار میں فروخت ہونے والے گوشت کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ اسے صحیح العقیدہ مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کہ کسی بد عقیدہ نے ذبح کیا ہے، جانوروں کو ذبح کرنے والے کئی لوگ تکبیر (بسم اللہ، اللہ اکبر) نہیں پڑھتے بلکہ مردار کا گوشت بھی بازار میں فروخت ہوتا ہے۔ اسی طرح معلوم ہوا ہے کہ بیرونی ممالک سے درآمد شدہ گوشت عموماً ذبح شدہ جانوروں کا نہیں ہوتا اور کئی

(۱۱۹) مجمع الزوائد، باب فیمن اکل حلالا او حراما، الرقم: 18101۔ ☆ معجم الاوسط للطبرانی: 6683۔ ☆ جامع الاحادیث للسیوطی: 3586

(۱۲۰) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۱۲۱) سورہ انعام: 118

مقامات پر چھری پر تکبیر لکھ کر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے اور زیادہ تر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے تکبیر کی آواز پیدا کر کے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے ایسا گوشت بھی مردار کے حکم میں ہے۔لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بازار، ہوٹلوں اور درآمد شدہ گوشت سے مکمل پرہیز کریں اور دال سبزی اور مچھلی پر گزارہ کریں اور حرام مردار گوشت کھا کر اپنا دین اور آخرت برباد نہ کریں اور صرف ایسے جانوروں کا گوشت کھائیں جن کے بارے یقین ہو کہ انہیں کسی صحیح العقیدہ مسلمان نے شرعی طریقہ سے تکبیر پڑھ کر ذبح کیا ہے۔حدیث نبوی ہے کہ::لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ وَّکُلُّ لَحْمٍ نَّبَتَ مِنْ سُحْتٍ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ ترجمہ:''جو گوشت حرام سے اُگا ہے جنت میں داخل نہ ہوگا اور جو گوشت حرام سے اُگا ہے اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے''۔(۱۲۲)

دم سے مراد: خون جاری ہے لیکن اضطراری یعنی جانی نقصان کے اندیشے کی صورت میں کسی کا خون لگوانا جائز ہے۔

رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کا خون مبارک :

یاد رہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کا خون مبارک اور آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے دیگر فضلات بھی بول و براز کی طرح امت کے حق میں حلال اور پاک ہیں۔حدیث پاک میں ہے: جنگ احد میں حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کا خون پی لیا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا:مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَنْ خَالَطَ دَمِیْ دَمَهٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَالِکِ بْنِ سِنَانٍ ترجمہ:جس کو یہ بات خوش کردے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے کہ جس نے میرے خون کے ساتھ اپنا خون ساتھ ملالیا تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔(۱۲۳)

نیز شارح بخاری علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ وَرَدَتْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ اَنَّ جَمَاعَةً شَرِبُوْا دَمَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْهُمْ اَبُوْ طَیْبَةَ الْحَجَّامُ وَ غُلَامٌ مِّنْ قُرَیْشٍ حَجَمَ النَّبِیَّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ شَرِبَ دَمَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ وَیُرْوٰی عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ شَرِبَ دَمَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَرُوِیَ اَیْضًا اَنَّ اُمَّ اَیْمَنَ شَرِبَتْ بَوْلَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَ وَالطَّبْرَانِیُّ وَاَبُوْنُعَیْمٍ (۱۲۴)

ترجمہ:اور بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں کہ ایک جماعت نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے خون مبارک کو پیا۔اُس (جماعت) میں سے حجام ابوطیبہ، قریش کا ایک لڑکا ہے جس نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کو سنگی لگائی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کا خون مبارک پیا اس کو بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کا خون مبارک پیا اور یہ بھی روایت کیا گیا کہ ام ایمن (رضی اللہ عنہا) نے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کا بول مبارک پیا اس کو حاکم، دار قطنی، طبرانی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

نیز بیہقی اور طبرانی نے سند صحیح سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور حضرت برہ خادمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بول مبارک پینے کی روایت بیان کی ہے۔(۱۲۵)

(۱۲۲) مشکوٰۃ المصابیح، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، الرقم: 2772۔☆ مسند احمد، الرقم: 14441 ☆ معجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 6675

(۱۲۳) المستدرک، باب ابی سعید الخدری، الرقم: 6394۔☆ معجم کبیر، الرقم: 5430۔☆ مجمع الزوائد، باب منہ فی وقعۃ احد، الرقم: 10083

(۱۲۴) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، ج 3، ص 35۔(۱۲۵) خصائص کبریٰ، باب اختصاصہ بطہارۃ دمہ وبولہ وغائطہ، ج 2 ص 252

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۷۳)

جو مجبور ہو جائے نہ خواہش سے کھانے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو اسے کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا انتہائی مہربان ہے O

خنزیر کا گوشت:

خنزیر (بوجہ نجاست) اور انسان (بوجہ عزت و حرمت) کی کھال، ہڈی اور دانت سے خارجی استعمال کے ذریعے نفع اٹھانا حرام ہے جبکہ دیگر تمام حلال و حرام جانوروں کے دباغت شدہ چمڑے، بال، کھر، ہڈی، اون، دانت سے خارجی استعمال میں نفع اٹھانا جائز ہے (۱۲۵) لیکن خنزیر کے بالوں سے صرف چمڑے کو سینا جائز ہے جیسا کہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے (۱۲۵)

نوٹ: خنزیر کے چمڑے کے جوتے، جیکٹ اور دیگر مصنوعات حرام ہیں۔

﴾…… **وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ**: صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ترجمہ کیا: اَیْ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمَدًا لِلْاَصْنَامِ "(۱۲۶) ترجمہ: "یعنی جانور کو جان بوجھ کر اللہ کے غیر کا نام لے کر بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو" اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: "وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا" یعنی "اور وہ جانور حرام ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا جائے (۱۲۷) اور اسی آیت کے تحت امام احمد بن علی ابوبکر الجصاص فرماتے ہیں: وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الذَّبِيْحَةُ اِذَا اُهِلَّ بِهَا لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ (۱۲۸) ترجمہ: مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس (آیت) سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا جائے۔

جن لوگوں نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا کہ "ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے" انہوں نے اس غلط ترجمے کی رو سے دنیا کی ہر چیز کو حرام بنا دیا ہے کیوں کہ ہر چیز پر غیر خدا کا نام آتا ہے جیسے زید کی گاڑی، بکر کی بیوی، خالد کی کھیتی، ناصر کا مکان، فلاں کے عقیقہ کا بکرا، فلاں کی قربانی کی گائے، حتیٰ کہ مساجد پر غیر خدا کا نام پکارا جاتا ہے جیسا کہ مسجد نبوی، مسجد ابوبکر، مسجد فاطمہ، مسجد علی، فیصل مسجد، عالمگیری مسجد، وزیر خاں مسجد وغیرہ۔

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام پکارا جائے اور ذبح سے پہلے یا بعد بیشک غیر خدا کا نام پکارا جائے، جانور حلال ہے

﴾…… **فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ**: جب بھوک یا پیاس کی انتہا ہو جائے یا موت کا ظن غالب ہو جائے تو اسے اضطراری حالت کہا جاتا ہے اضطراری حالت میں جان بچانے کی حد تک ہر حرام چیز حلال ہو جاتی ہے بلکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی اضطراری حالت میں جان بچانے کے لیے حرام نہ کھائے اور مر جائے تو وہ "وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ" (۱۲۹) ترجمہ: "اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو" کی رو سے سخت گناہ گار ہوگا (۱۳۰) اور اگر اکراہ (گن پوائنٹ) کی صورت ہو تو بھی حرام کھانا،

(۱۲۵) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۲۶) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ج 1، ص 24، زیر بحث آیت مذکورہ

(۱۲۷) ترجمہ: فتح الرحمٰن، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ☆ قرآن مجید چہار ترجمہ ص: 34

(۱۲۸) احکام القرآن للجصاص، زیر بحث آیت مذکورہ، ج 1 ص 153 (۱۲۹) سورہ نساء: 29 (۱۳۰) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ
بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں وہ کتاب جو اللہ نے نازل کی اور اس کے بدلے حقیر قیمت لے لیتے ہیں یہ لوگ
مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ
اپنے پیٹوں میں نہیں کھاتے مگر آگ اور اللہ اُن سے روزِ قیامت کلام تک نہ کرے گا اور نہ ہی اُن کو گناہوں سے پاک کرے گا
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۷۴) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ
اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے ○ وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور بخشش کے بدلے عذاب خریدا
بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (۱۷۵) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
وہ لوگ آگ پر کتنے ہی صابر ہیں ○ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیشک اللہ نے حق کے ساتھ
بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ ۭ بَعِيْدٍ ۧ (۱۷۶) ع ۲۱ ۵
کتاب نازل کی اور جن لوگوں نے کتاب میں اختلاف ڈالا یقیناً وہ دور کی مخالفت میں ہیں۔
لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
(اصل) نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ (اصل) نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے

حرام کہنا، حرام کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

﴾...... اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ: علماءِ یہود، توریت میں ردوبدل کر کے نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف اور نشانیاں چھپاتے تھے۔

ایسے ہی دورِ اسلام میں بھی علماءِ سوء دنیا کی حقیر مراعات اور مفادات کے لیے کمالاتِ نبوت اور احکامِ شریعت کو چھپاتے ہیں اور خصوصاً مذہبی ہم آہنگی کے نام پر اعداءِ دین کی نفرت ختم کر کے مسلمانوں کے عقائد و کردار کو تباہ کرتے ہیں اس آیت میں اِن سب کے لیے سخت ترین وعیدیں ہیں کہ یہ لوگ پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے کلام تک نہیں فرمائے گا، نہ ہی ایسے لوگوں کے گناہ معاف فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (العیاذ باللہ من ذالک)

﴾...... وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ ۭ بَعِيْدٍ: اس آیت سے مراد یا تو علماء یہود ہیں جنہوں نے توریت میں لفظی و معنوی تحریف (ردوبدل) کر کے توریت میں اختلاف ڈالا یا پھر وہ مشرکینِ عرب ہیں جن میں سے بعض نے کہا: قرآن جادو ہے، کسی نے کہا: قرآن شعر ہے، کسی نے کہا: قرآن کہانت ہے، کسی نے کہا: قرآن پہلے لوگوں کے قصے ہیں، کچھ نے کہا: قرآن اللہ کا کلام ہے ہی نہیں (العیاذ باللہ من ذالک)

وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الْکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی

اور روز قیامت اورفرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر۔ اور وہ پیارا مال اللہ کی محبت سے خرچ کرے رشتہ داروں

وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ

اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں پر اور غلاموں کو آزاد کرنے میں۔

...... **وَ الْکِتٰبِ :** قرآن مجید ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر، توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پر 10، حضرت شیث علیہ السلام پر 50، حضرت ادریس علیہ السلام پر 30، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر 10 صحیفے نازل ہوئے (۱۳۱) تمام کتب سماویہ وصحائف سماویہ پر ایمان لانا فرض ہے۔

...... **ذَوِی الْقُرْبٰی :** اس سے مراد عصبات، ذوی الفرائض اور ذوی الارحام ہیں جن کی تفصیل سورہ نساء کی آیت نمبر 11 اور آیت قصاص سورہ بقرہ آیت: 178 کے تحت آرہی ہے۔

رشتہ داروں کے بارے میں ارشاد نبوی ہے: اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْکَاشِحِ (۱۳۲) ترجمہ: سب سے افضل صدقہ مخالف رشتہ دار پر کرنا ہے نیز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ وَّاِنَّھَا عَلٰی ذِی الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَۃٌ وَّصِلَۃٌ (۱۳۳) مسکین کو صدقہ دینا صدقہ ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

...... **وَ الْیَتٰمٰی** یتیم کی جمع ہے: یتیم ایسے نابالغ کو کہتے ہیں جس کا والد وفات پا جائے۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی (۱۳۴) میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلیوں کو ملا دیا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ مَسَحَ رَأْسَ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْہُ اِلَّا لِلّٰہِ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مَرَّتْ عَلَیْھَا یَدُہٗ حَسَنَاتٌ (۱۳۵) جو شخص یتیم کے سر پر اللہ کی وجہ سے ہاتھ رکھے تو ہر بال کے بدلے جس پر اس کا ہاتھ گزرا ہے نیکیاں ہیں۔

...... **وَ الْمَسٰکِیْنَ :** مسکین کی جمع ہے مسکین نادار کو کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَفِیْۤ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (۱۳۶) ترجمہ: اور اُن کے اموال میں سائل اور نادار کا بھی حق ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ (۱۳۷) ترجمہ: وہ مومن نہیں جو پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے پاس بھوکا ہو۔

(۱۳۱) کنز العمال: فصل فی جامع المواعظ والخطب، الرقم 44158 ☆ تاریخ دمشق لابن عساکر، فصل: شیث ج 23، ص 274

(۱۳۲) المستدرک للحاکم، کتاب الزکوۃ، الرقم: 1475 ☆ صحیح ابن خزیمہ، باب فضل علی ذی الرحم، الرقم: 2386 ☆ معجم الکبیر، الرقم: 2014

(۱۳۳) المستدرک، کتاب الزکوۃ، الرقم: 1476 ☆ سنن ابن ماجہ، باب فضل الصدقۃ، الرقم: 1844۔ ☆ سنن النسائی، باب علی الاقارب، الرقم: 2582

(۱۳۴) صحیح بخاری، باب اللعان، الرقم: 5304 ☆ جامع ترمذی، باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم، الرقم: 1918

(۱۳۵) مسند احمد، الرقم: 22153 ☆ معجم الکبیر الرقم: 7821 ☆ مشکوۃ المصابیح، باب الشفقۃ والرحمۃ، الفصل الثانی، الرقم: 4974

(۱۳۶) سورۃ الذّاریات: 19۔ (۱۳۷) الادب المفرد، باب لایشبع دون جارہ، الرقم: 112 ☆ السنن الکبری للبیہقی، باب صاحب المال لایمنع الرقم: 19668

وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ
اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کر لیں

وَابْنَ السَّبِيْلِ: اس سے مراد مسافر ہیں جن کا سفر میں کرایہ اور زادِ راہ ختم ہو جائے۔ ایسے مسافر کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے اور اس کی امداد کرنا دینی فریضہ ہے۔

وَ السَّآئِلِيْنَ: ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (۱۳۸) ''مانگنے والے کو ہرگز نہ جھڑکیں'' لہٰذا ضرورتمند سائل کی حسبِ توفیق مدد کرنا فرض ہے لیکن ضرورت کے بغیر مانگنا انتہائی معیوب اور گناہ ہے۔ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ سَئَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْئَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ (۱۳۹) ترجمہ: جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرے وہ آگ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے خواہ کم مال مانگے یا زیادہ مانگے۔

وَفِى الرِّقَابِ: رَقَبَةٌ کی جمع ہے۔ ''رقبہ'' غلام یا باندی کو کہتے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ (۱۴۰) جس نے مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ اسکے ہر عضو کے بدلہ میں آزاد کرنے والے کا ہر عضو جہنم سے آزاد کر دے گا۔

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کی برکت سے آج دنیا میں غلامی ختم ہوگئی ہے لہٰذا اُمید ہے کہ مقروضوں کا قرضہ اتارنے اور ناداروں کے ناجائز تاوان بھرنے سے بھی مولائے کریم یہ ثواب عطا فرما دے گا۔

وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ: یاد رکھیں نماز عِمَادُ الدِّيْنِ (۱۴۱) یعنی دین کا مرکزی ستون ہے اور زکوٰۃ قَنْطَرَةُ الْاِسْلَامِ (۱۴۲) یعنی اسلام کا پل ہے نماز اور زکوٰۃ کے مسائل قانونِ شریعت یا پھر بہارِ شریعت میں مطالعہ فرمائیں۔

وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا: عہد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نذر مانی ہو یا کسی مسلم یا غیر مسلم سے عہد کیا ہو تو عہد کو پورا کرنا فرض ہے۔ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (۱۴۳) ترجمہ: منافق کی تین علامتیں ہیں کلام کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

یاد رہے کہ اگر کسی کے دل میں کفر نہ ہو اور منافق کی نشانیاں پائی جائیں تو ایسے شخص کو منافق عملی کہا جاتا ہے اور دل میں کفر ہو تو منافق اعتقادی کہا جائے گا منافق عملی گناہ گار مسلمان ہے اور منافق اعتقادی بدترین کافر ہے۔

(۱۳۸) سورہ وَالضُّحٰى: 10 (۱۳۹) صحیح مسلم، باب کراہۃ المسألۃ للناس، الرقم: 1041 ☆ سنن ابن ماجہ، باب من سأل عن ظہر غنی، الرقم: 1838
(۱۴۰) صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: تحریر رقبۃ، الرقم: 6715 ☆ صحیح مسلم، باب فضل العتق، الرقم: 1509 ☆ جامع ترمذی، باب من اعتق رقبۃ، الرقم: 1541
(۱۴۱) کنز العمال، باب فی فضائل الصلوٰۃ، الرقم: 18889 ☆ المقاصد الحسنۃ، الرقم: 632 (۱۴۲) مجمع الزوائد، باب فرض الزکوٰۃ، الرقم: 4327 ☆ شعب الایمان، الرقم: 3038
(۱۴۳) صحیح بخاری، باب علامۃ المنافق، الرقم: 33۔ ☆ صحیح مسلم، باب بیان خصال المنافق، الرقم: 59 ☆ جامع ترمذی: 2631

وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ
اور جو صبر کرنے والے ہیں مالی مصیبت اور جسمانی تکلیف میں اور جہاد کے وقت ، یہ ہیں جنہوں نے سچائی اختیار کی اور
اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۱۷۷) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ
یہی لوگ پرہیز گار ہیں O اے ایمان والو تم پر نا حق قتل ہونے والوں کا قصاص فرض کر دیا گیا ہے

وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ: صبر پر کلام سورہ بقرہ: 153 میں مطالعہ کریں۔
مالی مصائب اور بدنی تکالیف میں اللہ تعالیٰ کی قضا سے قول وعمل کے ذریعے اختلاف کرنا بے صبری ہے اور اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر راضی رہنا صبر ہے۔

میدان جنگ سے بھاگنا: جہاد میں پیٹھ پھیرنا، موبقات (ہلاک کر دینے والے) گناہوں سے ہے (۱۴۵) نیز ارشاد نبوی ہے: وَ اِیَّاکَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَ اِنْ هَلَکَ النَّاسُ (۱۴۶) تو نے لڑائی سے نہیں بھاگنا اگرچہ تمام مسلمان شہید ہو جائیں اور ارشاد نبوی ہے: مَنْ عَمِلَ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَان (۱۴۷) جس نے اس آیت پر عمل کیا تو اس نے اپنا ایمان کامل بنالیا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ: اللہ تعالیٰ نے قاتلوں کو "اے ایمان والو" فرما کر واضح کیا کہ مسلمان کفر وشرک سے نیچے نیچے بڑے گناہوں سے بھی مومن رہتا ہے۔ لیکن جو مسلمان کسی مسلمان کو مسلمان ہونے کی وجہ سے یا اس کے قتل کو جائز سمجھتے ہوئے قتل کرے تو کفر کا مرتکب ہوگا۔

قتل عمد (جان بوجھ کر قتل کرنے) کے احکام: اگر آلہ جارحہ (جو جسم کو زخمی کرے جیسے چاقو، چھری، برچھی، کلہاڑی، بندوق وغیرہا) سے جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا حکم یہ ہے کہ مقتول کے عصبات کو تین میں سے ایک کا اختیار دیا گیا ہے: ارشاد نبوی ہے: فَهُوَ بِالْخِیَارِ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلٰثٍ ...... اَنْ یَّقْتَصَّ اَوْیَعْفُوَ اَوْ یَاْخُذَ الْعَقْلَ (۱۴۸) ترجمہ: جس کا کوئی شخص قتل کر دیا جائے تو اسے تین میں سے ایک کا اختیار ہے: قصاص لے لے یا معاف کر دے یا دیت (100 اونٹ) لے لے۔

قتل شبہ عمد کے احکام: اگر جان بوجھ کر قتل کرے لیکن آلہ جارحہ (زخم کرنے والا آلہ) کے بغیر قتل کرے مثلاً گلا گھونٹ کر یا لاٹھیوں سے مار دے یا مکوں تھپڑوں سے مار دے تو اس قتل کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں اس میں دیت مغلظہ (بھاری دیت) واجب ہوتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے ایک سو اونٹ درج ذیل تفصیل سے: 25 بنت مخاض (دوسرے سال میں مادہ)، 25 بنت لبون (تیسرے سال میں مادہ)، 25 حقہ (چوتھے سال میں مادہ)، 25 جزعہ (پانچویں سال میں مادہ)۔ اور اولیاء مقتول کو دیت لینے اور دیت معاف کرنے کا اختیار ہے۔

قتل خطا کے احکام: سورہ نساء: 92 کے تحت تفصیلی احکام آرہے ہیں وہاں مطالعہ کریں۔

اولیاء مقتول: سب سے پہلے بیٹے پھر پوتے نیچے تک، اگر نہ ہوں تو باپ پھر دادا اوپر تک، اگر نہ ہوں تو بھائی پھر ان کی اولاد پھر ان

(۱۴۵) صحیح بخاری، باب رمی المحصنات، الرقم: 6857 (۱۴۶) مسند احمد، الرقم: 22075۔ ☆ مجمع الزوائد، باب وصیة رسول اللہ، الرقم: 7110
(۱۴۷) تفسیر بیضاوی، تفسیر در منثور، تفسیر روح البیان زیر بحث آیت مذکورہ (۱۴۸) سنن ابن ماجہ، باب من قتل لہ قتیل فهو بالخیار، الرقم: 2623

اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَ الۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَ الۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی ؕ فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ
آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جسے اس کے دینی بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے
فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِکَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ
تو خون بہا دستور کے مطابق طلب کرنا ہے اور اسے اچھے طریقے سے ادا کرنا ہے ۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت

کی اولاد نیچے تک، اگر نہ ہوں تو چچا پھر انکی اولاد پھر انکی اولاد نیچے تک علیٰ ھذا القیاس ۔ یاد رہے اِن رشتہ داروں کو عصبات بھی کہا جاتا ہے
عصبات کی مزید تفصیل سورۃ النساء: 11 کے تحت مطالعہ کریں۔

مسئلہ: باپ بیٹے کو قتل کر دے تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ ارشادِ نبوی ہے: لَا یُقَادُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ (۱۴۹) ترجمہ: باپ سے بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں لیا جائے گا۔

اسلامی ریاست میں اگر مسلمان کسی غیر مسلم شہری (ذمی) کو قتل کر دے تو اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: دِمَاءُ هُمْ كَدِمَائِنَا وَ اَمْوَالُهُمْ كَاَمْوَالِنَا (۱۵۰) ذمیوں کے خون ہمارے خون کی طرح اور اُن کے اموال ہمارے مالوں کی طرح ہیں۔

یاد رہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو مرتد ہونے کی وجہ سے ذمی کے حقوق حاصل نہیں ہیں نیز یہ کہ قادیانی آئین پاکستان میں غیر مسلم ہیں اور قادیانی آئینِ پاکستان سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں لہذا آئین پاکستان کا غدار ہونے کی وجہ سے بھی اُن کو شہریت کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔

مسئلہ: ارشادِ نبوی ہے: لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ (۱۵۱) قصاص صرف تلوار کے ساتھ ہوگا۔ لہذا پھانسی اور دیگر طریقے سے مارنا خلافِ اسلام ہے۔

❁ ...... اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَ الۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَ الۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی: زمانہ جاہلیت میں اگر کسی طاقتور قبیلے کی عورت قتل ہوتی تو مرد سے قصاص لیتے تھے۔ غلام قتل ہو جائے تو آزاد سے قصاص لیتے تھے آزاد مرد قتل ہوتا تو ایک سے زیادہ قتل کر کے قصاص لیتے تھے۔

قرآن مجید نے اس آیت کے ذریعے قصاص میں بھی عدل کا نظام قائم فرمایا۔ جو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا اور قاتل ایک ہو تو اس ایک سے قصاص لیا جائے گا۔

(۱۴۹) جامع ترمذی، باب ماجاء فی الرجل یقتل ابنہ، الرقم: 1400 ☆ مسند احمد، الرقم: 98۔ سنن الدارقطنی، الرقم: 3277

(۱۵۰) مرقاۃ المفاتیح، باب الکتاب الی الکفار و دعاھم، ج 6، ص 2529 ☆ الهدایہ، باب کیفیۃ القتال، ج 2، ص 379

(۱۵۱) سنن ابن ماجہ، باب لاقود الا بالسیف، الرقم: 2668 ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لاقود الا بالسیف، الرقم: 27722۔ ☆ السنن الکبری، الرقم: 16089

وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۷۸) وَ لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ
اور رحمت ہے تو اس کے بعد جو زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے O اور تمہارے لیے قصاص (کے نظام) میں زندگی ہے
يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۷۹) كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
اے عقل والو تاکہ تم (قتل کرنے سے) پرہیز کرو O تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو
اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؕ (۱۸۰)
اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو وصیت کر جائے والدین اور رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق واجب ہے پرہیزگاروں پر O
فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؕ (۱۸۱) فَمَنْ
تو جو اسے بدل دے اس کے بعد کہ اس کو سن لے تو اس کا گناہ انہی پر ہے جو اسے تبدیل کریں، بیشک اللہ سننے والا علم والا ہے۔ O تو جسے وصیت
۲۲ ع ۶ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۸۲)
کرنے والے سے اندیشہ ہو بے انصافی یا گناہ کا تو وہ ان کے درمیان صلح کرا دے تو اسے کچھ گناہ نہیں، بیشک اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے

﴾...... **وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ:** قصاص کو زندگی قرار دیا گیا کیونکہ نظام قصاص سے آگے قتلوں کا لا متناھی سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور معاشرہ میں امن و آشتی قائم ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ قتل کے جرائم بھی بند ہو جاتے ہیں اور اگر قاتل توبہ کر کے قصاص کیلئے پیش ہو جائے تو اس کی نہ صرف اُخروی زندگی اچھی ہو جائے گی بلکہ قتل کی وجہ سے عذاب جہنم سے بھی بچ جائے گا۔

﴾...... **كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ:** یہ حکم سورہ نساء کی آیت نمبر 11، 12، 176 اور احادیث میں میراث کی تقسیم کے احکام نازل ہونے اور فرمان نبوی: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ (۱۵۲) ترجمہ: "کسی وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں" کے بعد منسوخ ہو گیا۔

لہٰذا اب کسی وارث کے لیے وصیت کالعدم ہو جائے گی البتہ تجہیز و تدفین کے اخراجات اور لوگوں کے قرضے اتارنے کے بعد جو مال بچے گا اس کے تیسرے حصے میں غیر وارث (مثلاً مسجد، مدرسہ، کسی بزرگ استاذ یا نادار وغیرہ) کے لیے وصیت کر سکتا ہے۔ تیسرے حصے سے زائد وصیت پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا۔

﴾...... **خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ:** اگر وصیت کرنے والا ناسمجھ، کم عقل یا ظلم و زیادتی کرنے والا ہو تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت خاندان اور علاقے کے دانا لوگ اسے سمجھا کر اصلاح کرا دیں تو بہت بڑا ثواب ہو گا۔

(۱۵۲) سنن ابن ماجہ، باب لاوصیۃ لوارث، الرقم: 2714 ☆ مصنف عبد الرزاق، الرقم: 16376 ☆ معجم الکبیر، الرقم: 7531

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۸۳)

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کر دیئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ O

...... **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ:** صِیَامٌ ،صَوْمٌ کی جمع ہےاورصوم کا شرعی معنیٰ ہے: عاقل بالغ مسلمان کا جان بوجھ کر کھانے ، پینے اور جنسی خواہش (جائز و نا جائز) پوری کرنے سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت سے رکنا۔

یادرہے کہ روزہ میں عورت کے لیے حیض ونفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔جبکہ غیبت ، جھوٹ ،چغل خوری ، گالی گلوچ اور دیگر گناہوں کی وجہ سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہےاورثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

روزہ کی نیت فرض ہے، روزۂ رمضان، نفلی روزہ اورروزہ نذرِ معین کی نیت نصف النہار شرعی تک ہوسکتی ہےاوردیگرروزوں جیسے قضا، نذرِ غیر معین اور کفارات کے روزہ کی نیت طلوع صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے۔

نصف النهار شرعی: نصف النہار شرعی روزے کے کل وقت کانصف وقت گزرجانے سے شروع ہوتا ہےاورزوال حقیقی سے ختم ہوتا ہے۔

روزہ کے طبی ، اخلاقی ، معاشرتی ، روحانی اوراخروی فوائد ہمیشہ سے مسلّم ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کرحضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام شرائع میں روزہ کی عبادت موجود ہے حتی کہ قدیم مصری ، یونانی ، رومن اور ہندو تہذیبوں میں بھی روزہ کا ذکر موجود ہے۔

اسلام میں ہر ماہ ایام بیض 13، 14اور 15 کے روزے فرض تھے پھرایک سال 10 محرم کا روزہ بھی فرض ہوا اور پھر 10 شعبان 2 ہجری کو ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے اور دیگر روزے نفلی عبادت کا درجہ اختیار کر گئے۔

...... **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ:** روزہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ بیان ہوا کہ جب مسلمان پورا ایک ماہ روزانہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک سخت بھوک ، پیاس ، اور جنسی خواہش کے باوجود دن میں کئی بار اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے حلال نعمتیں چھوڑنے کی مشقیں کرے گا تو اِن مشقوں کی وجہ سے ، اللہ تعالیٰ کے احکام کے ادب کی وجہ سے حرام چیزوں کو چھوڑ کر تقویٰ و پرہیز گاری کی عظیم نعمت پالے گا۔

روزہ کے چند اہم فوائد: روزہ کی وجہ سے دماغ ، معدہ ، انتڑیوں اور اعماقِ بدن میں کئی فالتو رطوبتیں ختم ہو جاتی ہیں اور کئی بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔روزہ کی حالت میں بھوک و پیاس برداشت کرنے سے صبر اور برداشت میں اضافہ ہوتا ہے۔بھوکے اور محتاج لوگوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔یاد رہے کہ سلوک کے تین بنیادی اسباق ہیں: کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا۔معدہ جب خالی ہوتا ہے تو فالتو چربی پگل کر جسم کی غذا بنتی ہے جس سے ہارٹ اٹیک ، فالج اور کئی دوسری جان لیوا بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔روزہ ذہن کو تیز ، حافظہ کو قوی اور نسیان کو ختم کرتا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خَمْسٌ يُّذْهِبْنَ النِّسْيَانَ وَيَزِدْنَ فِي الْحِفْظِ وَيُذْهِبْنَ الْبَلْغَمَ، السِّوَاكُ وَالصِّيَامُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَالْعَسَلُ وَاللُّبَانُ (۱۵۳) ترجمہ: پانچ چیزیں بھولنے کی بیماری کو ختم کرتی ہیں اور قوتِ حافظہ بڑھاتی ہیں اور بلغم کو ختم کرتی ہیں (۱) مسواک (۲) روزہ (۳) قرآن کی تلاوت (۴) شہد (۵) لبان (کندر)۔

روزہ دار سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ارشادِ نبوی ہے: لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ (۱۵۴)

(۱۵۳) الفردوس للدیلمی ، باب الخاء ، الرقم: 2980.
(۱۵۴) صحیح بخاری ، باب ما یذکر فی المسک ، الرقم: 5927

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ
چند دن گنے ہوئے، تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں سے اتنی گنتی (قضا کر لے)
وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ
اور اُن لوگوں پر جنہیں اس پر قدرت نہ ہو ایک نادار کا کھانا ہے جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور

ترجمہ: روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ اور حدیث قدسی ہے: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (۱۵۵)
ترجمہ: روزہ خالص میرے لیے ہے لہٰذا میں خود اس کی جزا ہوں اور اَجْزِیْ ہو تو معنی ہے میں خود اس کی جزا عطا کرتا ہوں۔

ارشاد نبوی ہے: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (۱۵۶) جو ایمان کی حالت میں ثواب پانے کے لیے روزہ رکھے تو اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ نیز ارشاد نبوی ہے: اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ (۱۵۷) روزہ دوزخ سے ڈھال (بچاؤ) ہے۔

مسئلہ: اگر جان بوجھ کر بغیر عذرِ شرعی پانی، غذا یا دوا کھائی یا جماع کیا تو روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اگر طاقت نہ ہو تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

مسلمان اپنے فوت شدہ روزوں اور نمازوں کی خود قضا کرے اور اگر موت کا وقت آجائے تو کفن و دفن اور قرضے اتارنے کے بعد ترکہ کے تیسرے حصے سے فی روزہ اور فی نماز نصف صاع (2 کلو اور 73 گرام) گندم کی قیمت صدقہ کرنے کی وصیت کرے۔

❁...... **فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ**: بیمار کی رخصت کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے جو سخت بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو یا روزہ رکھنے سے بیماری میں مزید شدت پیدا ہونے یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو یا بیمار نہ ہو لیکن کوئی دیانت دار طبیب کہے کہ روزہ رکھنے سے یہ شخص بیمار ہو جائے گا یا حاملہ خاتون جس کے روزہ رکھنے سے بچے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو یا دودھ پلانے والی کہ روزہ رکھنے کی صورت میں دودھ سے بچے کی ضرورت پوری نہ ہوتی ہو اور غذا کا متبادل انتظام بھی نہ ہو ان سب کو روزہ افطار کرنے کی رخصت ہے لیکن ایام منہیہ (جن دنوں میں روزہ حرام ہے): عید الفطر، عید الاضحیٰ اور 11، 12 اور 13 ذوالحج کے علاوہ روزہ کی قضا لازم ہے۔

سفر سے مراد تین دن کا سفر ہے جو بڑی منازل کے حساب سے ساڑھے ستاون میل یا 93.47 کلومیٹر بنتا ہے اور کسی جگہ 15 یا زیادہ دن اقامت کا ارادہ نہ ہو۔ جب وہ شہر یا گاؤں کی حدود سے نکلے تو وہ شخص مسافر ہے۔

یاد رہے کہ جو شخص روزہ کا وقت شروع ہونے کے بعد روانہ ہوا تو اسے اس دن کا روزہ افطار کرنے کی رخصت نہیں۔

❁...... **وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ**: ابتداء میں ہر شخص کو روزہ کی جگہ فدیہ دینے کی اجازت تھی لیکن بعد میں یہ رخصت منسوخ ہوگئی لیکن قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور بعض دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ "یُطِیْقُوْنَ" سے پہلے "لَا" پوشیدہ ہے (۱۵۸)

(۱۵۵)(۱۵۷) صحیح بخاری، باب قول تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا، الرقم: 7492 (۱۵۶) صحیح بخاری، باب صوم رمضان احتسابا، الرقم: 38
(۱۵۸) تفسیر مظہری، تفسیر مدارک زیر بحث آیت مذکورہ، ☆ الاتقان للسیوطی، باب فی الایجاز والاطناب، ج 3 ص 212

اَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (۱۸۴) شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ

اگرتم روزہ رکھ لو تو تمہارے لیے بہت اچھا ہے اگر تم جانتے ہو ○ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا

ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَھِدَ مِنۡکُمُ الشَّھۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ

لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق وباطل میں فرق کرنے کی ،تو تم میں سے جو اس ماہ کو پالے ،اس کے روزے رکھے

اور اس کا معنی یہ ہے جو شخص روزہ رکھنے اور قضا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جسے شیخ فانی کہا جاتا ہے صرف ایسا شخص روزہ نہ رکھنے کی صورت میں فدیہ دے گا جو نصف صاع گندم یا آٹا یا اسکی قیمت ہے یا مکمل صاع کھجور، کشمش یا جو یا اس کی قیمت ہے۔

نصف صاع 2 کلو اور 73 گرام ہے اور مکمل صاع 4 کلو 146 گرام ہے۔

یاد رہے کہ جس طرح اہل ثروت لوگ اچھا مکان، اچھی خوراک، اچھا لباس اور اچھی سواری اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ زیادہ قیمت والا فدیہ صوم اور فطرانہ ادا کر کے زیادہ ثواب حاصل کریں۔

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ: قمری مہینے 12 ہیں: محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جُمادی الاولیٰ، جُمادی الآخرۃ، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرّم، ذیقعد، ذی الحج۔

رمضان: رَمَضَ سے بنا ہے جس کا معنی ہے اس نے جلا دیا یعنی گناہ جلا دیئے۔ (۱۵۸)

ماہِ رمضان المبارک: نزولِ قرآن شب قدر میں، نزولِ زبور 18 رمضان المبارک میں، نزولِ توریت 6 رمضان میں، نزولِ انجیل 13 رمضان میں، نزولِ صحائف حضرت ابراہیم علیہ السلام یکم رمضان میں (۱۵۹) اور نماز تراویح، شب قدر، سنت اعتکاف اور عبادت کا ثواب ستر گنا زیادہ ہونے، روزوں کے فرض ہونے، 17 رمضان المبارک کو غزوۂ بدر، 10 رمضان کو غزوۂ فتح مکہ (۱۶۰) پھر اس ماہ کی 21 کو یوم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (۱۶۱)، 17 رمضان کو یوم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (۱۶۲)، 3 رمضان المبارک کو یوم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور قرآن کی کثرت تلاوت اور زکوۃ وصدقات کی بہتات کی وجہ سے اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل مہینہ ہے اور فرمان نبوی ہے: "رَمَضَانُ شَھۡرُ اُمَّتِیۡ" (۱۶۳) رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ رمضان المبارک میں اپنی مغفرت کا سامان ضرور تیار کریں۔

شبِ قدر میں قرآن کے نزول سے مراد: یا تو قرآن مجید کا لوح محفوظ میں جلوہ گر ہونا ہے، یا لوح محفوظ سے نیچے والے آسمان میں "بیت العزت" میں نازل ہونا ہے یا پھر شب قدر رمضان المبارک میں بیت العزت سے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے قلب اطہر پر نازل ہونے کا آغاز ہونا ہے۔ (تفصیل کے لیے مقدمہ افضلیہ صفحہ اول ودوم مطالعہ فرمائیں)

ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی: قرآن مجید: مشارق ومغارب کی پوری انسانیت کے لیے تا روز قیامت ایک ایک مسئلے کا بے مثل حل پیش کرتا ہے۔

(۱۵۸) تفسیر بیضاوی وتفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۵۹) تفسیر بیضاوی وتفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۶۰) مدارج النبوت، ج 2 ص 341

(۱۶۱) تاریخ الخلفاء، ص 136 (۱۶۲) مدارج النبوت، ج 2 ص 543 (۱۶۳) شعب الایمان، باب تخصیص شہر رجب، الرقم: 3532 ☆ المقاصد الحسنۃ، الرقم: 510

وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ
اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنی گنتی دوسرے دنوں سے (پوری کرے) اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور نہیں چاہتا
بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۸۵)
تمہارے لیے دشواری، اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو اور تاکہ تم اللہ کی کبریائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ○
وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
اور جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے
وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (۱۸۶) اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ ؕ
اور چاہیے کہ وہ بھی میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ ہدایت یافتہ رہیں ○ تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں سے مقاربت حلال کردی

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ: شانِ نزول یہ ہے کہ ایک اعرابی نے سوال کیا یا رسول اللہ! فرمائیے اللہ تعالیٰ قریب ہے تو میں سرگوشی کروں اور دور ہے تو چلا کر پکاروں؟ (۱۶۴) تو فرمایا گیا کہ دوری سے اللہ تعالیٰ پاک ہے دوری جسم اور مکان میں ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان عیبوں سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے ساتھ پوری کائنات میں موجود ہے۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ: دعا کی قبولیت کے لیے درود شریف پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: "اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ" (۱۶۵) ترجمہ: بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس سے کوئی چیز (آسمان کی طرف) نہیں چڑھتی حتی کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔ اسی طرح رزق حرام بھی اجابت دعا میں مانع ہے تفصیلی حدیث سورہ بقرہ: 172 میں گزر چکی ہے۔ والدین کے گستاخ کی عبادت و دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

ارشادِ نبوی ہے: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّدْعُوْ لَیْسَ بِاِثْمٍ وَّلَا بِقَطِیْعَةِ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اِحْدٰی ثَلَاثٍ اِمَّآ اَنْ یُّعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاِمَّآ اَنْ یَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ وَاِمَّآ اَنْ یَّدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَهَا (۱۶۶) جو مسلمان بھی دعا کرے اسے تین چیزوں میں سے ایک دے دی جاتی ہے: (۱) اللہ اس کی دعا کو جلد قبول فرمالیتا ہے۔ (۲) یا اس دعا کو آخرت کے لیے محفوظ فرمالیتا ہے (۳) یا اس کی مثل مصیبت دور فرمادیتا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ: ابتداء میں روزہ افطار کر کے سونے کے بعد کھانا، پینا اور جماع ممنوع تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے خلاف ورزی ہوگئی، وہ روتے ہوئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور صحابیٔ رسول حضرت صرمہ بن قیس رضی اللہ عنہ شام کو گھر پہنچے کھانا لیٹ تھا، سو گئے۔ کھانا نہ کھا سکے دوسرے دن دوپہر کے وقت بے ہوش

(۱۶۴) تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر طبری، زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۶۵) جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی، الرقم: 456۔ ☆ مشکوٰۃ، الرقم: 938
(۱۶۶) الادب المفرد للبخاری، باب ما یدخر للداعی من الاجر والثواب، الرقم: 710

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

گئی ہے وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو، اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے آپ کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی

وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا

اور تم سے معاف فرما دیا، اب تم اُن سے مقاربت کر سکتے ہو اور تم تلاش کرو جو اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھا ہوا ہے اور کھاؤ پیو

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ

یہاں تک کہ سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے صبح کے وقت ظاہر ہو جائے پھر تم روزوں کو رات تک

اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

پورا کرو اور تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو، یہ اللہ کی حدیں ہیں

ہو گئے تو ان محبوبان خدا صحابہ کبار کی وجہ سے یہ پابندیاں اٹھانے کا اس آیت مبارکہ میں اعلان کیا گیا۔

...... **هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ:** یعنی لباس کی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے ضروری ہیں لہذا رمضان کی راتوں میں مقاربت کی پابندی ختم کی جاتی ہے۔

سبحان اللہ العظیم! اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دے کر چند کلمات میں زوجین کے فرائض و حقوق کے واضح اشارات دے دیئے۔

لباس جسم کو چھپاتا ہے اسی طرح میاں بیوی نے ایک دوسرے کے عیوب و نقائص کو چھپانا ہے۔ لباس زینت ہے، لباس حسن و جمال میں اضافہ کرتا ہے میاں بیوی دونوں نے ایک دوسرے کی عزت افزائی کرنی ہے۔ لباس گرمی، سردی، بارش اور جنگ میں حفاظت کرتا ہے لہذا میاں بیوی نے بھی ایک دوسرے کی جان، مال، عزت اور مفادات کی حفاظت کرنی ہے اور ایک دوسرے کے لیے راحت و سکون کا ذریعہ بننا ہے۔

...... **وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ:** سے مراد روشنی کا وہ ڈورا ہے جو جانب مشرق میں جنوب سے شمال کی طرف اُفق میں پھیلتا ہے اور یہ روشنی بڑھتی جاتی ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: سحری کھانا صبح صادق سے چند منٹ پہلے احتیاطاً بند کر دینی چاہیے اور اذان فجر کم از کم تین منٹ بعد احتیاطاً پڑھنی چاہیے۔

...... **وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ:** اعتکاف کا معنی ٹھہرنا ہے اور شرع شریف میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ **مسئلہ**: مسافر کی طرح معتکف کے لیے بھی مسجد میں سونا اور کھانا پینا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر معتکف اعتکاف میں کہیں جا کر اپنی عورت سے مقاربت کرے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، سنت کفایہ اور نفل: اعتکاف کی نذر مانی تھی یہ اعتکاف مع روزہ کے واجب ہے۔ 20 رمضان غروب آفتاب سے عید الفطر کا چاند ثابت ہونے تک ایسی مسجد میں جہاں صحیح العقیدہ امام جماعت سے نماز پڑھاتا ہو سنت کفایہ ہے یعنی ایک یا چند لوگ اعتکاف کریں تو باقی لوگوں سے ترک سنت پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ

فَلَا تَقۡرَبُوۡهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ(۱۸۷) وَ لَا تَاۡكُلُوۡٓا اَمۡوَالَكُمۡ

تم اِن کے قریب نہ جاؤ، اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تا کہ وہ پرہیزگار بن جائیں ۝ اور تم اپنے مال آپس میں

بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَ تُدۡلُوۡا بِهَآ اِلَى الۡحُكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ

ناحق نہ کھاؤ اور نہ ان مالوں کے ذریعے حکام تک رسائی حاصل کرو تا کہ تم لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھاؤ

۲۳ ع ۷

وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ؑ (۱۸۸) يَسۡــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ ؕ

حالانکہ تم جانتے ہو ۝ وہ آپ سے چاندوں کے (گھٹنے بڑھنے کے) بارے میں پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے

رکھنا لازم ہے۔ اعتکاف نفل چند منٹوں، چند مہینوں اور اس سے زائد بھی ہوسکتا ہے۔ عورتوں کو گھروں میں اعتکاف بیٹھنا چاہیے۔ اعتکاف کے مسائل قانون شریعت یا بہار شریعت حصہ سوم میں دیکھیں۔

وَلَا تَاۡكُلُوۡٓا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ: اس آیت میں کسب حرام اور رشوت دے کر کسی کا حق مارنے سے منع فرمایا۔ ارشاد نبوی ہے: اَلرَّاشِیۡ وَالۡمُرۡتَشِیۡ فِی النَّارِ (۱٦۷) رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

مسئلہ: رشوت لینا ہر حال میں حرام ہے اور ناجائز مقصد حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا بھی حرام ہے بلاضرورت دینا مکروہ ہے اور اپنی جان، مال، عزت اور جائز حقوق کے حصول کے لیے ہو تو دینا گناہ نہیں۔

يَسۡــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ: اَهِلَّة جمع ہے ہلال کی۔ يُطۡلَقُ لَفۡظُ الۡهِلَالِ لِلَيۡلَتَيۡنِ مِنۡ اٰخِرِ الشَّهۡرِ وَلَيۡلَتَيۡنِ مِنۡ اَوَّلِهٖ (۱٦۸) ترجمہ: ہلال کا لفظ مہینے کی پہلی اور آخری دو راتوں پر بولا جاتا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ثعلبہ بن غنم رضی اللہ عنہما نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے بارے میں بارگاہِ رسالت میں سوال کیا تو اس آیت مبارکہ میں چاند کو لوگوں اور حج کے لیے مواقیت (وقت کی علامتیں) قرار دیا گیا (۱٦۹) کہ چاند کا گھٹنا اور بڑھنا گویا یہ ایک قدرتی جنتری ہے جس سے پڑھے لکھے اور اَن پڑھ لوگ بے شمار کاموں اور حج کے مناسک کا نظام معلوم کرتے ہیں مثلاً ولادتِ نبوی، بعثت نبوی، ہجرتِ نبوی، نزول قرآن، وصال نبوی، رمضان، شب قدر، شب برأت، عید الفطر، عید الاضحیٰ، قربانی، ایام تشریق، اسلامی تاریخی واقعات و مغازی اور پھر لوگوں کی تجارت، زراعت، لین دین، عدت، حیض، ایلاء، رضاعت اور بیشمار امور قمری نظام سے وابستہ ہیں اور حج کے مناسک بھی 8 ذوالحج سے 12 یا 13 ذوالحج کو ادا کیے جاتے ہیں اور 4 حرمت والے مہینے: رجب المرجب، ذیقعد، ذوالحج اور محرم الحرام بھی قمری مہینے ہیں۔

لیکن یاد رہے کہ شمسی نظام بھی غلط نہیں ہے دیکھیں پانچوں نمازیں، عیدین کے اوقات روزے کی افطاری اور حج کے کئی کام مثلاً رُکن اعظم وقوف عرفہ بعد از زوالِ شمس کا تعلق بھی شمسی نظام سے وابستہ ہے۔

(۱٦۷) معجم الاوسط، الرقم: 20226۔ مجمع الزوائد، الرقم: 7026 (۱٦۸) تفسیر قرطبی زیر بحث آیت مذکورہ، (۱٦۹) تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ

وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪
اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پچھلی جانب سے (دیوار توڑ کر یا پھلانگ کر) آؤ اور لیکن نیکی تو اس شخص کی ہے جو پرہیزگاری اختیار کرے اور تم گھروں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱۸۹) وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ
میں اُن کے دروازوں سے آؤ اور تم اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ O اور تم اللہ کی راہ میں لڑتے رہو اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۱۹۰) وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ
بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا O اور تم انہیں قتل کرو جہاں بھی تم انہیں پاؤ اور تم بھی انہیں نکالو

...... **وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ:** زمانہ جاہلیت میں لوگ حج سے واپسی پر راستہ بدلنے کے لیے دروازے کی بجائے پیچھے سے دیوار کو توڑ یا پھلانگ کر داخل ہوتے تھے تو حکم ہوا کہ ایسے کام ثواب کے نہیں ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی شریعت پر چلو تاکہ تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے۔

...... **وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ:** ذیقعد ٦ھ میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم 1400 سے زائد صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ پتہ چلا کہ قریشِ مکہ عمرہ سے روکنے کے لیے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حدیبیہ کے مقام پر مذاکرات کے بعد ایک معاہدہ امن جسے صُلحِ حدیبیہ کہا جاتا ہے طے پایا۔ جس میں ایک نکتہ یہ تھا کہ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ کے لیے آسکتے ہیں۔

چنانچہ ذیقعد ٧ھ میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو صحابہ کبار کو اندیشہ ہوا کہ ذیقعد حرمت والا مہینہ ہے جس میں جنگ نہیں کی جاتی کہیں کفارِ مکہ مسلمانوں سے جنگ نہ شروع کر دیں تو ان آیات میں کفار کے حملے کی صورت میں مسلمانوں کو قتال فی سبیل اللہ کی اجازت دی گئی۔

...... **وَلَا تَعْتَدُوْا:** لیکن زیادتی سے منع فرمایا جس کے چند احکام یہ ہے: لڑائی سے پہلے کفار کو اسلام لانے کی دعوت دی جاتی ہے اگر قبول نہ کریں تو مسلمانوں کے ماتحت ہو کر جزیہ (ٹیکس) دینے کی پیش کش کی جاتی ہے اور اگر یہ بھی قبول نہ کریں تو جنگ کی جاتی ہے لیکن جنگ میں عورتوں، بوڑھوں، بچوں، اندھوں معذوروں، راہبوں، ہتھیار ڈالنے والوں، کاشت کاری میں مصروف لوگوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو ایک جنگی مہم میں بھیجتے وقت پھلدار درختوں کو کاٹنے، اونٹوں اور شیر دار جانوروں کو ہلاک کرنے سے بھی منع فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم نے کفار کا فتنہ و فساد اور ظلم و ستم ختم کرنے کے لیے 27 غزوات میں خود کمان فرمائی اور 54 لشکر (سرایا) جنگی مہمات پر بھیجے۔ جزیرہ عرب فتح ہوا لیکن مسلمان شہدا اور کفار کے ہلاک ہونے والوں کی مجموعی تعداد 1018 ہے لیکن دوسری طرف امریکہ کے قیام کے وقت، پھر امریکی جنگوں میں اور جنگِ عظیم اول و دوم میں کروڑوں لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور ابھی بھی بے مقصد قتل و غارت میں کمی نہیں ہو رہی۔

حَیۡثُ اَخۡرَجُوۡکُمۡ وَ الۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوۡهُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ
جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور فتنہ انگیزی قتل سے زیادہ سخت ہے اور تم اُن سے مسجد حرام کے پاس نہ لڑو
حَتّٰی یُقٰتِلُوۡکُمۡ فِیۡهِ ۚ فَاِنۡ قٰتَلُوۡکُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ ؕ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ (۱۹۱)
جب تک کہ وہ وہاں تم سے لڑیں۔ پس اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی اُن سے لڑو، ایسے کافروں کی یہی جزا ہے ○
فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (۱۹۲) وَ قٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّ یَکُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰهِ ؕ
پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا انتہائی مہربان ہے ○ اور تم اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور اللہ کا دین (غالب) ہوجائے،
فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ (۱۹۳) اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ
پھر اگر وہ باز آجائیں تو کوئی زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ○ حرمت والا مہینہ، حرمت والے مہینہ کے بدلے میں
وَ الۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَیۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ ۪
اور حرمتوں میں بھی قصاص ہے تو جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر زیادتی کی
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ (۱۹۴) وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ
اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ○ اور تم خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور تم (جہاد ترک کرکے) اپنے آپ کو

﴿……**وَ الۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ:** حرمت والے مہینے ذیقعد اور حرم کعبہ میں کفار کے ساتھ لڑائی کے حکم سے کچھ سوالات پیدا ہو چکے تھے تو فرمایا گیا کفار کا کفر و شرک، لوگوں کو عمرہ و حج سے روکنا اور مظالم کا فتنہ، قتل سے کہیں زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

﴿……**وَ قٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّ یَکُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰهِ:** اس جگہ قتال فی سبیل اللہ کے مقاصد بیان فرمائے گئے کہ قتال کا مقصد دولت، غلبہ، سرداری یا حکومت حاصل کرنا نہیں بلکہ فتنہ و فساد کا خاتمہ ہے اور کفر کے باطل نظام کو ختم کرکے اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کر کے تخت پر لاکر اللہ تعالیٰ کی زمین پر عدل و انصاف اور اسلامی نظام قائم کرنا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد وہ وقت لائے کہ مسلمانوں کو ایسی قیادت ملے جو مسلمانوں کو منظم کرکے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے کلمۃ الاسلام کو سربلند کرے اور مسلمانوں کی عزت رفتہ بحال کرے آمین۔

﴿……**اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَ الۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ:** یعنی پچھلے سال ماہ حرام ذیقعد میں کفار نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا تھا تو اس سال اسی ماہ حرام ذیقعد میں عمرۃ القضا کرکے بدلہ لے لو یا معنی یہ ہے کہ اگر مشرکین حرمت والے مہینہ میں لڑائی کا آغاز کریں تو تم بھی حرمت والے مہینہ میں لڑائی کرسکتے ہو۔

﴿……**وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّهۡلُکَةِ:** جامع ترمذی میں ہے کہ جنگ قُسطُنطِنیہ (استنبول) میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لشکر آمنے سامنے آئے تو ایک مسلمان اکیلے ہی عیسائیوں کے بہت بڑے لشکر میں گھس گیا اور لڑتے

اِلَی التَّهۡلُکَةِ ۚۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (۱۹۵) وَ اَتِمُّوا الۡحَجَّ وَ الۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ؕ

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور اچھے کام کرو بیشک اللہ اچھے کام کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے O اور تم حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو

ہوئے شہید ہوگیا تو کچھ لوگوں نے کہا: یُلْقِیْ بِیَدَیْهِ اِلَی التَّهْلُکَةِ یعنی یہ شخص اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے تو اس
وقت صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اسلام غالب آگیا اور مجاہدین کی تعداد بڑھ گئی تو کچھ انصار نے کہا: اب ہمیں
کھیتی باڑی باغات اور کاروبار میں مصروف ہوجانا چاہیے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا مقصد یہ تھا کہ انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ
بند کرکے اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو تباہ و برباد نہ کرو۔ (۱۷۰)

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی جنگِ قُسْطُنْطِنِیَه میں شہید ہوئے اور آپ کا مزار مبارک استنبول ترکی میں ہے۔

ارشادِ نبوی ہے: مَا تَرَکَ قَوْمٌ نِ الْجِهَادَ اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ (۱۷۱) ترجمہ: جس قوم نے جہاد چھوڑا اللہ تعالیٰ نے
ان پر مصیبتیں مسلط فرمادیں۔

جب سے مسلمانوں نے جہاد ترک کیا ہے اتنی بڑی تعداد اور اتنے زیادہ وسائل و اسباب کے باوجود مسلمان ذلیل و خوار ہیں اور
ان کے حقوق بڑی بے دردی سے پامال کیے جارہے ہیں اور جب مسلمان جہاد کرتے تھے تو پوری دنیا میں مسلمان سربلند تھے۔

کاش کہ مسلمان منظّم و متحد ہوکر اسلامی معیار کے مطابق قیادت قائم کرکے جہاد کے ذریعے کفار کی یلغار ختم کرکے اسلام کو سربلند کردیں

...... وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ: (اور تم حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو) یہاں عمرہ اور حج کا مختصر طریقہ تحریر کیا جاتا
ہے تفصیل کے لیے خطبات و مقالات افضلیہ یا قانون شریعت یا پھر بہار شریعت جلد اول حصہ نمبر 6 کا مطالعہ کریں۔

عمرہ: کا لغوی معنی زیارت ہے اور شرع شریف میں عمرہ یہ ہے کہ میقات سے باہر والے لوگ میقات سے پہلے جبکہ مکہ مکرمہ اور حل والے حل
سے (جس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔) احرام باندھ کر نیتِ عمرہ کریں اور نیت یہ ہے کہ: ''اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ کرتا/کرتی ہوں تو اسے
مجھ سے قبول فرما اور اسے میرے لیے آسان فرما'' اور مسنون تلبیہ پڑھیں اس سے نیت مکمل ہوگئی اور جو عمرہ نفل تھا اب فرض ہوگیا۔

نوٹ: اگر کوئی احرام کے بغیر میقات سے آگے چلا جائے تو اس پر ایک قربانی حدِ حرم میں کرنا واجب ہوجاتی ہے۔

تلبیہ یہ ہے: لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا
شَرِیْکَ لَکَ (۱۷۲) ترجمہ: میں تیری اطاعت کے لیے دو بار حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں تیری اطاعت کے لیے 2 بار حاضر ہوں۔
میں تیری اطاعت کے لیے 2 بار حاضر ہوں (ذات و صفات اور استحقاق عبادت میں) تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیری اطاعت کے لیے
2 بار حاضر ہوں۔ بیشک ثنائے خیر اور نعمت اور بادشاہی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

میقات: میقاتیں پانچ ہیں۔ اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، یمن اور پاکستان والوں کے لیے یلملم، عراق والوں کے لیے ذاتِ عرق اور
شام والوں کے لیے رابغ (پرانا نام جحفہ) اور نجد والوں کے لیے قرن المنازل۔

(۱۷۰) جامع ترمذی، باب و من سورۃ البقرۃ، الرقم: 2972۔ (۱۷۱) معجم الاوسط، الرقم: 3839۔ مجمع الزوائد، الرقم: 9468۔ (۱۷۲) صحیح بخاری، باب التلبیۃ، الرقم: 1549

حل وحرم: خانہ کعبہ کے اردگرد چاروں اطراف کے علاقے حرم کہلاتے ہیں اور حرم سے باہر کے علاقے جو پانچ میقاتوں کے اندر ہیں حل کہلاتے ہیں

احرام مرد کے لیے اَن سلی 2 چادریں نئی ہوں یا پرانی ،ایک کا تہبند بنائے اور دوسری کندھوں پر ڈالے اور چپل ہو تو ٹخنہ اور پاؤں کے اوپر کی ہڈی ننگی ہو۔لیکن مرد کے لیے ضروری ہے کہ چہرہ اور سر ننگا رکھے۔

احرام عورت کے لیے : شلوار قمیص اور سر پر بڑی چادر لیکن چہرے کے اوپر کپڑا نہ ڈالے۔کسی شئے کو چہرے سے دور رکھ کر منہ چھپا سکتی ہے جیسا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے (۱۷۳)

حالت احرام میں پابندیاں: میاں بیوی کے لیے مقاربت ،بوس وکنار اور شہوانی گفتگو ممنوع ہے۔خوشبو لگانا ،خوشبودار چیز کھانا ممنوع ہے۔حجامت بنانا ،ناخن کاٹنا ،شکار کرنا ،شکاری کی مدد کرنا ،جوئیں مارنا ،بال اُکھیڑنا ،لڑائی جھگڑا ،فسق وفجور ،حرم شریف کے درختوں کو کاٹنا ،جانوروں کے انڈوں کو نقصان پہنچانا ،مہندی یا خضاب لگانا ،مرد کے لیے سلا کپڑا پہننا اور دیگر کچھ کام ممنوع ہیں۔

مُعْتَمِر: (عمرہ کرنے والا) خانہ کعبہ پہنچنے تک تلبیہ کی کثرت کرے اور خانہ کعبہ دیکھتے ہی تلبیہ بند کر کے دعائیں کرے۔دعاؤں میں قرآنی دعائیں، حدیث پاک میں ماثورہ دعائیں اور درود شریف بلکہ اپنی زبان (پنجابی ،اردو ،فارسی ،انگریزی وغیرہا) میں بھی دعائیں کرنا جائز ہے۔

طواف کعبہ کے سات چکر: ہر چکر حجر اَسود والے (شرقی وجنوبی کونے) سے شروع کرنا ہے۔ہر چکر میں استلام یعنی حجر اَسود کو چومنا یا پھر ہاتھ یا چھڑی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔

اضطباع: مردوں کے لیے تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح چھاتی تان کر چھوٹے چھوٹے تیز قدموں کے ساتھ چلنا اور احرام کی چادر کا ایک پلہ بائیں کندے پر آگے لٹکانا اور دوسرا پیچھے سے دائیں کندھے کے نیچے سے سینہ سے گزار کر بائیں کندھے پر پیچھے لٹکانا سنت ہے۔

طواف مکمل کر کے دروازے اور حجر اَسود کے درمیان دیوارِ خانہ کعبہ جسے ملتزم کہتے ہیں ہاتھ لگا کر لپٹ کر دعائیں کرے اور مقامِ ابراہیم سے جانب مشرق میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے 2 رکعت نماز پڑھے جو کہ واجب ہے اگر مکروہ وقت ہو تو مکروہ وقت کے بعد پڑھے۔

صفا ومروہ کی سعی: صفا سے مروہ ایک چکر ،واپسی مروہ سے صفا دوسرا ،اس طرح یکطرفہ سات چکر لگائے۔مرد حضرات سبز لائٹوں کے درمیان دوڑیں اور عورتیں وقار کے ساتھ چلیں۔مرد جب سات چکر مکمل کر لیں تو حلق (ٹنڈ) کروائیں یا بال چھوٹے کروائیں اور عورتیں کسی جگہ سے بالوں کی ایک مینڈھی پور ابرابر کاٹیں یا کسی عورت یا شوہر یا محرم سے کٹوالیں۔

عمرہ پانچ کاموں کا نام ھے : (۱) احرام (۲) نیت وتلبیہ (۳) طوافِ کعبہ (۴) سعی صفا ومروہ (۵) بالوں کا حلق یا تقصیر۔ہم نے بڑے اختصار سے اِن سب کی مختصر وضاحتیں کر دی ہیں۔

حج کا طریقہ

حج کا لغوی معنی ارادہ کرنا ہے اور شرع شریف میں مخصوص ایام میں مخصوص مقامات پر مخصوص افعال کا نام حج ہے۔یعنی مسجد حرام ،صفا ومروہ ،مقام مِنٰی ،مقام مزدلفہ ،اور میدان عرفات میں درج ذیل افعال انجام دینا ہے۔

حج کی اقسام: حج کی تین قسمیں ہیں :نمبر 1 :**حج مفرد**: یعنی حج کرنا عمرہ نہ کرنا۔نمبر 2: **حج تمتع**: عمرہ کر کے احرام کھول دینا اور 8 ذوالحج کو حرم شریف سے نیا احرام باندھ کر حج کرنا۔

(۱۷۳) سنن ابی داوٗد ،باب فی المحرمۃ تغطی ،الرقم :1833۔سنن ابن ماجہ باب المحرمۃ تسدل الثوب ،الرقم :2935

نمبر3: **حج قران:** پہلے عمرہ کرنا اور حلق یا تقصیر کر کے احرام سے آزاد نہ ہونا اور اسی احرام سے حج کرنا۔ یاد رہے کہ حج قران سب سے افضل حج ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے صرف ایک حج 10 ہجری میں کیا اور یہ حج قران تھا۔

یاد رہے کہ مکہ مکرمہ اور حل کے لوگ صرف حج مفرد کریں اور باہر کے لوگ عمرہ وحج تمتع یا قران کی صورت میں کر سکتے ہیں۔

...... 8 ذوالحج: کو میقات کے باہر کے جو لوگ عمرہ کر چکے ہیں اور اہل حل وحرم سب حرم شریف کی حدود سے غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھیں اور نیت کریں: ''یا اللہ میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں تو اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔'' پھر تلبیہ پڑھے اور سفرِ حج میں تلبیہ کی کثرت کرے اور اس کے علاوہ درود شریف، تلاوتِ قرآن اور عربی و دیگر زبانوں میں دعاؤں کی کثرت کرنی چاہیے۔

...... 8 ذوالحج: کو ظہر سے پہلے منیٰ پہنچے جہاں ظہر عصر اور مغرب عشاء اور 9 ذوالحج کی نماز فجر پڑھے۔

...... 9 ذوالحج: کو دوپہر سے پہلے منیٰ سے عرفات پہنچے دوپہر کے بعد کچھ ٹھہرنا جسے وقوفِ عرفہ کہتے ہیں حج کا رکن اعظم ہے بغیر اذان کے امامِ حج ظہر وعصر کی نماز، ظہر کے وقت میں پڑھائے پھر خطبہ دے اور اگر اپنے خیمہ میں اکیلے یا جماعت سے نماز پڑھے تو ظہر کی نماز، ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز، عصر کے وقت میں پڑھے۔ یہاں جبلِ رحمت آثارِ نبوی سے ہے یہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ حجۃ الوداع دیا تھا اگر ممکن ہو تو ضرور زیارت سے مشرف ہو۔

...... 9 ذوالحج: کی شام عرفات میں سورج غروب ہوتے ہی نمازِ مغرب پڑھے بغیر واپس مزدلفہ آئے۔ مزدلفہ میں مسجد مشعر حرام میں یا وادی محسر چھوڑ کر جہاں جگہ ملے عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء پڑھے پھر فجر کی نماز کے بعد کچھ وقت مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے اس کے بعد واپس منیٰ میں آئے

...... 10 ذوالحج: اس دن چار کام کرنے ہیں نمبر 1: زوال سے پہلے جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو سات کنکر مارنے ہیں۔ نمبر 2: منیٰ میں یا حرم میں کسی جگہ عمرہ وحج کرنے والے حاجیوں نے شکرانہ کی قربانی کرنی ہے۔ نمبر 3: سر کے بالوں کا حلق یا تقصیر کرنا ہے لیکن عورتوں نے صرف ایک مینڈھی سے پورا برابر کاٹنا ہے۔ اس کے بعد احرام کھول دینا ہے میاں بیوی کی مقاربت کے سوا تمام پابندیاں ختم ہو گئیں۔ نمبر 4: اسی روز یا 11 یا 12 ذوالحج مغرب سے پہلے دن کو یا رات کو حج کا اہم فرض طوافِ زیارت کرنا ہے اور اس کے ساتھ صفا ومروہ کی سعی بھی کرنی ہے اگر طوافِ زیارت سے پہلے عورت کو حیض آجائے تو حیض ختم ہونے تک مسجد حرام سے باہر رہے اور پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے۔ اب اس کے بعد میاں بیوی سب پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔

...... 11 ذوالحج: کو زوال کے بعد تینوں جمروں (تینوں شیطانوں) کو سات سات کنکریاں مارنی ہیں۔

...... 12 ذوالحج: کو بھی زوال کے بعد تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارنی ہیں اس روز اگر چاہے تو رمی جمرات کے بعد مکہ شریف واپس آجائے۔

...... 13 ذوالحج: اگر حاجی منیٰ میں صبح صادق تک ٹھہرا رہے تو اس پر 13 ذوالحج کو بھی تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارنی واجب ہو جاتی ہیں۔

واپسی پر طواف صدر جسے طواف وداع بھی کہتے ہیں واجب ہے اگر اس طواف کے وقت عورت کو حیض آجائے تو یہ طواف چھوڑنے کی رخصت ہے۔

مکہ مکرمہ میں مولد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر زیارات:

یادرہے کہ مکہ مکرمہ میں مولد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم جسے آج کل مکتبۃ المکۃ المکرّمہ کہا جاتا ہے اور غارِ ثور، غارِ حرا، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح مزارِ اقدس اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و مزاراتِ شہزادگانِ رسول حضرت قاسم و حضرت طیب و طاہر اور مزارِ اقدس حضرت جدِ رسول و متولی کعبہ حضرت سیدنا عبد المطلب علیہم السلام کی بھی کثرت سے زیارت کرے اور فاتحہ خوانی کرے، اپنے لیے، اسلام اور امتِ مسلمہ کی سربلندی کے لیے دعائیں کرے۔

زیارتِ نبوی و حاضری مدینہ منورہ:

حج سے پہلے یا حج کے بعد زیارتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم بھی واجب اور باعث برکات وسعادات ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۱۷۴) ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کے حضور حاضر ہوں تو اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی اُن کے لیے مغفرت طلب کرے تو یقیناً وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی مہربان پائیں گے۔

آیتِ مذکورہ کے بارے میں محدث امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَتَعُمُّ بِعُمُوْمِ الْعِلَّةِ كُلَّ مَنْ وُّجِدَ فِيْهِ ذٰلِكَ الْوَصْفُ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَوْتِ وَلِذٰلِكَ فَهِمَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْاٰيَةِ الْعُمُوْمَ فِي الْحَالَتَيْنِ (۱۷۵) ترجمہ: "علت کے عام ہونے کی وجہ سے یہ حکم ہر آنے والے کا ہوگا خواہ وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی میں آپ کی خدمت میں پہنچا ہو یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد، اسی لیے علماء کرام نے آیت سے دونوں حالتوں میں اس حکم کا عموم سمجھا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ (۱۷۶) جس نے میری قبر کی زیارت کی تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ (۱۷۷) ترجمہ: جو میری وفات کے بعد حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

ارشادِ نبوی ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ (۱۷۸) ترجمہ: یاالٰہی! جو برکتیں تو نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں اس سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں فرما۔

زیارت مدینہ منورہ: جنت البقیع، مزارِ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و دیگر مزاراتِ شہداءِ احد، جبل احد، شہدائے احد، مسجدِ قبا، سبع مساجد، مسجدِ قبلتین، بئرِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر تاریخی کنوئیں، باغات اور آثارِ نبوی و آثارِ آل واصحاب کی زیارت سے ضرور فیضیاب ہونا چاہیے۔

(۱۷۴) سورۃ النساء: 64۔ (۱۷۵) شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، باب خامس، ص 235

(۱۷۶) سنن الدارقطنی، باب المواقیت، الرقم: 2695۔ شعب الایمان، باب فضل الحج، الرقم: 3862۔ مجمع الزوائد: 5841۔ کنز العمال: 42583

(۱۷۷) سنن الدارقطنی، باب المواقیت، الرقم: 2693۔ سنن الکبریٰ، الرقم: 10274۔ شعب الایمان، الرقم: 3857۔ مشکوۃ، الرقم: 2756

(۱۷۸) صحیح بخاری، باب المدینۃ تنفی الخبث، الرقم: 19885۔ صحیح مسلم، باب فضل المدینہ، الرقم: 1369

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ
پھر اگر تمھیں روک دیا جائے تو جو قربانی میسر ہو اور تم اپنے سروں کو نہ مونڈو یہاں تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے کو پہنچ جائے
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ
تو جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو فدیہ ہے روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے
فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۟ وقفة فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
پھر جب تم حالت امن میں ہو تو جو حج کے ساتھ عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے تو جو قربانی میسر ہو اور جو قربانی کی طاقت نہ پائے
فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ
تو تین روزے حج کے ایام میں اور سات جب تم (گھر) لوٹ آؤ یہ پورے دس ہیں یہ اس کے لیے ہیں جس کے گھر والے
ع ۲۴ ۸ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۧ (۱۹۶)
مسجد حرام کے پاس نہ ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔
اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ
حج کے معلوم مہینے ہیں تو جو اِن میں حج کی نیت کرلے تو کوئی شہوانی کام ،کوئی گناہ

...... فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ: جسے احرام کی نیت مکمل کرنے کے بعد دشمن عمرہ یا حج سے روک دے یا حکومت پابندی لگادے یا بیماری سفر سے مانع ہوجائے تو ایسے شخص کو مُحصَر (روکا ہوا) کہتے ہیں۔اس کا حکم یہ ہے کہ وہ قربانی حدودِ حرم میں ذبح کرانے کے بعد احرام کھولے پھر جب رکاوٹ ختم ہوجائے تو قضا کرے

...... فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ: جو شخص سر میں کسی تکلیف کی وجہ سے سر منڈوانے پر مجبور ہوجائے تو ایک قربانی دے یا چھ مسکینوں کا کھانا یا تین روزے رکھے۔

...... فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ: جسے اللہ تعالیٰ عمرہ وحج دونوں کی توفیق دے تو وہ ایک قربانی ایام قربانی میں حرم کی حدود میں کرے اور اگر طاقت نہ ہو تو 3 روزے 9 ذوالحج سے پہلے اور 7 روزے 13 ذوالحج کے بعد رکھے۔

...... اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ: حج کے معلوم مہینوں سے مراد: شوال المکرّم، ذیقعد اور ذی الحج کے دس دن ہیں۔یاد رہے کہ شوال شروع ہونے سے پہلے حج کا احرام جائز نہیں۔

وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ط وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؔ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ز

اور کوئی جھگڑا حج میں جائز نہیں اور تم جو نیک کام کرو اللہ اسے جانتا ہے اور زادِ راہ لے لیا کرو بیشک سب سے بہتر زادِ راہ پرہیز گاری ہے

وَ اتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ (۱۹۷) لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط

اور تم مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو ○ اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو

فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج

تو جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اس کا ذکر کرو جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت فرمائی

حج کی نیت کرنے سے مراد: حج کا احرام باندھ کر حج کی نیت کرنا ہے جو کہ یہ ہے ''اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں تو اسے میرے لیے آسان فرما اور مجھ سے قبول فرما'' اس کے بعد تلبیہ پڑھے (جو سورہ بقرہ: 96 کی تفسیر میں دیکھیے) یا قربانی کا جانور چلائے تو حج فرض ہو گیا۔

حاجی کو احرام کے بعد رفث، فسوق اور جدال سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ **رفث** سے مراد: میاں بیوی کی مقاربت یا بوس و کنار یا شہوانی گفتگو ہے۔ **فسوق** سے مراد: اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی ہے (فسوق پر کلام دیکھیے سورہ بقرہ: 26 کے تحت) **جھگڑا**: ہر جگہ ناپسند ہے۔ ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ (۱۷۹) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ ہے جو جھگڑالو ہو۔ لیکن حج میں چوں کہ سخت ہجوم ہوتا ہے اور بات بات پر غصہ آتا ہے لہٰذا حج میں خصوصی طور پر ہر شخص کو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل اور خوش اخلاقی اور حاجیوں کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرے۔ اس سے انشاء اللہ العزیز حج ''حج مبرور'' ہو جائے گا۔

......**وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی**: کچھ لوگ حج کے سفر میں زادِ راہ نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم متوکل لوگ ہیں پھر مجبور ہو کر خیرات مانگتے تو حکم دیا گیا سفرِ حج میں زادِ راہ ساتھ رکھیں اپنی عزتِ نفس مجروح نہ کریں اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ سفرِ آخرت کا زادِ راہ بھی تیار رکھو اور وہ پرہیز گاری ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَهٰذِهِ الْاٰیَةُ نَزَلَتْ رَدًّا عَلٰی مَنْ یَّقُوْلُ لَا حَجَّ لِلتُّجَّارِ وَالْاَجْرَاءِ وَالْجَمَّالِیْنَ (۱۸۰) ترجمہ: یہ آیت اُن لوگوں کی تردید کے لیے نازل ہوئی جو کہتے تھے تاجروں، مزدوری کرنے والوں اور ساربانوں کا کوئی حج نہیں۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے معاشی امور میں فعال رہنا چاہیے حتیٰ کہ حج کے موقع پر بھی تجارت کی اجازت دے دی گئی۔

......**فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ**: عرفات خانہ کعبہ سے 12 میل مشرق میں ایک وسیع و عریض میدان ہے اس میدان میں 500 فٹ اونچی پہاڑی جبل رحمت پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے تاریخی خطبہ حجۃ الوداع فرمایا تھا، عرفات میں مسجد کا نام ''مسجد نمرہ'' ہے۔

عرفات میں ''پہچان'' کا معنی پایا جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام جنت سے سراندیپ کے پہاڑوں پر نازل ہوئے اور حضرت حوا علیہا السلام جدہ کے مقام پر نازل ہوئیں اور دونوں نے عرفات میں ملاقات کی اور ایک دوسرے کو پہچانا۔ (۱۸۱)

(۱۷۹) صحیح بخاری، باب وھو الد الخصام، الرقم: 2457 (۱۸۰) تفسیر کبیر، زیر بحث آیت مذکورہ (۱۸۱) تفسیر مظہری، تفسیر بیان زیر بحث آیت مذکورہ

وَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ (۱۹۸) ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ
اگرچہ تم اس سے پہلے یقیناً گمراہوں سے تھے O پھر تم بھی (اے قریش) واپس آ و جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (۱۹۹) فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ
بیشک اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے O جب تم حج کی عبادات ادا کر چکو تو تم اللہ کا ذکر کرو جیسے تمہارا اپنے باپ دادا کا ذکر کرنا یا
اَشَدَّ ذِكۡرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَ مَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ (۲۰۰)
اس سے بھی زیادہ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! تو ہمیں صرف دنیا میں دے دے اور اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں O

اسی میدان میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسکِ حج کی پہچان کرائی تھی اس لیے بھی اسے عرفات کہتے ہیں اور حجاج 9 ذوالحج کو زوالِ شمس کے بعد یہاں پر "وقوفِ عرفہ" (عرفہ میں ٹھہرنا) کا رکنِ اعظم ادا کرتے ہیں اور وقوف کا وقت 9 ذوالحج زوالِ حقیقی سے لے کر 10 ذوالحج رات کی صبحِ صادق تک ہوتا ہے۔

مشعر حرام (حرمت والی نشانی): میدان مزدلفہ میں ایک پہاڑی جبل قزح کو کہتے ہیں یہاں پر حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے رات بسر کی تھی اب اس جگہ "مسجد مشعر الحرام" ہے۔ اس مسجد میں یا باہر جہاں جگہ ملے عرفات سے غروبِ آفتاب کے بعد واپسی پر مزدلفہ میں نمازِ مغرب وعشاء اکٹھی پڑھی جاتی ہے اور یہاں کثرت سے ذکر، درود شریف، تلاوتِ قرآن، تلبیہ اور استغفار وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ پہاڑوں کے درمیان مزدلفہ کا سارا علاقہ وقوف یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہے ماسوائے وادی محسر کے جہاں ابرہہ یمن کا لشکر خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے اترا تھا، یہاں ٹھہرنا جائز نہیں، حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے جلدی سے گزر جانے کا حکم دیا۔

۞...... **ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ:** امام ترمذی فرماتے ہیں: اِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ كَانُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْحَرَمِ وَعَرَفَةُ خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ وَأَهْلُ مَكَّةَ كَانُوْا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ قَطِيْنُ اللّٰهِ يَعْنِيْ سُكَّانَ اللّٰهِ وَمَنْ سِوٰى أَهْلِ مَكَّةَ كَانُوْا يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ (۱۸۲) ترجمہ: بے شک اہلِ مکہ (قریش) حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفہ حرم سے باہر ہے اور اہلِ مکہ (قریش) مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور کہتے تھے: ہم اللہ تعالیٰ کے گھر کے متولی ہیں اور اہلِ مکہ (قریش) کے علاوہ دیگر لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے۔

تو عدل وانصاف کا علم بلند کرنے والے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ جنہوں نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَّلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ فَضْلٌ وَّلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ فَضْلٌ وَّلَا لِاَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰى (۱۸۳) ترجمہ: کسی عربی کو غیر عربی پر اور کسی غیر عربی کو عربی پر اور کسی سفید کو کالے پر اور کسی کالے کو سفید پر کوئی فضیلت نہیں ماسوائے تقویٰ کے۔ نے قریش کو حکم دیا کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح عرفات میں جا کر وقوفِ عرفہ کا فریضہ انجام دیا کریں

۞...... **فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا:** حج کے موقع پر منیٰ میں اور حج کے موسم میں دیگر مقامات پر ذُو الْمَجَاز، مَجَنَّة اور عُكَّاظ کے نام سے تجارتی میلے لگتے تھے جہاں لوگ مختلف محافل سجا کر اپنے باپ

(۱۸۲) جامع ترمذی، باب ماجاء فی الوقوف بعرفات، الرقم: 884 (۱۸۳) معجم الکبیر، الرقم: 16، ج 18 ص 12۔ مجمع الزوائد، باب الخطب فی الحج، الرقم: 5641

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۰۱)

اور کچھ لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے

اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَسَبُوۡا ؕ وَ اللّٰهُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ (۲۰۲)

یہ لوگ اِن کے لیے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمائی کی اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔ O

وَاذۡکُرُوا اللّٰهَ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ۚ وَمَنۡ تَاَخَّرَ

اور تم اللہ کا ذکر کرو گنے ہوئے دنوں میں تو جس نے دو دِنوں میں جلد واپسی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کی

دادا اور قبیلے کے کارنامے بیان کرتے تو حکم ہوا کہ اب دورِ اسلام میں تم حج کے موقع پر اپنے باپ دادا کے درست اور غلط کاموں کا ذکر کرنے کی بجائے اللہ کا ذکر کرو یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی شان وعظمت سے آگاہ کرو اور لوگوں کو عقائد، عبادات، معاملات اور دینی اخلاق وآداب وغیرہ کی تعلیم دیا کرو۔

﴾...... رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ: اس سے پہلے بتایا گیا کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا مانگتے ہیں، آخرت نہیں مانگتے کیونکہ وہ آخرت سنوارنے کے لیے ایمان اور عمل صالح اختیار نہیں کرتے لہٰذا آخرت میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔

پھر فرمایا کچھ لوگ اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائی اور عذاب نار سے بچانے کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے ایمان وعمل کے تقاضے بھی پورے کرتے ہیں ان کے لیے وعدہ فرمایا گیا کہ انہیں اِن کی کمائی کا بدلہ ضرور ملے گا۔

حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ یہ دعا: رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اکثر پڑھا کرتے تھے (۱۸۴) اور ایک بیمار کو یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی تو اس نے اس دعا کو پڑھا فَبَرَأَ تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ (۱۸۵)

یہ دعا قرآن مجید کی جامع ترین دعا ہے اس میں دنیا وآخرت سب کچھ آجاتا ہے یہ جامع دعا ضرور اختیار کرنی چاہیے۔

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلۡحَسَنَۃُ فِی الدُّنۡیَا الۡعِلۡمُ وَ الۡعِبَادَۃُ وَفِی الۡاٰخِرَۃِ الۡجَنَّۃُ (۱۸۶) ترجمہ: دنیا کی بھلائی علم اور عبادت ہے اور آخرت میں بھلائی جنت ہے۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور عذاب نار سے بچا) کا معنی یہ ہے کہ اِحۡفَظۡنَا مِنَ الشَّهَوَاتِ وَ الذُّنُوبِ الۡمُؤَدِّیَۃِ اِلَی النَّارِ (۱۸۷) ترجمہ: ہمیں بچا خواہشات اور گناہوں سے جو جہنم لے جاتے ہیں۔

﴾...... وَاذۡکُرُوا اللّٰهَ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ: "اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدَات" سے 10، 11 اور 12 ذوالحج مراد ہیں اور اگر حاجی

(۱۸۴) صحیح بخاری، باب ربنا آتنا فی الدنیا، الرقم: 6389۔ (۱۸۵) مسند البزار، الرقم: 6679

(۱۸۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، باب کلام الحسن البصری، الرقم: 35315۔ شعب الایمان، فصل قال: وینبغی لطالب العلم، الرقم: 1743

(۱۸۷) تفسیر ابی سعود، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی زیر بحث آیت مذکورہ

فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (٢٠٣) وَ مِنَ النَّاسِ
تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس کے لیے جو پرہیز گار رہو، اور اللہ سے ڈرو اور تم جان رکھو کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے O اور کچھ لوگ ہیں کہ
مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یُشْہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ لا وَ ہُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ (٢٠٤)
تجھے اس کی بات دنیا کی زندگی میں پسند آتی ہے اور وہ اللہ کو گواہ بناتا رہتا ہے اس پر جو اس کے دل میں ہے اور وہ سخت ترین جھگڑالو ہے O
وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْہَا وَ یُہْلِکَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ط وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ
اور جب وہ پیٹھ پھیرے تو زمین میں کوشش کرے کہ وہ اس میں فساد ڈالے اور کھیتی اور جانوں کو تباہ کر دے اور اللہ فساد کو پسند
الْفَسَادَ (٢٠٥) وَ اِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ ط وَ لَبِئْسَ الْمِہَادُ (٢٠٦)
نہیں کرتا O اور جب اسے کہا جائے تو اللہ سے ڈر تو اس کا غرور اسے گناہ پر اُکساتا ہے تو اسے جہنم کافی ہے اور یقیناً وہ بہت برا بچھونا ہے O
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ ط وَ اللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (٢٠٧)
اور کچھ لوگ ہیں جو اپنی جان بیچ دیتے ہیں اللہ کی مرضی چاہتے ہوئے اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے ۔ O

چاہے تو 13 ذوالحج کا اضافہ کرسکتا ہے جو کہ افضل ہے۔

اِن ایام میں حجاج کے پاس عبادت اور ایک دوسرے سے دین سیکھنے کے بکثرت مواقع ہوتے ہیں۔ اِن ایام میں کسی صحیح العقیدہ اور باعمل دینی و روحانی شخصیت کے زیر سایہ رہنا انتہائی مفید ہے۔ 12 ذوالحج کو بعد از زوال تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں مارنے کے بعد مکہ مکرمہ واپس آنا جائز ہے لیکن اگر صبح تک ٹھہر جائے تو پھر 13 ذوالحج کو بھی تینوں جمرات کو رمی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا: یہ دو آیتیں بعض منافقین اور خصوصاً اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئیں (١٨٨) جو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام کے پاس بڑی میٹھی اور خیر خواہی والی گفتگو کرتا لیکن جب موقع ملتا تو کھیتوں میں آگ لگا دیتا، جانوروں کو ہلاک کر دیتا، جب اسے اس فساد سے منع کیا جاتا تو جھگڑتا اور بدتمیزی کی انتہا کرتا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ: حضرت صہیب بن سنان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب ہجرت مدینہ کے لیے مکہ مکرمہ سے نکلے تو کفار نے آپ کا تعاقب کیا اور پکڑنا چاہا تو آپ نے ترکش سے تیر نکالے اور فرمایا: پہلے تو تمہیں ان تیروں سے ایک ایک کر کے واصل جہنم کروں گا اور جب تیر ختم ہو جائیں گے تو تلوار سے قتال کروں گا اور اگر تمہیں دولت کی ضرورت ہے تو جاؤ فلاں جگہ میں نے دولت دفن کی ہوئی ہے وہ لے لو اور میرا تعاقب کرنا چھوڑ دو۔ جسے وہ مان گئے تو حضرت صہیب بن سنان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے مدینہ منورہ پہنچ کر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ واقعہ سنایا تو یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ (١٨٩)

(١٨٨) تفسیر طبری، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ۔ (١٨٩) تفسیر قرطبی، تفسیر روح البیان، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ
اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمہارا
عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۲۰۸) فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ
کھلا دشمن ہے O پس اگر تم پھسل گئے اس کے بعد کہ تمہارے پاس روشن دلیلیں آگئیں تو جان لو یقیناً اللہ زبردست
حَكِیْمٌ (۲۰۹) هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ
حکمت والا ہے O کیا وہ انتظار نہیں کر رہے مگر یہ کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں
۲۵ ع ۹ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۲۱۰) ع
اور فرشتے اور کام پورا کر دیا جائے اور تمام کام اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ O

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً: سِلم کا معنی سرتسلیم خم کرنا اور غیر مشروط اطاعت اختیار کرنا ہے(۱۹۰) سِلم دین اسلام کا ایک نام بھی ہے۔شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیت چھوڑ کر اسلام لائے تو آپ رضی اللہ عنہ یہودی مذہب کے مطابق اونٹ کا دودھ نہ پیتے ، نہ ہی اس کا گوشت کھاتے اور ہفتہ کی تعظیم میں ہفتہ کے روز شکار نہ کرتے تو حکم ہوا کہ یہودی مذہب منسوخ ہو چکا ہے اور اسلام دین کامل ہے اب اس میں پورے پورے داخل ہو کر اسلام کے مکمل نظام کو اپناؤ۔(۱۹۱)

لیکن اس آیت کے عمومی حکم کے مطابق ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ اسلام کے عقائد، عبادات، معاملات، نظام معیشت وتجارت، اسلامی ثقافت اور اسلام کے نظام سیاست کو مکمل طور پر اختیار کرے اور شیطان کے قدموں پر نہ چلنے کے حکم سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کے لیے قطعاً یہ گنجائش نہیں ہے کہ کچھ کام اسلام کے مطابق کرے اور کچھ کاموں میں شیطان اور شیطانی طاقتوں کی غلامی اختیار کرے جیسا کہ آجکل بہت سے نام نہاد مسلمان عبادت اور اخلاق کی حد تک اسلام کو مانتے ہیں اور ثقافت، معیشت، معاشرت، تجارت اور نظام سیاست میں کفار کی پیروی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جلد ہدایت عطا فرمائے۔

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ: امام فخر الدین رازی اور علامہ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی مُنَزَّهٌ عَنِ الْمَجِیْءِ وَالذَّهَابِ یعنی اللہ تعالیٰ ''آنے، جانے'' سے پاک ہے(۱۹۲) کیونکہ وہ جسم ،جہت، مکان وغیرہ سے پاک ہے لہذا قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہاں اللہ کے آنے سے اللہ کے عذاب یا اللہ کے حکم کا آنا مراد ہے(۱۹۳)

بہر حال اسلام کے روشن ترین دلائل اور خصوصاً نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے لاتعداد معجزات اور ان گنت کمالات واضح ہو جانے کے بعد اگر کچھ کلمہ پڑھنے والے، اسلام میں دوغلہ پن اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے

(۱۹۰) تفسیر کبیر، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۹۱) تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ۔
(۱۹۲) تفسیر کبیر، تفسیر روح البیان زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۹۳) تفسیر بیضاوی زیر بحث آیت مذکورہ

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَ مَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ
بنی اسرائیل سے پوچھیں ہم نے اُن کو کتنی زیادہ روشن نشانیاں عطا کیں اور جو اللہ کی نعمت کو بدل ڈالے اس کے بعد کہ وہ اس کے پاس آ گئی تو
فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۲۱۱) زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ
بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے O کافروں کے لیے دنیا کی زندگی مزین کر دی گئی اور وہ مزاق اُڑاتے ہیں اُن لوگوں کا جو
اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲۱۲)
ایمان لائے، حالانکہ جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی وہ روزِ قیامت اُن پر سر بلند ہوں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے بدعہدی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے قبر اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی وعید سنادی گئی ہے۔

...... سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ: بنی اسرائیل کو جو بے شمار روشن نشانیاں دی گئیں اُن میں موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور انبیائے عظام کے معجزات ہیں اور توریت و انجیل میں نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف اور نشانیوں پر مشتمل آیات بینات ہیں۔

خصوصاً سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی لاتعداد معجزات اور حیران کن کمالات کے ساتھ تشریف آوری آیت اللہ الکبریٰ (اللہ کی سب سے بڑی نشانی) ہے۔

...... وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ: بدلنے سے مراد یہ ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لا کر اپنا دین و آخرت سنوارتے لیکن جن کی قسمت میں یہ نعمت نہ تھی وہ کفر اور مخالفت کر کے جہنم کا ایندھن بن گئے۔

اسی طرح یہود و نصاریٰ کی توریت و انجیل میں نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں جو پیش گوئیاں تھیں انہیں بدل کر عذابِ شدید کے سزاوار بنے۔

...... زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا: کفار چونکہ آخرت کے منکر ہیں اور دنیا میں تکالیفِ شرعیہ کے پابند نہیں اس لیے دنیا ہی انکی تمام توجہات کا محور و مرکز ہے اور وہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اس لیے دنیا کی محبت اُن کے دلوں میں آراستہ و مزین ہو چکی ہے۔

...... وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عمار، حضرت خبیب، حضرت بلال اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی (۱۹۴)

رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اور دیگر منافقین اِن تنگ دست صحابہ کبار کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ) کہتے ہیں کہ اِن لوگوں کی وجہ سے سب پر غالب آجائیں گے (۱۹۵)

(۱۹۴) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۹۵) تفسیر مظہری، تفسیر خازن، زیر بحث آیت مذکورہ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۪ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ
لوگ ایک دین پر تھے ۔تو اللہ نے انبیا بھیجے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے اور اُن کے ساتھ حق کے ساتھ
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ
کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردے جن باتوں میں انہوں نے اختلاف کیااور نہیں اختلاف کیااس میں مگر اُن لوگوں نے جن کو
اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا
وہ دی گئی اس کے بعد کہ اُن کے پاس روشن دلائل آگئے باہمی سرکشی کی وجہ سے،تو اللہ نے اُن لوگوں کو جوایمان لائے اپنے اذن سے حق کے ساتھ

تو اللہ کی قدرت سے دنیا میں بھی صحابہ کبار کو حیران کن فتوحات کے ذریعے غلبہ حاصل ہوا اور فرمان الٰہی ''وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ'' کے مطابق روز قیامت بھی صحابہ کبار کو بلند رتبے ملیں گے اور منافقین و کفار ہمیشہ ہمیشہ جہنم کے عذاب الیم میں مبتلا رہیں گے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرت کے روز کی عزت اور سربلندی کا سبب تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

...... كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ: مفسر قرآن علامہ علاء الدین الخازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كَانَ النَّاسُ عَلٰى شَرِيْعَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنَ الْحَقِّ وَالْهُدٰى مِنْ وَّقْتِ آدَمَ اِلٰى مَبْعَثِ نُوْحٍ ثُمَّ اخْتَلَفُوْا (۱۹۶) حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک سب لوگ حق و ہدیٰ کے ایک دین (توحید و رسالت کے عقیدہ) پر تھے پھر لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ اسی طرح مروی ہے (۱۹۷)

قرآن کی حقانیت : یورپ کے پرانے ماہرینِ انسانیت واجتماعیات تسلیم نہیں کرتے تھے کہ انسان ابتدا میں موحد تھا لیکن آج کی جدید تحقیق نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ انسان کا ابتداء میں دین ''توحید'' تھا۔ جیسا کہ پروفیسر لنگٹن اور سرچارلسٹن اور دیگر ماہرین انسانیت نے یہ قرآنی حقیقت تسلیم کرلی ہے

تو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے انبیا مبعوث کیے اور کتابیں نازل فرمائیں۔

نبی کی تعریف کے لیے دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 61 کے تحت اور رسول کی تعریف کے لیے دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 87 کے تحت اور کتب وصحائف کی تعریف کے لیے دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 177 کے تحت۔

نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش اور رسولوں کی تعداد 315 یا کم وبیش ہے اور امام بغوی کہتے ہیں قرآن مجید میں اٹھائیس انبیاء کا نام موجود ہے (۱۹۸)

چنانچہ انبیائے عظام نے ہر دور میں تکالیف شاقہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی وحی کی روشنی میں اختلافات کو ختم کرنے کے لیے راہِ حق واضح فرمایا

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ: وحی الٰہی کے نزول اور انبیاء عظام کے معجزات کے باوجود کچھ لوگوں نے دین کی من مانی تشریحات کیں اور دنیاوی مفادات اور اپنی گروہ بندیوں کے تحفظ کے لیے اللہ کے

(۱۹۶) تفسیر خازن، زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۱۹۷) مستدرک، الرقم: 3654۔ مجمع الزوائد: 10858 (۱۹۸) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲۱۳) اَمْ حَسِبْتُمْ
ہدایت فرمائی جس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔O کیا تم نے سمجھا ہے
اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ
کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تم پر اُن لوگوں کی طرح آزمائش نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر گئے۔ اُن کو مالی سختی، اور بدنی مصیبت پہنچی
وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ
اور وہ لرزاٹھے یہاں تک کہ رسول کہنے لگا اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے کب آئے گی اللہ کی مدد۔ خبردار یقیناً اللہ کی مدد

کلام میں تحریف کرنے پر جری ہوئے، کئی لوگوں نے کچھ شریعت کو مانا اور کچھ کا انکار کر دیا۔

پھر آخر میں یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا اور یہود و نصاریٰ دونوں نے توریت و انجیل میں نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی بیان کی ہوئیں روشن نشانیوں کے باوجود نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت کی تکذیب کی۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ: تو اللہ تعالیٰ نے اختلافات کے ازالہ اور جھگڑوں کے خاتمہ کے لیے ایمان والوں کی رہنمائی فرما کر حق واضح فرما دیا۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ: غزوۂ احزاب (غزوہ خندق) میں قریشِ مکہ، یہودِ خیبر، یہودِ مدینہ منورہ اور عرب کے بہت سے قبائل مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی غرض سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس موقع پر دفاعی نقطۂ نگاہ سے خندق کھود کر اس میں آگ جلا دی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور کفار کی چوبیس ہزار سے زائد تھی۔ سخت ترین سردی اور تنگ دستی و فاقہ کی انتہا تھی تو مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اُن پر واضح کیا گیا کہ پہلے لوگوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے اور ظلم کی انتہا کر دی گئی تھی اور قربانیوں سے ہی مسلمان دنیا میں عزت و عظمت پاتا ہے اور جنت کا بھی حقدار ٹھہرتا ہے۔

اس آیت کے مضمون کے مطابق ایک واقعہ ہے کہ مکی دور میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے تو خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کفارِ مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے ہیں تو آپ کیوں نہیں دعا فرماتے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: كَانَ الرَّجُلُ فِیْمَنْ قَبْلَكُمْ یُحْفَرُ لَهٗ فِی الْاَرْضِ، فَیُجْعَلُ فِیْهِ فَیُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَیُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ فَیُشَقُّ بِاثْنَتَیْنِ وَمَایَصُدُّهٗ ذَالِكَ عَنْ دِیْنِهٖ وَیُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیْدِ مَادُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَایَصُدُّهٗ ذَالِكَ عَنْ دِیْنِهٖ (۱۹۹) ترجمہ: تم سے پہلے مسلمانوں کو گرفتار کر کے گڑھا کھود کر اس میں کھڑا کر کے آرے سے چیر کر جسم کے دو ٹکڑے کر دیتے تھے اور لوہے کی کنگیوں سے گوشت نوچتے تھے لیکن یہ تکالیف انہیں دین سے برگشتہ نہ کر سکیں۔

(۱۹۹) صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الرقم: 3612

قَرِیۡبٌ (۲۱۴) یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَالِدَیۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ

قریب ہے۔O وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ فرمادو جو تم حلال مال سے خرچ کروتو وہ والدین کے لیے اور قریبی رشتہ داروں

وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ وَ مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ (۲۱۵)

اور یتیموں اور ناداروں اور مسافروں کے لیے ہے اور تم جو نیک کام بھی کرو یقیناً اللہ اس کے بارے علم والا ہے

کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَ ہُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ ۚ وَ عَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ

تم پر اللہ کی راہ میں لڑنا فرض کردیا گیا حالانکہ وہ تمہارے لیے (طبعًا) دشوار ہے اور قریب ہے کہ تم کوئی چیز (طبعًا) ناپسند کرواور وہ تمہارے لیے بہتر ہو

وَ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (۲۱۶) ع ۲۶ ۱۰

اور قریب ہے کہ (طبعًا) تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔O

...... **یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَالِدَیۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ:** یہ سوال کرنے والے حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھے (۲۰۰) تو جواب میں انفاق فی سبیل اللہ کے مصارف میں سے والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خیر یعنی حلال کی کمائی خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔

چند اہم مسائل: والدین اور دیگر رشتہ داروں میں سے اصول یعنی باپ، دادا، پردادا اور اوپر تک اسی طرح والدہ، دادی، پردادی اور اوپر تک اور فروع یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا، پڑپوتی اور نیچے تک کو زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ جیسے فدیہ صوم، صدقہ فطر وغیرہ دینا جائز نہیں۔

اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوۃ اور صدقات واجبہ بھی نہیں دے سکتے۔

اسی طرح بنو ہاشم کی بھی اپنی ذاتی دولت سے بڑے ادب کے ساتھ خدمت کرنی چاہیے اور ان کو مال کی میل کچیل زکوۃ وصدقات واجبہ نہیں دینے چاہیں۔

یتیم اگر مالک نصاب ہوتو اس پر بھی زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ خرچ کرنا جائز نہیں۔

البتہ مسافر اگرچہ گھر میں غنی ہولیکن سفر میں اس کے زادِراہ اور کرایہ کی ضرورتیں زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ سے پوری کرنا جائز ہے۔

اور نفلی صدقات مذکورہ بالا اور دیگر جائز مصارف پر حتی کہ سادات اور مساجد پر بھی خرچ کرسکتے ہیں۔

...... **کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَ ہُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ:** قتال فی سبیل اللہ یعنی کفار کا فتنہ وفساد روکنے، مسلمانوں کی جان ومال وعزت کی حفاظت، اسلام کی سربلندی اور کلمہ کفر کو مٹانے کے لیے مسلمانوں پر قتال فرض کردیا ہے۔

مسئلہ: قتال فرض کفایہ ہے اور کسی شہر میں دشمن داخل ہوجائے تو لڑنا فرضِ عین ہوجاتا ہے۔

دشمن قوم کے خلاف قتال فی سبیل اللہ کے لیے شرط ہے کہ اسلامی ریاست کا سربراہ قتال فی سبیل اللہ کا حکم دے اور حملہ کی صورت

(۲۰۰) تفسیر درمنثور، تفسیر ابی سعود زیر بحث آیت مذکورہ

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ

وہ آپ سے حرمت والا مہینہ میں لڑائی کے بارے میں پوچھتے ہیں ،فرمادو اس میں لڑائی بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا

میں یہ بھی ضروری ہے کہ ظن غالب ہو کہ مسلمان اس قتال میں مغلوب نہیں ہوں گے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ ایک غزوہ میں ایک غار کے پاس سے گزرے جہاں پانی اور ہریالی تھی (یعنی خوشگوار اور پرفضا علاقہ تھا) تو ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ کیا تارکِ دنیا ہو کر یہاں ہی نہ ٹھہر جائیں؟

تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں تجھے یہودی یا عیسائی بنانے کے لیے مبعوث نہیں ہوا۔ میں ایک صاف وشفاف دین لے کر آیا ہوں پھر فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَغَدْوَۃٌ اَوْ رَوْحَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَلَمَقَامُ اَحَدِکُمْ فِی الصَّفِّ خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِهٖ سِتِّیْنَ سَنَۃً (۲۰۱) ترجمہ اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک صبح یا ایک شام رہنا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے اور قتال فی سبیل اللہ کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی نمازوں سے افضل ہے۔

اسلام کی اشاعت وترویج جہاد کے ذریعے ہوئی ہے۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ میں 9 سال میں 27 غزوات اور 54 سرایا کے ذریعے جنگی اقدامات اٹھائے ہیں پھر خلفائے رسول نے ساری زندگی جہاد جاری رکھ کر اسلام کو غالب کیا ہے۔

لیکن آج مسلمان حکمرانوں کی غالب ترین اکثریت نے جہاد چھوڑ کر دشمنانِ اسلام کی غلامی اختیار کرلی ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلمان عددی کثرت اور بے پناہ وسائل کے باوجود ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔

﴿...... یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ: نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے جمادی الآخرۃ ۲ھ میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ (ایسا لشکر جس میں کوئی صحابی کمان کرے) بھیجا مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ میں قریش کے ایک قافلے سے سامنا ہوا۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ ابھی حرمت والا مہینہ رجب شروع نہیں ہوا لیکن اس روز یکم رجب ۲ ہجری تھی قریش کا ایک سردار عمرو بن عبداللہ حضرمی قتل ہوا اور عثمان اور حکم نامی دو شخص مع تجارتی ساز وسامان کے گرفتار ہوئے۔

صحابہ کرام نے یہ سامان اور دو قیدی بارگاہ نبوی میں پیش کیے تو آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ ماہ حرام رجب المرجب میں جنگی اقدامات اٹھانے پر ناراض ہوئے لیکن صحابہ کرام نے عذر پیش کیا کہ اُن کے خیال میں ماہ رجب نہ تھا جمادی الآخرۃ کی آخری تاریخ تھی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کا عذر قبول کیا مال غنیمت کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے اور ایک حصہ اپنے پاس ضرورتمندوں کے لیے رکھا۔

زمانہ جاہلیت میں رجب المرجب ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم الحرام کو اشھر حرم کہا جاتا تھا اور عرب کے لوگ ان مہینوں میں جنگی کاروائیاں بند رکھتے تھے چنانچہ قریش مکہ نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو پیغام بھیجا کہ آپ کے صحابہ نے ماہ حرام رجب المرجب میں ماہ حرام کی بے حرمتی کیوں کی ہے؟ تو اس کے جواب میں دو آیتیں نازل ہوئیں۔

﴿...... قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکُفْرٌ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: ارشاد باری تعالیٰ ہوا: اے محبوب

(۲۰۱) مسند احمد، الرقم: 22291۔ معجم الکبیر، الرقم: 7868۔ مجمع الزوائد، باب فضل الجہاد، الرقم: 9441

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ

اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اور فتنہ

اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ

قتل سے بڑا گناہ ہے اور وہ ہمیشہ تم سے لڑیں گے یہاں تک کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر اُن کے بس میں ہو

وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

اور جو تم سے اپنے دین سے پھر جائے پھر مرجائے حالانکہ وہ کافر ہو تو اِن لوگوں کے اعمال برباد ہو گئے

فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (٢١٧)

دنیا میں اور آخرت میں اور یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔ ○

فرما دو ماہِ حرام میں لڑائی بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کے دین سے لوگوں کو ظلم و جبر سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام میں زیارتِ کعبہ وطواف کعبہ سے روکنا اور حرم شریف کے رہنے والے، رسول خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اور اُن کے صحابہ کرام کو اس حرم سے نکالنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور یہ فتنہ انگیزیاں اور مظالم قتل سے بھی بڑے گناہ ہیں۔

صحابہ کبار سے تو لاعلمی میں خطا ہوگئی لیکن تمہارے پاس اس ظلم و جارحیت اور کفر و شرک اور مسجد حرام کی توہین کا کیا جواز ہے؟

﴿...... **وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا:** فرمایا گیا یہ اعدائے اسلام ہیں اگر ان کا بس چلا تو کبھی لڑائیوں سے باز نہیں آئیں گے لہٰذا ان سے ہمیشہ محتاط رہو اور جہاد کی ہمیشہ اور ہر وقت بھرپور تیاری میں رہو۔

﴿...... **وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ:** دین سے پھرنے والوں کے احکام بیان فرمائے۔ **مرتد** اسے کہتے ہیں جو دین اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرلے۔ اور اسی طرح جو شخص کلمہ شریف پڑھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اور وہ قول و فعل سے کفر کرے اور منع کرنے پر بھی باز نہ آئے تو ایسا شخص بھی مرتد ہے جیسے منکرین زکوٰۃ کے فتنہ کو دورِ صدیقی میں فتنہ ارتداد قرار دیا گیا یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن وہ زکوٰۃ کے انکاری تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (۲۰۲) ترجمہ جو شخص دین اسلام بدلے تو اسے قتل کردو۔

یاد رہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (۲۰۳) یعنی "دین میں کوئی جبر نہیں" کے تحت کسی کافر کو مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا جائے گا لیکن اسلامی ریاست میں کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مرتد کو اسلام میں واپس آنے کے لیے تین دن کی مہلت دی جائے گی اگر واپس نہ آئے تو قتل کردیا جائے گا البتہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے

(۲۰۲) صحیح بخاری، باب حکم المرتد والمرتدہ، الرقم: 6922 (۲۰۳) سورہ بقرہ: 256

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ
بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں
رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲۱۸) یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ
اور اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے ۔O وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فرمادو
فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ
اِن میں بہت بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے فوائد بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑا ہے

گا بلکہ اسے جیل میں بند کیا جائے گا یہاں تک کہ دین پر واپس آجائے یا مرجائے۔

اہم مسئلہ : کلمہ گو گستاخِ رسول عام مرتد نہیں بلکہ مرتد غلیظ (بھاری مرتد) ہے اس کی نہ توبہ قبول کی جائے گی، نہ معافی دی جائے گی نہ مہلت دی جائے گی مرد ہو یا عورت اسے قتل کیا جائے گا۔اور اسی طرح گستاخِ رسول غیر مسلم مرد ہو یا عورت اسلامی ریاست میں قتل کر دیئے جائیں گے اور اسلامی ریاست میں غیر مسلم گستاخ رسول عورت کو بھی قتل کیا جائے گا۔

مسئلہ: کلمہ گو مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور وہ میراث سے محروم ہوگا وہ اپنے مال کا مالک نہ رہے گا۔مرتد کی امداد یا تعریف کرنا بھی جائز نہیں قتل کر کے بغیر جنازہ کے کہیں گڑھا کھود کر اس میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دی جائے اور وہ آخرت میں دردناک دائمی عذاب کا سزاوار ہوگا

..... **اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ**:اس آیت مبارکہ میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے سریہ کا عذر قبول کرلیا گیا۔ایمان پر کلام سورہ بقرہ آیت نمبر 2 میں گزر چکا ہے۔

ہجرت سے مراد یہ ہے کہ کسی جگہ کسی مسلمان کو مذہبی آزادی نہ ہو یا اس کی جان، مال، اولاد اور عزت محفوظ نہ ہو تو اسے حتی الامکان کسی دوسرے علاقے میں چلے جانا چاہیے جہاں ایسے خطرات نہ ہوں۔

ہجرت کے بارے میں حدیث نبوی ہے:اِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا (۲۰۴) ہجرت پہلے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

جہاد فی سبیل اور قتال فی سبیل میں فرق: ''قتال فی سبیل اللہ'' کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت و سربلندی کے لیے لڑنا لیکن جہاد فی سبیل اللہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے پوری مشقت اٹھانا اور پورا زور لگا دینا ۔جہاد زبان و قلم سے بھی ہوتا ہے۔جسم اور مال سے بھی ہوتا ہے۔علمی دلائل سے حق ثابت کرنے سے بھی ہوتا ہے۔اگر تلوار یعنی اسلحہ کے ذریعے ہو تو اسے جہاد بالسیف کہا جاتا ہے اور حدیث پاک میں ہے: افضل ترین جہاد جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے اسی طرح ایک جہاد اپنی ناجائز خواہشات کے خلاف بھی ہوتا جسے جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

..... **یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا**: ابتداء میں صرف نماز کے وقت شراب نوشی سے منع کیا گیا اور حکم ہوا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى

(۲۰۴) صحیح مسلم، باب کون الاسلام یهدم ما قبله، الرقم:121

تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ (۲۰۵) ترجمہ: اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ حالانکہ تم نشے میں ہوحتی کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ حکم نازل ہوا جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نشے کی حالت میں نماز پڑھائی اور سورہ کافرون میں لَا اَعۡبُدُ کی جگہ اَعۡبُدُ پڑھا اور دیگر مقامات پر بھی لا چھوڑ گئے۔

یہ دوسرا مرحلہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نشہ کی حالت میں انصار کی ہجو کی تو ایک انصاری نے اونٹ کے سر کی ہڈی مار کر آپ کا سر پھوڑ دیا تو فرمایا گیا شراب، جوا میں کچھ فائدے بھی ہیں لیکن گناہ بہت بڑا ہے ایک شرابی شراب پی کر نشہ کی حالت میں کچھ بھی کرسکتا ہے اور جوا باز جواہار کر جائیداد، گھر حتی کہ اپنی بیوی بھی فروخت کر دیتا ہے۔

اس وقت سب سے زیادہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شراب پر پابندی لگنے کی دعائیں کی اور عرض کی: اَللّٰھُمَّ بَیِّنۡ لَنَا فِی الۡخَمۡرِ بَیَانًا شَافِیًا (۲۰۶) ترجمہ: اے اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما اور پھر شراب اور جوئے وغیرہ کی حرمت کا قطعی حکم نازل ہوا۔

اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَ الۡمَیۡسِرُ وَ الۡاَنۡصَابُ وَ الۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ: (۲۰۷) شراب، جوا، بتوں کے نام کے نصب شدہ پتھر اور فال لینے کے تیر ناپاک ہیں شیطان کے عمل سے ہیں۔

خمر: انگور کے کچے شیرے کو کہتے ہیں جو جھاگ چھوڑ دے اور قرآن میں بھی خمر کا اطلاق انگور کے کچے شیرے پر ہوا ہے جیسا قرآن مجید اَمَّاۤ اَحَدُکُمَا فَیَسۡقِیۡ رَبَّہٗ خَمۡرًا (۲۰۸) "لیکن تم میں سے ایک اپنے رب (بادشاہ) کو انگور کا شیرا پلائے گا"۔ لہذا خمر انگور کا کچا شیرا ہی ہے جو جھاگ چھوڑ دے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ حرام قطعی ہے اس کا ایک قطرہ پینے سے بھی حد (80 کوڑے) لگائی جاتی ہے۔ اگرچہ نشہ نہ ہو اور یہ نجاست غلیظہ ہے جیسا کہ انسان کا پیشاب۔ علاوہ ازیں احادیث میں خمر کا اطلاق مزید شرابوں پر بھی ہوا ہے:

نمبر 1: باذق: انگور کا شیرا جو پکایا جائے اور دو تہائی سے کم رہ جائے۔

نمبر 2: سکر: کھجور کا کچا شیرا جو جھاگ چھوڑ دے۔

نمبر 3: نقیع الزبیب: کشمش کا کچا شیرا جو جھاگ چھوڑ جائے۔

یہ تینوں شرابیں، خمر کی طرح حرام قطعی نہیں بلکہ حرام ظنی ہیں اِن کے پینے سے صرف نشہ ہونے کی صورت میں حد لگتی ہے اور یہ نجاست خفیفہ ہیں۔

البتہ نبیذِ تمر (جو کھجوروں کو پانی میں ڈالتے ہیں پھر وہ پانی پی لیتے ہیں) کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کبار نے پیا ہے اگر اس میں کچھ تیزی پیدا ہو جائے تو مزید پانی ڈال دیں تو تیزی ختم ہو جاتی ہے۔

ہر وہ شراب جس کے زیادہ پینے سے نشہ ہوتا ہو اور قلیل سے نہیں ہوتا تو جمہور فقہاء کے نزدیک اسے قلیل مقدار میں پینا بھی ممنوع ہے اور متاخرین فقہاءِ احناف کا اسی پر فتوی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ثَلٰثَۃٌ قَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمُ الۡجَنَّۃَ: مُدۡمِنُ الۡخَمۡرِ وَالۡعَاقُّ وَالدَّیُّوۡثُ الَّذِیۡ یُقِرُّ فِیۡ اَھۡلِہِ الۡخَبَثَ (۲۰۹) تین پر جنت حرام ہے (۱) شراب پینے والا

(۲۰۵) سورۃ النساء: 43 (۲۰۶) سنن نسائی باب تحریم الخمر، الرقم: 5540۔ مستدرک الرقم: 3101 (۲۰۷) سورہ مائدہ: 90۔ (۲۰۸) سورہ یوسف: 41۔ (۲۰۹) مسند احمد، الرقم: 5372

وَ یَسْـئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ
اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں وہ کیا خرچ کریں؟ فرمادو جو میسر ہو اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں (دینی احکام) بیان فرماتا ہے
تَتَفَکَّرُوْنَ ۙ(۲۱۹) فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ یَسْـئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ
تاکہ تم غور کرو ○ دنیا اور آخرت میں اور وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں فرما دو
اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ
اُن کی اصلاح بہتر ہے اور اگر تم اُن سے (تجارت اور کھانا پینا) ملاؤ تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے فساد کرنے والے کو
مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَعْنَتَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (۲۲۰)
اصلاح کرنے والے سے اور اگر وہ چاہے تو تمہیں مشقت میں ڈال دے بیشک اللہ غالب دانائی والا ہے ۔ ○

(۲) والدین کا گستاخ (۳) دیوث (بے غیرت) جو گھر میں خواتین خانہ کے پاس آنے سے غیر محرموں کو نہ روکتا ہو۔

ارشادِ نبوی ہے: اِیَّاکَ وَالْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ (۲۱۰) ''تم شراب سے بچو کیونکہ وہ ام الخبائث ہے'' اکثر شرابیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بڑی موذی بیماریوں میں مبتلا ہو کر بری موت مرتے ہیں (العیاذ باللہ من ذالک)

جوا: جوا کیا ہے؟ کسی مقابلہ بازی میں ہارنے والے کی طرف سے جیتنے والے کو کوئی شئے دینے کی شرط لگائی جائے، تو یہ جوا ہے اور اگر کوئی شرط نہ لگائی جائے اور کوئی تیسرا آدمی جیتنے والے کو انعام دے تو جائز ہے۔

جوا بھی کبیرہ گناہ ہے اور حرام قطعی ہے جو اسے جائز سمجھے وہ کافر ہے۔

﴾...... **وَ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ:** قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْعَفْوُ نَقِیْضُ الْجُھْدِ وَھُوَاَنْ یُّنْفِقَ مَا تَیَسَّرَلَهٗ بَذْلُهٗ (۲۱۱) ترجمہ: عَفْوٌ جُھْدٌ کی ضد ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنا خرچ کرے جتنا خرچ کرنا اس کے لیے آسان ہے۔

ہمارے کئی بزرگوں نے ''عفو'' کا معنی ضرورت سے بچا ہوا کیا ہے لہذا اُن کے نزدیک ابتدا میں اسی طرح حکم تھا پھر زکوۃ کے احکام نازل ہونے سے یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ لیکن حیرت ہے کہ جنگ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا مال پیش کیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آدھا مال پیش کیا اور بہت سے صحابہ کبار نے بہت کچھ پیش کیا اور بہت کچھ گھر میں بھی رکھا۔ اگر ''عفو'' کا معنی ضرورت سے بچا ہوا ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کچھ رکھ کر باقی مال پیش کرنا چاہیے تھا۔ لہذا قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اَصَحّ ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ اس ترجمہ کی صورت میں یہ آیت منسوخ نہیں ہے امام ابوبکر الجصاص نے بھی اس ترجمہ کی تائید کی ہے۔ (۲۱۲)

﴾...... **وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ:** لوگ اپنی تحویل میں یتیم بچوں کے مال میں اپنے مال کو ملا کر مشترکہ تجارت کرتے اکٹھا کھانا پکاتے اور حساب کر لیتے لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی

(۲۱۰) السنن الکبری للبیہقی، باب ماجاء فی ضربھا، الرقم: 14777۔ (۲۱۱) تفسیر بیضاوی، زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۲۱۲) تفسیر احکام القرآن للجصاص، زیر بحث سورہ بقرہ: 179

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ

اور تم شرک کرنے والی عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً مؤمنہ لونڈی، مشرکہ (آزاد) عورت سے

وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ

بہتر ہے اگر چہ وہ مشرکہ تمہیں اچھی لگے اور تم (مسلمان خواتین کو) مشرکین کے نکاح میں نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً مؤمن غلام،

مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى

مشرک (آزاد) سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں اچھا لگے۔ یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ

ع ۲۷ / ۱۱

الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾

جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔ ○

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (۲۱۳) ترجمہ: بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ تو لوگ ڈر گئے اور یتیموں کی تجارت اور کھانا پینا الگ کر دیا جس سے بڑی مشقت اٹھانی پڑی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا خوفی اور یتیموں کی خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ یتیموں کا مال اور اپنے مال کو صحیح حساب و کتاب سے رکھ کر تجارت اور کھانے پینے کی اجازت فرمائی گئی۔

﴾...... **وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ:** حضرت ابو مرثد الغنوی کی مکہ مکرمہ میں ایک حسین وجمیل مال دار مشرکہ عناق نامی عورت سے باہمی محبت تھی اُس نے آپ کو شادی کی پیشکش کی تو آپ نے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے پوچھ کر فیصلہ کرنے کا وعدہ کیا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کے لیے مشرکہ عورت سے نکاح سے منع فرما دیا گیا۔ (۲۱۴)

البتہ بعد میں وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (۲۱۵) اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں) سے پہلی ممانعت کے حکم میں تخصیص فرما کر یہ پابندی اٹھا دی گئی لیکن مسلمان اپنی بیٹیاں اہل کتاب کے نکاح میں ہرگز نہیں دے سکتے۔

چونکہ کتابی عورت سے نکاح واجب نہیں، جائز ہے۔ خیر اسی میں ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اختلاف مذہب کی وجہ سے ہم آہنگی نہیں رہے گی اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کتابی عورتوں سے نکاح کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (۲۱۶)

ویسے بھی کتابی عورتوں سے شادی کی وجہ یہ تھی کہ اہل کتاب میں اسلام پھیلے گا لیکن دیکھا گیا ہے کہ آج کل اکثر مسلمان گوریوں سے شادی کر کے بے راہروی اور الحاد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور آگے اولاد بھی بے راہروی کا شکار ہو جاتی ہے بلکہ گوریوں کی بے راہروی کے اثرات بد اسلامی معاشرے میں پھیلنے لگتے ہیں۔

﴾...... **وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ:** یہاں مسلمانوں کو سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے کہ مسلمان خواتین کا نکاح کسی کافر و مشرک سے نہ کریں کافر و مشرک اگر حسین و جمیل اور دولت مند ہو اس سے ایک مومن غلام بہتر ہے

(۲۱۳) سورۃ النساء: 10 (۲۱۴) تفسیر کبیر، تفسیر در منثور زیر بحث آیت مذکورہ (۲۱۵) سورہ مائدہ: 5 (۲۱۶) تفسیر احکام القرآن للجصاص زیر بحث آیت مذکورہ

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ ھُوَ اَذًی ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ ۙ

اور وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں فرما دو وہ ناپاکی ہے تم حیض کے دنوں میں عورتوں کی مقاربت سے الگ رہو

ضروری مسئلہ : یاد رکھیں جس طرح کافر کو مسلم خاتون کا رشتہ دینا ناجائز ہے اور ایسا نکاح باطل ہے یعنی سرے سے ہوتا ہی نہیں اسی طرح جن کلمہ گو لوگوں کے عقائد میں کفریہ عقائد شامل ہو چکے ہیں یا وہ کہلاتے تو مسلمان ہیں لیکن سیکولر (لا مذہب) ہو چکے ہیں ایسے لوگوں کو بھی مسلم خواتین کا رشتہ دینا جائز نہیں اور ایسا نکاح بھی باطل ہے اگر پہلے پتہ نہ چلے تو جونہی پتہ چلے بلاتاخیر علیحدگی کرا کے کسی صحیح جگہ نکاح کرنا ضروری ہے۔

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ ھُوَ اَذًی ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ: بالغ عورت کو ہر ماہ کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ 10 دن جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ اگر عورت کو 10 دن حیض کے بعد یا تین دن سے کم کسی زخم یا بیماری کی وجہ سے جو خون آئے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ استحاضہ میں نماز و روزہ معاف نہیں ہے اور شوہر سے ہمبستری بھی جائز ہے البتہ استحاضہ والی عورت شرعی معذور کی طرح ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے اور ایک نماز کے وقت میں وقتی نماز اور جتنی چاہے فوت شدہ نمازیں، فرض و وتر قضا کر سکتی ہے۔

ایام جاہلیت میں کفارِ عرب، یہود اور مجوسی ایامِ حیض میں عورتوں سے نفرت کرتے تھے حتی کہ اُن کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاتے اُن کے بستر الگ کر دیتے جبکہ نصرانی ایامِ حیض میں بھی دوسرے ایام کی طرح عورتوں سے ہم بستری کرتے تھے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِنَّمَا اُمِرْتُمْ اَنْ تَعْتَزِلُوْا مُجَامَعَتَھُنَّ اِذَا حِضْنَ وَلَمْ یَاْمُرْکُمْ بِاِخْرَاجِھِنَّ مِنَ الْبُیُوْتِ کَفِعْلِ الْاَعَاجِمِ (۲۰۰) ترجمہ: تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ جب انہیں حیض آئے تو تم عورتوں کی ہمبستری سے الگ رہو اور اس نے تمہیں حکم نہیں دیا کہ اُن کو گھروں سے نکالو جیسا کہ عجمی لوگ کرتے ہیں۔

اس موقع پر آیت مبارکہ نازل ہوئی اور مسلمانوں کو افراط و تفریط کے درمیان راہ اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

ارشادِ نبوی ہے: اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الْجِمَاعَ (۲۰۱) ترجمہ: (ایامِ حیض میں) عملِ زوجیت کے سوا سب کچھ کرو۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کُنْتُ اَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَاَنَا حَائِضٌ فَاُعْطِیْهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَمَهٗ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ فِیْهِ وَضَعْتُهٗ وَاَشْرَبُ الشَّرَابَ فَاُنَاوِلُهٗ فَیَضَعُ فَمَهٗ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ کُنْتُ اَشْرَبُ مِنْهُ (۲۰۲) ترجمہ: میں حالتِ حیض میں ہڈی چوستی پھر میں وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیتی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اپنا منہ اسی جگہ پر رکھتے جہاں میں اپنا منہ رکھتی اور میں پانی پی کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیتی تو آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھ کر پیا ہوتا تھا

مسئلہ : ایامِ حیض میں عورت کے لیے عملِ زوجیت کرنا، نماز پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا، روزہ رکھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا یا ہاتھ لگانا، اعتکاف کرنا اور طواف کعبہ کرنا ممنوع ہے۔ البتہ نماز کی قضا نہیں، روزہ قضا کرے۔ حیض والیاں مسلسل تلاوتِ قرآن نہیں کر سکتیں البتہ ایک ایک لفظ پر سانس توڑ کر پڑھانے کی رخصت ہے۔ ایامِ حیض میں درود شریف، استغفار، تسبیح و تکبیر، قرآنی آیت کے علاوہ دیگر اوراد و وظائف پڑھ سکتیں ہیں۔

یاد رہے کہ ایامِ حیض میں ہمبستری سے عورت بانجھ پن کا شکار ہو سکتی ہے اور مرد کو سوزاک جیسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔

(۲۰۰) تفسیر بیضاوی، تفسیر ابی سعود، تفسیر روح البیان زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۲۰۱) سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی مؤاکلۃ الحائض، الرقم: 644

(۲۰۲) سنن ابی داؤد، باب فی مؤاکلۃ الحائض ومجامعتھا، الرقم: 259

وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور اُن سے مقاربت نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائیں پھر جب وہ پاک ہوجائیں تو اُن کے پاس آؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ
يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۲۲۲) نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ
پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو O تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں آؤ
اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ
جیسے تم چاہو اور تم اپنے لیے (اچھے کام) پہلے کرلو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور تم جان لو کہ بیشک تم اس سے ملاقات کرنے والے ہو اور

......**فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ:** حیض کے اگر دس دن مکمل ہوجائیں تو عملِ زوجیت جائز ہے اور اگر ایامِ عادت دس دن سے کم ہوں مثلاً چھ دن، سات دن وغیرہ تو دس دن سے کم خون بند ہونے کی صورت میں غسل کرکے نماز پڑھ لے یا ایک نماز کا وقت گزر جائے تو عملِ زوجیت جائز ہے۔

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ: (جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا) اس سے عورتوں سے لواطت کرنے کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے ارشادِ نبوی ہے: مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَى امْرَاَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا (۲۰۳) ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں ہمبستری کرے۔

حیرت ہے کہ شرع شریف اور عقل کی دولت سے بہرہ ور بعض لوگ یہ غلیظ اور طبی لحاظ سے انتہائی نقصان دہ (لواطت کا) کام کرتے ہیں جبکہ یہ فعلِ قبیح عقل سے محروم جانور بھی نہیں کرتے (فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ)

......**يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ:** توبہ پر کلام سورہ بقرہ آیت نمبر 37 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں مُتَطَهِّرِيْنَ وہ لوگ ہیں جو بے حیائی اور گندے کاموں اور خصوصاً ایامِ حیض میں عملِ زوجیت، لواطت وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔

......**نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ:** یہاں عورتوں کو مردوں کے لیے کھیتی قرار دیا گیا ہے اور کھیتی وہ ہوتی ہے جہاں تخم ریزی کرنے سے فصل پیدا ہوتی ہے اور لواطت کی جگہ سے بچے پیدا نہیں ہوتے۔ لہٰذا یہاں بھی عورت سے لواطت کی بجائے تخم ریزی کی جگہ سے اولاد حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ البتہ ہمبستری کرنے کے طریقہ کار میں میاں بیوی کو اختیار دیا گیا۔

......**وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ:** اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی دنیا و آخرت کے لیے ہر وقت پہلے سے زیادہ اچھے کام کرلو۔ اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تم ہم بستری سے پہلے اولادِ صالح کی دعا کرلیا کرو جو کہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (۲۰۴) ''اللہ کے نام سے شروع، اے اللہ! تو شیطان کو ہم سے دور رکھ اور شیطان کو دور رکھ اس (اولاد) سے جو تو ہمیں رزق دے''۔

اور پھر اولاد کی اچھی تربیت کرے تاکہ آئندہ نسل میں معاشرہ کو اچھے معمار ملیں اور وہ اچھی اولاد اپنے والدین کے لیے صدقۂ جاریہ اور ذریعۂ بخشش بنے اور اپنی آخرت بہتر کرنے کے لیے صحتِ عقیدہ اور اعمالِ صالحہ کا زادِ راہ تیار کرکے رکھو۔

(۲۰۳) سنن ابی داود، باب فی جامع النکاح، الرقم: 2162۔ مسند احمد، الرقم: 9733 (۲۰۴) صحیح بخاری، باب التسمیۃ علی کل حال وعند الوقاع، الرقم: 141

الْمُؤْمِنِیْنَ(۲۲۳) وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ
ایمان والوں کوخوشخبری سنا دو O اور اللہ کو اپنی قسموں کی آڑ نہ بناؤ کہ تم نیکی کرو گے اور پرہیز گاری کر وگے اور
تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(۲۲۴) لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ
لوگوں کے درمیان صلح کراؤ گے اور اللہ بہت سننے والا، دیکھنے والا ہے O اور اللہ تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا تمہاری لغو (سہواً خلاف واقعہ) قسموں میں
وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ(۲۲۵)
اور لیکن وہ تمہارا مواخذہ کرے گا جن (قسموں) میں تمہارے دلوں نے (گناہ) کمایا اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑے حلم والا ہے O

...... **وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا**: شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خالہ زاد حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی امداد بند کرنے کی قسم اٹھائی اسی طرح حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے داماد حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی امداد بند کرنے اور اُن کی صلح نہ کرانے کی قسم اٹھائی تو حکم ہوا کہ نیکی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی قسم کو آڑ نہ بناؤ۔ (۲۰۵)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأَیْتَ غَیْرَ هَا خَیْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّ كَفِّرْ عَنْ یَّمِیْنِكَ (۲۰۶) ترجمہ: جب تم میں سے کوئی قسم اٹھائے اور دیکھے کہ اُس کا غیر بہتر ہے تو جو بہتر ہے وہ کرے اور قسم کا کفارہ دے دے۔

کفارۂ قسم: اگر قسم توڑ دے تو 10 مساکین کو فی مسکین (نادار) ایک جوڑا کپڑوں کا یا دو وقت کا کھانا کھلائے اور اناج کی صورت میں نصف صاع (2 کلو اور 73 گرام) گندم یا پورا صاع (4 کلو اور 146 گرام) کھجور، جو، کشمش یا اس کی قیمت دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بات بات پر بلا ضرورت قسم نہ اٹھاؤ۔

...... **لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ: قسم کی تین قسمیں اور انکے احکام:**

یمینِ لغو: یہ ہے کہ بھول کر خلافِ واقعہ (جھوٹی) قسم اٹھائے۔ اس قسم پر نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔

یمینِ غموس: یہ ہے کہ دانستہ خلافِ واقعہ قسم اٹھائے یہ قسم کبیرہ گناہ ہے۔ اسے شہادتِ زور بھی کہا جاتا ہے اس پر کفارہ نہیں، اس کی سزا جہنم ہے۔

یمینِ منعقدہ: یہ ہے کہ عاقل بالغ مسلمان قسم اٹھائے کہ وہ کوئی ممکن کام کرے گا یا نہیں کرے گا اگر یہ قسم پوری نہ کر سکے تو اس پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے جو کہ پچھلی آیت کے تحت بیان کر دیا گیا ہے۔

(۲۰۵) تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن، تفسیر ابی سعود زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۲۰۶) صحیح بخاری، باب الکفارۃ قبل الحنث وبعدہ، الرقم: 6722

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲۲۶) وَ اِنْ
اُن لوگوں کے لیے جو اپنی عورتوں سے مقاربت نہ کرنے کی قسم اٹھاتے ہیں چار ماہ کی مہلت ہے پھر اگر وہ رجوع کرلیں تو بیشک اللہ بخشنے والا
عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۲۲۷) وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ
انتہائی مہربان ہے ○ اور اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کرلیں تو بیشک اللہ سننے والا علم والا ہے ○ اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو روکیں تین حیض

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ: **ایلاء**: یہ ہے کہ شوہر قسم اٹھائے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرے گا۔ زمانہ جاہلیت میں کئی شوہر اپنی مالدار عورتوں سے بڑی بڑی دولت کا مطالبہ کرتے اور قسم اٹھاتے کہ دولت نہ دینے کی صورت میں میں تجھ سے ازدواجی تعلقات بند رکھوں گا۔

تو اسلام نے عورتوں کو ان مظالم سے بچانے کے لیے ایلاء کا قانون نافذ کیا کہ ایسی قسم کی صورت میں اگر چار قمری ماہ پورے ہو جائیں تو عورت کو طلاق بائن ہو جائے گی اور عدت گزار کر وہ جہاں چاہے شادی کرسکتی ہے اور اگر شوہر چار ماہ سے پہلے اپنی قسم سے قول یا فعل سے رجوع کرلے تو نکاح بحال ہو جائے گا اور قسم توڑنے پر کفارہ قسم (جو سورہ بقرہ: 292 میں بیان ہو چکا ہے) ادا کرے گا۔

وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ: **طلاق** کیا ہے؟ **طلاق** کا لغوی معنی ہے: چھوڑ دینا، قید اٹھانا، رسی کا کھل جانا وغیرہ اور طلاق کا شرعی معنی ہے: الفاظ مخصوصہ (مثلاً تجھے طلاق ہے وغیرہ) سے نکاح کی قید اٹھا دینا۔

طلاق کی تین قسمیں ہیں:

طلاق احسن: یہ طلاق سب سے بہتر ہے۔ طلاق احسن یہ ہے کہ حیض کے بعد پاک دنوں میں ہمبستری نہ کرے اور صرف ایک طلاق دے۔ طلاق احسن کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر قول یا فعل سے رجوع کرسکتا ہے۔

یاد رہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل (بچے کا پیدا ہونا) ہے اور حیض والی عورت کی عدت تین حیض ہے اور جسے حیض نہ آتا ہو اس عورت کی عدت تین قمری ماہ ہے۔

طلاق حسن (طلاق سنت): یہ ہے کہ حیض کے بعد پاک دنوں میں ہمبستری نہ کرے اور ایک طلاق دے پھر اگلے ماہ پاک دنوں میں ہمبستری کے بغیر دوسری طلاق دے اور اسی طرح تیسرے طُہر میں تیسری طلاق دے۔

اس طلاق کا حکم یہ ہے کہ تیسری طلاق سے پہلے رجوع کرسکتا ہے اور اگر تیسری طلاق دے دے تو طلاق، مغلظہ ہوگئی اب نہ رجوع کرسکتا ہے نہ نکاح کرسکتا ہے۔

یاد رہے کہ جس عورت کو ہمبستری یا خلوت صحیحہ (علیحدگی میں شوہر کے ساتھ اتنا وقت کہ ہمبستری ممکن ہو رہنے) کے بغیر طلاق ہو جائے تو اس کی کوئی عدت نہیں

طلاقِ بدعی: یہ طلاق مکروہ ہے لیکن واقع ہو جاتی ہے اور وہ ایام حیض یا حالت حمل میں طلاق دینا ہے یا اکٹھی تین طلاقیں دینا ہے کہ اس کے بعد رجوع اور تجدید نکاح کی کوئی صورت (ماسوائے حلالہ شرعیہ کے) باقی نہیں رہتی۔

عدتِ طلاق: "وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ" کے مطابق جس عورت کو ایک یا دو یا تین طلاقیں ہو جائیں تو حیض والی عورت کی عدت تین حیض ہے اور حاملہ کی عدت وضعِ حمل ہے اسی طرح خلع کرنے والی عورت کی عدت بھی تین حیض ہے اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہے۔

وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ

اور اُن کے لیے حلال نہیں کہ وہ چھپائیں جو اللہ نے اُن کے رحموں میں پیدا کیا اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ اور یوم آخرت پر

الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ

اور اُن کے شوہر اس (مدت) میں اُن کے لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں بشرطیکہ وہ حالات سنوارنے کا ارادہ رکھتے ہوں اور عورتوں کے

یاد رہے کہ حیض کے دورانِ طلاق بدعی کی صورت میں یہ حیض تین حیضوں میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے اور اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت اور سوگ چار ماہ اور دس دن ہے۔

❁ ...... **وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ :** طلاق والی عورت یا جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ سچ سچ بتائے کہ وہ حاملہ (اُمیدوار) ہے یا نہیں تا کہ اس کی حالت کے مطابق اس کی عدت کا تعین کیا جائے۔

❁ ...... **وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا:** کسی عورت کی عدت گزر جائے اور طلاقیں تین سے کم ہوں تو وہ پہلے شوہر سے یا جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے لیکن پہلے شوہر کے لیے ضروری ہے کہ حالات سنوارنے میں پختہ ارادہ رکھتا ہو لیکن حتمی فیصلہ عورت نے ہی کرنا ہے۔

❁ ...... **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ:** گھر کے نظام میں اگرچہ حاکمیت مرد کی ہے لیکن حقوق و فرائض دونوں کے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے لیے لباس کی طرح ہیں۔

عورتوں کے حقوق : مرد عورت سے محبت کرے، اسے عزت دے، عورت کی نفسیات سمجھ کر معاملات چلائے، ہٹ دھرمی اور تشدد ہرگز اختیار نہ کرے، اعلیٰ اخلاق اور عفو و درگزر کا مظاہرہ کرے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخَیْرُ كُمْ خَیْرُ كُمْ لِنِسَآئِهِمْ (۲۰۷) مومنین سے ایمان میں زیادہ کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہو یعنی بیوی کی عزت افزائی کرے، پردہ پوشی کرے اور کھانے، علاج، لباس اور علیحدہ رہائش کی ذمہ داریاں انجام دے بلکہ عورت کے نابالغ بچوں کے تمام اخراجات بھی مرد کے ذمہ میں ہیں۔

مردوں کے حقوق : ارشاد نبوی ہے: وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهٖ عَلَیْهَا ترجمہ: اگر کسی انسان کو سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کے عظیم حق کی وجہ سے سجدہ کرے (۲۰۸)

لہذا ایک صالح عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی تعظیم و محبت کے ساتھ اطاعت بجالائے، اس کی عزت افزائی کرے، اس کی جان، مال، اولاد، گھر اور عزت کی حفاظت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑے اور اپنا مطالبہ منوانے کے لیے شوہر سے ضد نہ کرے اگر شوہر کو قائل نہ کر سکے تو شوہر پر حتمی و آخری فیصلہ چھوڑ دے۔

(۲۰۷) جامع ترمذی، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، الرقم: 1162۔ (۲۰۸) مسند احمد، الرقم: 12614۔ ☆ مجمع الزوائد، باب فی معجزاتہ، الرقم: 14153

۲۸ ع ۱۲

عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠ (۲۲۸)

(حقوق) ہیں جیسا کہ اُن پر (فرائض) ہیں اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے ۔ O

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ

طلاق دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ۔

ارشادنبوی ہے:اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ (۲۰۹) ترجمہ: جوعورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا شوہراس سے راضی ہوتو وہ عورت ضرور جنت میں جائے گی۔

❁...... وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ :(اور مردوں کوعورتوں پر فضیلت ہے)

اوردوسری جگہ ہے: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ:(۲۱۰) یعنی مردعورتوں پر قوّام ہیں،''قوّام'' کامعنی امیر، حاکم وغیرہ کے ہیں تو بات ختم ہوگئی کہ خالقِ کائنات نے خود گھر کے نظام میں شوہرکو بیوی کا حاکم وامیر مقرر فرمادیا ہے۔۔

مرد کے عورت پر حاکم ہونے کی چند وجوہ:

(۱)...... اللہ نے مردکوعورت پر جسمانی قوت، بہادری، اعصاب کی مضبوطی، قوت برداشت، حواس خمسہ اور عقلی قوتوں کے تیز ہونے، معاملہ فہمی، قوت فیصلہ اور دیگر بہت سی خوبیوں میں واضح برتری عطا فرمائی ہے۔

(۲)...... عورت اور اس کے نابالغ بچوں کے اخراجات خوراک، رہائش، لباس، علاج وغیرھا مرد کے ذمہ میں ہیں اس لیے بھی گھر کی سربراہی اور آخری وحتمی فیصلے کا حق شوہرکودیا گیا ہے۔

(۳)...... ارشادباری تعالیٰ ہے: بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (۲۱۱) ترجمہ:''اس مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے'' کے مطابق طلاق کا اختیار بھی مردکودیا گیا ہے اور عورت کوایسا کوئی اختیار نہیں۔

(۴)...... اسلام میں دوعورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر رکھی گئی ہے۔

❁...... اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ: یعنی طلاق رجعی دودینے کے بعد یاتو رجوع کر کے اچھے طریقے سے آباد کاری کرے یا پھر تیسری طلاق دے کر اچھے اور باعزت طریقے سے فارغ کردے۔

طلاق رجعی اور طلاقِ بائنہ:

اگر صریح لفظ سے ایک یا دو طلاق دی تو یہ طلاق ''رجعی طلاق'' ہوگی ۔اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے دوران شوہر بغیر نئے نکاح کے ہمبستری یا زبان سے نکاح بحال کرسکتا ہے اور اسے ''رجوع'' کہا جاتا ہے اور اگر عدت گزر جائے تو ایک یا دو طلاقیں بائنہ ہوجاتی ہیں اب شوہر کے رجوع کے اختیارات ختم ہوجاتے ہیں اور۔عورت اس سے یا جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

(۲۰۹) جامع ترمذی، باب ماجاء حق الزوج علی المرأة، الرقم:1161۔سنن ابن ماجہ، باب حق الزوج علی المرأة، الرقم:1854

(۲۱۰) سورہ النساء:34 (۲۱۱) سورہ بقرہ:237

وَ لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ شَیۡئًا اِلَّاۤ اَنۡ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ؕ
اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم کچھ لے لو جو تم نے اُن کو دیا تھا مگر یہ کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے۔
فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِہٖ ؕ تِلۡکَ حُدُوۡدُ
پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس میں جو عورت نے خلع کا بدل دیا، یہ
اللّٰہِ فَلَا تَعۡتَدُوۡہَا ۚ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (۲۲۹)
اللہ کی حدیں ہیں تم اُن سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو یہ لوگ ظالم ہیں ○

طلاق بائنہ : عموماً کنایہ الفاظ سے ہوتی ہے مثلاً یہ کہ کہے: "تو آزاد ہے" طلاق کی نیت سے کہے یا مذاکرہ طلاق ہو تو ایسے الفاظ سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر یا عدت کے بعد عورت کی مرضی سے نیا نکاح کیا جا سکتا ہے اور عورت کو یہ اختیار بھی ہے کہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

❁ **وَ لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ شَیۡئًا** : یعنی عورت کو جو حق مہر یا خرچہ یا تحائف دے چکا ہے وہ واپس نہ لیا جائے مگر یہ کہ نکاح کے بعد ہمبستری نہیں کی اور نہ ہی خلوت صحیحہ (علیحدگی میں عورت کے ساتھ رہنا) کی تو آدھا حق مہر واپس لے سکتا ہے۔

❁ **فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِہٖ** : خلع کیا ہے؟ کوئی عورت اپنے شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہو تو حق مہر یا کوئی اور چیز دے کر شوہر کی رضا مندی سے طلاق حاصل کرے تو اسے خلع (چھٹکارا) کہا جاتا ہے۔ خلع سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ دورانِ عدت یا عدت گزار کر اسی خاوند سے یا عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

عہد نبوی میں حضرت جمیلہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ نبوی میں اپنے شوہر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے سخت بیزاری کا اظہار کیا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ثابت سے صورتحال بیان کی تو انہوں نے عرض کی: اگر میرا باغیچہ واپس کر دے تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں چنانچہ اسی طرح ہوا۔ (۲۱۲)

ایک ضروری وضاحت : آج کل جو رواج ہے کہ بعض عورتیں اپنے شوہروں پر صحیح یا غلط الزام لگا کر شوہر کی طرف سے طلاق حاصل کیے بغیر ججوں سے یک طرفہ خلع لے کر کسی اور سے نکاح کر لیتی ہیں یہ درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (۲۱۳) ترجمہ: نکاح کی گرہ اس (خاوند) کے ہاتھ میں ہے۔ اور ارشادِ نبوی ہے: لَا طَلَاقَ لِمَنْ لَمْ يَمْلِكْ (۲۱۴) ترجمہ: طلاق وہ نہیں دے سکتا جو مالک نہ ہو۔

شوہر کی رضا مندی کے بغیر خلع نہیں ہوتا نیز قاضی کے لیے مسلمان ہونا، فقیہ ہونا اور پرہیز گار ہونا ضروری ہے جبکہ آج کل کے ججوں کے لیے یہ شرطیں نہیں رکھی گئیں ہیں۔

مسئلہ : اگر خلع کا مسئلہ عورت اٹھائے تو حق مہر کے برابر مال دے کر شوہر سے طلاق لے لے تو یہ جائز ہے اور اگر مرد نے خلع کی پیش کش کی ہو تو مرد کے لیے کچھ لینا مکروہ ہے۔

(۲۱۲) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۲۱۳) سورہ بقرہ: 237۔ (۲۱۴) مستدرک، الرقم: 3570۔ معجم الکبیر، الرقم: 11467

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

پھر اگر وہ اسے (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے اس کے بعد حلال نہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے ہم بستری کرے

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ: "فا" تعقیب مع الوصل کے لیے ہوتی ہے اور اس کا تعلق " اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ " سے ہے یعنی پہلی دو کے ساتھ ہی اگر تیسری طلاق دے دے تو اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ عدت گزار کر کسی اور شوہر سے ہمبستری نہ کرے۔ لہذا اس آیت میں وقفہ کے ساتھ تین طلاقیں دینے کی طرح دو طلاقوں کے ساتھ تیسری طلاق ملا کر دینے کو بھی تین طلاقیں قرار دیا گیا ہے اور اسی پر ائمہ اربعہ (چاروں اماموں) کا اجماع ہے اور دورِ حاضر کے اہلسنت بریلوی، علماءِ دیوبند، جامعہ الازہر مصر کے علماء حتی کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ یعنی حرمین شریفین کے موجودہ علماء تین طلاقوں کو اکٹھی ہوں یا ایک ایک ماہ کے وقفہ سے ہوں اس آیت کے رو سے تین طلاقیں قرار دیتے ہیں۔

مکہ مکرمہ یونیورسٹی کے سینئر استاذ اور مسجد حرام کے ایک بڑے استاذ علامہ شیخ محمد علی صابونی اپنی تفسیر "روائع البیان" میں لکھتے ہیں: فَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَاَئِمَّةُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ اِلٰى اَنَّهٗ يَقَعُ ثَلٰثًا (۲۱۵) یعنی جمہور صحابہ کرام اور جمہور تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۶) اور حضرت ملا علی القاری مکی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۷) نے ائمہ اربعہ کے اجماع کا ذکر کیا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

مخالفین کی دلیل کہ مسلم شریف میں ہے "رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت اور حضرت عمر کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں طلاق ثلاث کو ایک طلاق شمار کیا جاتا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے اس کام میں عجلت شروع کر دی ہے جس میں ان کے لیے مہلت تھی تو اگر ہم بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا پھر انہوں نے تین طلاقوں کے نافذ کرنے کا حکم دیا۔"

علامہ صابونی نے حدیثِ طاؤس (مذکورہ بالا حدیث) کو "وھم اور غلط" اور حدیثِ رکانہ کو "مضطرب و منقطع" کہا ہے:۔ (۲۱۸)

چیلنج: اور میں راقم الحروف کہتا ہوں کہ روایتِ مسلم (مذکورہ بالا حدیث) میں غور کرنے سے ایک عام مسلمان پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کی موجودگی میں شریعتِ مصطفٰے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو تبدیل کریں اور تمام صحابہ کبار رضی اللہ عنہم خاموش رہیں۔

نیز روایتِ مسلم شاذ ہے کیونکہ اس روایت کے راوی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دے دی ہیں تو آپ نے فرمایا: تَاْخُذُ ثَلٰثًا وَتَدَعُ سَبْعًا وَّتِسْعِيْنَ ترجمہ: تین لے لو ستانوے چھوڑ دو (۲۱۹)

نوٹ: جب روایت کا راوی روایت پر عمل نہ کرے یا اس کے خلاف فتویٰ دے تو روایت شاذ و معلل ہو جاتی ہے۔

پاکستان میں جو لوگ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں اکٹھی صرف ایک طلاق ہے ان کو چیلنج ہے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے

(۲۱۵) روائع البیان تفسیر آیات الاحکام، باب المحاضرۃ السابعۃ عشرۃ، ص 333۔ (۲۱۶) شرح النووی علی مسلم، باب طلاق الثلاث زیر بحث حدیثِ طاؤس
(۲۱۷) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ، باب الخلع والطلاق، زیر بحث حدیث نمبر 3292 (۲۱۸) روائع البیان تفسیر آیات الاحکام، باب المحاضرۃ السابعۃ عشرۃ، ص 336
(۲۱۹) السنن الکبری للبیہقی، الرقم: 14977

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ

پھر اگر وہ اسے طلاق دیدے تو اِن دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں باہم رجوع کر لیں بشرطیکہ وہ دونوں سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے

وَ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ‏(۲۳۰) وَ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں وہ انہیں بیان فرماتا ہے ایسے لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں O اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت پوری

فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۚ وَ لَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ

کر لیں تو تم انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اُن کو اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور تم اُن کو تکلیف دینے کے لیے نہ روکو تاکہ تم حد سے بڑھو

موجودہ اماموں سے مہر کے ساتھ فتویٰ لائیں کہ اُن کی فقہ حنبلی میں اکٹھی تین طلاقیں صرف ایک طلاق قرار پاتی ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ چاروں فقہوں میں تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا علیحدہ علیحدہ ہوں تین طلاقیں شمار ہوتی ہیں۔

نیز یہ کہ روایتِ مسلم میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا اپنا ایک لفظ بھی نہیں یہ طاؤس کا وہم ہے اور یہ روایت قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر صحیح اور مردود ہے۔ اسی لیے امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں یہ روایت نہیں لائے۔

آخر میں دو مرفوع حدیثیں لاتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقوں کو خود نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے نافذ فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین اکٹھی طلاقیں دے دیں اور اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اُس شوہر نے بھی طلاق دے دی پھر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا گیا کہ آیا یہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند پہلے کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔ (۲۲۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطۡلِيۡقَاتٍ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم فَاَنۡفَذَهٗ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم (حضرت عویمر رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے اِن تین طلاقوں کو نافذ فرمایا (۲۲۱)

مذکورہ حدیثِ عویمر کو ناصر الدین البانی (۲۲۲) اور محمد علی شوکانی (۲۲۳) نے صحیح کہا ہے۔

یہ تو قرآن وحدیث ہے اور درایت کی رو سے بھی اگر کسی کو تین کتابیں ہر ماہ ایک ایک کتاب دی جائے تو وہ تین کتابیں شمار ہوں گی اور اگر تین کتابیں اکٹھی ایک مجلس میں دی جائیں تو وہ بھی تین ہوں گی لہٰذا تین اکٹھی طلاقوں کو ایک قرار دینے والے اپنے دماغ کا بھی علاج کروائیں اور تین طلاقوں کے بعد ایک طلاق کا فتویٰ دے کر زنا کرانے والے جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں اور لوگوں کو بھی بچائیں۔

وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا: یعنی مطلقہ رجعی سے رجوع تنگ کرنے کے لیے نہ کرو۔ یہ آیت حضرت ثابت بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب عدت پوری ہونے میں دو تین دن رہ گئے تو رجوع کر لیا (۲۲۴)

(۲۲۰) صحیح بخاری، باب التبسم والضحک، الرقم: 6084۔
(۲۲۱) سنن ابی داؤد، باب فی اللعان، الرقم: 2250
(۲۲۲) صحیح سنن ابی داؤد، باب فی اللعان، ج 7، ص 20۔
(۲۲۳) نیل الاوطار، کتاب اللعان، ج 6 ص 322
(۲۲۴) تفسیر طبری، تفسیر مظہری، تفسیر در منثور، زیر بحث آیت مذکورہ۔

وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰیٰتِ اللّٰہِ ہُزُوًا ۫ وَّ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ

اور جو یہ کرے گا یقیناً اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور تم اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ اور تم اپنے آپ پر اللہ کی نعمت کو یاد رکھو

اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ الۡکِتٰبِ وَ الۡحِکۡمَۃِ یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اعۡلَمُوۡۤا

اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی وہ تمہیں اس کے ساتھ نصیحت فرماتا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو

اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡہُنَّ ع ۲۹ ۱۳

بیشک اللہ ہر شئے کو جاننے والا ہے ○ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو تم انہیں منع نہ کرو

وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰیٰتِ اللّٰہِ ہُزُوًا: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں لوگ غلام آزاد کرتے یا عورت کو طلاق دیتے تو کہتے ہم یہ ہنسی مذاق سے کرتے ہیں۔ چنانچہ حکم ہوا کہ احکام الٰہیہ کو مذاق نہ بناؤ (۲۲۵) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ثَلٰثٌ جِدُّھُنَّ جِدٌّ وَّ ھَزْلُھُنَّ جِدٌّ: اَلنِّکَاحُ وَ الطَّلَاقُ وَ الرَّجْعَۃُ (۲۲۶) ''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے نمبر1: نکاح، نمبر2: طلاق، نمبر3: رجوع''

وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ الۡکِتٰبِ وَ الۡحِکۡمَۃِ یَعِظُکُمۡ بِہٖ: نعمت اللہ سے مراد نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم ہیں بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نعمۃ اللہ العظمٰی (اللہ کی سب سے بڑی نعمت) ہیں اور پھر قرآن مجید اور ان کی سنت کے احکام سے تمہیں نوازا ہے۔ لہٰذا تمہیں خیر الامم کا کردار ادا کر کے اسلام اور امت مسلمہ کی سربلندی کا ذریعہ بننا ہے۔

وَ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡہُنَّ اَنۡ یَّنۡکِحۡنَ اَزۡوَاجَہُنَّ: شانِ نزول: سنن ابی داؤد میں ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ کر دیا پھر اس نے ایک رجعی طلاق دے دی پھر اسے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ عدت پوری ہوگئی جب وہ نکاح کا پیغام دینے پھر میرے پاس آیا تو میں نے کہا: خدا کی قسم! میں اس کا نکاح کبھی تمہارے ساتھ نہیں کروں گا۔ تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اپنی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا (۲۲۷)

بالغ عورت اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہے :

اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ عورتوں کے اولیاء (اصحابِ اختیار) عورتوں کا نکاح کر دیں بلکہ فرمایا ''یَنْکِحْنَ'' (وہ خود نکاح کریں) اس سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ بالغ عورت اپنے آپ پر خود ولایت رکھتی ہے لہٰذا کُفو یعنی جوڑ کے مرد سے نکاح کرنے میں وہ خود مختار ہے اور اگر جوڑ سے کم مرد سے نکاح کرے تو پھر اس کے اولیا اعتراض کر سکتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ

(۲۲۵) تفسیر در منثور للسیوطی، زیر بحث آیت مذکورہ (۲۲۶) سنن ابی داؤد، باب فی الطلاق علی الھزل، الرقم: 2194۔ (۲۲۷) سنن ابی داؤد، باب فی العضل، الرقم: 2087

اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ

کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں جب کہ وہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہوں، یہ نصیحت اسے کی جاتی ہے جو ایمان رکھتا ہے

مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ

اللہ اور یوم آخرت پر، یہ (حکم) تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔ ○

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور مائیں دودھ پلاتی ہیں اپنے بچوں کو پورے دو سال اس کے لیے جو چاہے کہ وہ دودھ

وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا (۲۲۸) ترجمہ: بیوہ یا مطلقہ اپنے آپ پر اپنے ولی سے زیادہ حق ولایت رکھتی ہے اور کنواری عورت سے بھی اجازت لی جائے اور اس کی خاموشی بھی اس کی اجازت ہے۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے والد نے اُن کے انکار کے باوجود نکاح کر دیا تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے اس نکاح کو مسترد فرما دیا۔ (۲۲۹)

اہم نصیحت: لیکن لڑکیوں کو چاہیے کہ وہ گھر سے فرار ہو کر اپنی اور اپنے خاندان کی عزت تار تار نہ کریں بلکہ اپنے والد اور دیگر اولیاء کو اعتماد میں ضرور لیں اور والدین کو بھی چاہیے کہ اولاد پر اپنی مرضی نہ ٹھونسیں اور اولاد کی شادیاں اُن کی مرضی کے مطابق کریں۔

﴾ وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ: جدید طب بھی اس پر متفق ہوئی ہے کہ بچے کے لیے سب سے عمدہ اور طاقتور خوراک ماں کا دودھ ہے اور خالق کائنات بھی یہی ارشاد فرما رہا ہے کہ مائیں دو سال دودھ پلائیں۔ "لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ" میں اشارہ ہے کہ دودھ کی مدت دو سال پوری کرنا لازمی نہیں بلکہ اس سے کم مدت میں بھی دودھ چھوڑایا جا سکتا ہے۔

اہم مسائل: ماں کے لیے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے اگر والد کے پاس دائی سے دودھ پلوانے یا دودھ یا مصنوعی خوراک خریدنے کی طاقت نہ ہو یا بچہ ماں کے سوا کسی عورت کا دودھ نہ پیتا ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ماں کے لیے دودھ پلانا واجب نہیں، مستحب ہے۔

مسئلہ: ماں کے لیے نکاح اور عدت کے دوران بچے کو دودھ پلانے کی اجرت ممنوع ہے البتہ عدت گزرنے کے بعد دوسری دائیوں کے برابر اجرت بچے کے والد یا والدہ ہونے کی صورت میں بچے کے ولی سے لے سکتی ہے۔

حرمت رضاعت کے مسائل: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ڈھائی سال کی عمر تک بچہ جس عورت کا ایک قطرہ دودھ بھی پی لے تو وہ عورت اس کی رضائی ماں ہے اور اس کی اولاد اس بچے کے رضائی بہن بھائی بن جاتے ہیں۔

اہم مسئلہ: بچہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔

(۲۲۸) صحیح مسلم، باب استئذان الثیب فی النکاح، الرقم: 1421 (۲۲۹) صحیح بخاری، باب اذا زوج ابنتہ وھی کارھۃ، الرقم: 5138

يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

کی مدت پوری کرے اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ماؤں کی خوراک اور لباس حسب دستور، اور کسی شخص کو تکلیف نہ دی جائے

اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ

مگر اس کی طاقت کے مطابق اور والدہ کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے کی وجہ سے اور نہ والد کو اس کے بچے کی وجہ سے اور بچے کے

ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ

ولی (صاحب اختیار) پر بھی اسی طرح لازم ہے، اور اگر وہ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں اور اگر

اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

تم چاہو کہ تم دایہ سے دودھ پلواؤ تو تمہیں کوئی مضائقہ نہیں جب تم ادا کردو جو تم نے دینا مقرر کیا اچھے طریقے سے

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۲۳۳) وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور تم جان لو بیشک اللہ جو تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے ○ اور وہ لوگ جو تم سے وفات پا جائیں اور

اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن روکیں، پھر جب وہ اپنی عدت پوری کریں تو تم پر کوئی گناہ نہیں

۞ .... وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ: بچے کی ماں کے دودھ پلانے کے دوران خوراک ولباس اور رہائش کے تمام اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اور باپ نہ ہو تو دادا پھر پردادا اگر وہ بھی نہ ہو تو بھائی یا اس کے بیٹے اگر نہ ہوں تو والد کے بھائی وغیرہ۔

یاد رہے کہ والد کو مولود لہ کہہ کر واضح فرمایا ہے کہ بچے کا نسب والد کی طرف منسوب ہوگا نہ کہ والدہ کی طرف۔

مسئلہ: مال دار شخص کے لیے اپنے چھوٹے بچوں کی طرح اپنے تمام محرم رشتہ داروں جو اپاہج یا نادار ہوں کے اخراجات ادا کرنا شرعاً واجب ہے محرم عورتیں وہ ہیں جن سے نکاح حرام ہے محرم مرد وہ ہے کہ اگر وہ عورت ہوتی تو اس سے نکاح جائز نہ ہوتا۔

۞ .... لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ: اس میں والد اور والدہ دونوں کو ضرر یعنی نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے باپ کی طرف سے ضرر یہ ہے کہ والدہ سے بچہ چھین لے یا والدہ کو اخراجات و رہائش مہیا نہ کرے وغیرہ اور والدہ کی طرف سے ضرر یہ ہے کہ بچے کو بروقت دودھ نہ پلائے، دودھ کو درست رکھنے کے لیے پرہیز نہ کرے، بچے کی صحیح نگرانی نہ کرے یا اخراجات حد سے زیادہ کرے وغیرہ

۞ .... وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ: یہاں وارث سے مراد ولی (اصحاب اختیار) ہے جو باپ کے بعد دادا ہے پھر پردادا ہے اور آگے جو عصبات ہوں گے عصبات کی تفصیل سورہ بقرہ آیت نمبر 181 میں ملاحظہ کریں۔

۞ .... وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا: یہاں ایسی عورت کی

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۲۳۴) وَ لَا جُنَاحَ
اس میں جو وہ اپنے بارے میں موافقِ شرع کریں ،اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو خبر رکھنے والا ہے ۔O اور تم پر کوئی گناہ نہیں
عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ
اس میں کہ تم اشارہ کنایہ سے عورتوں کو پیغامِ نکاح دو یا تم اپنے دلوں میں چھپا کر رکھو اللہ کو علم ہے کہ جلد تم
سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ۬ وَ لَا تَعْزِمُوْا
اُن سے ذکر کردو گے ،لیکن تم اُن سے کوئی خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ موافقِ شرع بات کرو ،اور تم نکاح کی گرہ
عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
پکی نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہوجائے اور تم جان لو بیشک اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے

عدت بیان ہورہی ہے جس کا شوہر وفات پا جائے ۔یاد رہے کہ ایسی عورت اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے اور حاملہ ہو تو ہر حاملہ کی عدتِ وفات اور طلاق وخلع کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچے کا نامکمل یا مکمل پیدا ہونا ہے۔

مسئلہ: مطلقہ اور بیوہ عورت عدت گزارنے کے بعد شریعت کے مطابق نکاح کرنے میں خود مختار ہے۔

عدت اور سوگ کے ضروری مسائل: غیر حاملہ عورت کے لیے موت کی عدت اور سوگ چار ماہ اور دس دن ہے جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے:لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تَحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا (۲۳۰) ترجمہ:کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے ماسوائے شوہر کے فوت ہونے کے چار ماہ اور دس دن۔

سوگ یہ ہے کہ زینت ترک کرے ۔رنگین اور ریشمی کپڑے نہ پہنے ،خوشبو ،سرمہ ،تیل استعمال نہ کرے ،مہندی اور وسمہ بھی استعمال نہ کرے ،حج وعمرہ پر بھی نہ جائے ۔سخت مجبوری (ایمرجنسی) کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔

اور یہ ترکِ زینت بائنہ اور مغلظہ طلاق والی عورتوں کے لیے بھی ہے البتہ رجعی طلاق والی عورتوں کے لیے ترکِ زینت کا حکم نہیں۔

……وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ: طلاق اور وفات کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح کرنا ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ نہ صرف نکاح کرنے والا مرد اور عورت بلکہ جس جس کو پتہ ہو کہ یہ عورت ابھی عدت میں ہے اور وہ مجلس نکاح میں بیٹھے ،وکیل یا گواہ بنے ،یا نکاح پڑھائے سب دائرہ اسلام سے خارج ہوجائیں گے اور اُن پر تجدید اسلام اور اگر شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح لازم ہے۔(۲۳۱)

(۲۳۰) صحیح بخاری ، باب تحد المتوفی عنها زوجها اربعة اشهر ، باب 5334۔ (۲۳۱) فتاوی رضویہ ،جلد 11 ص 266

۳۰ ع ۱۴

فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا

تو تم اس سے ڈرتے رہو، اور جان لو یقیناً اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔O تم پر گناہ نہیں اگر تم نے ایسی عورتوں کو طلاق دے دی جن سے تم

لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ

نے ابھی مقاربت نہیں کی یا اُن کے لیے حق مہر مقرر نہیں کیا اور تم انہیں برتنے کی چیزیں دو۔ خوشحال پر اس کی حیثیت کے مطابق اور

عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًاۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ

اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق برتنے کا سامان حسب دستور واجب ہے نیکوکاروں پر O اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ

اس سے پہلے کہ تم اُن سے مقاربت کرتے اور تم نے اُن کے لیے حق مہر مقرر کر دیا ہوا تھا تو نصف ہے جو تم نے مقرر کیا تھا مگر

...... **لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً:** ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک خاتون سے بغیر حق مہر مقرر کیے نکاح کیا اور مقاربت یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دی تو شوہر کو ایسی صورت میں خاتون کو برتنے کا سامان (ایک قمیص، ایک دوپٹہ اور ایک پورے جسم کو ڈھانپنے والی بڑی چادر) دینے کا حکم دیا گیا ہے۔(۲۳۲)

یاد رہے کہ ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق ہو جائے تو اس طلاق کی کوئی عدت نہیں، عورت جب چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

حق مہر کے مسائل :

حق مہر وہ مال ہے جو شوہر پر بیوی کا شرعی حق ہے اور اس کی کم از کم مقدار دس درہم (30 ماشہ چاندی یا 29.16 گرام چاندی) ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں عورت یا اس کا ولی حق مہر کی مقدار شوہر سے طے کرتا ہے۔ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرہ کا حق مہر 400 درہم (1.7 کلوگرام چاندی) مقرر فرمایا تھا۔(۲۳۳)

مہر مسمّٰی: اگر نکاح کے موقع پر ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے پہلے حق مہر مقرر ہو جائے تو اسے مہر مسمّٰی کہتے ہیں۔

مہر مثلی: اگر ہمبستری سے پہلے حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو مہر مثلی لازم ہو جاتا ہے۔ مہر مثلی سے مراد ہے کہ اس کے خاندان میں اس معیار کی کسی لڑکی کا جو حق مہر مقرر ہوا تھا وہ اس لڑکی کے لیے مہر مثلی ہوگا۔

مہر مسمّٰی اور مہر مثلی کی ادائیگی کا حکم :

مہر مسمّٰی میں اگر ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو جائے تو آدھا حق مہر ادا کرنا واجب ہے اور ہمبستری یا خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق ہو تو پورا مہر مسمّٰی ادا کرنا واجب ہے۔

مہر مثلی کی صورت میں اگر ہمبستری یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق ہو تو پورا مہر مثلی ادا کرنا واجب ہے اور ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے

(۲۳۲) السنن الکبریٰ للبیہقی، باب التفویض قال اللہ تعالیٰ: لا جناح، الرقم: 14405 ۔ (۲۳۳) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ، باب الصداق، ج 5 ص 2100

اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ

یہ کہ وہ معاف کردیں یا وہ معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور (اے مردو!) تمہارا معاف کرنا پرہیزگاری کے بہت

وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۲۳۷)

قریب ہے اور تم آپس کے احسان کو نہ بھلاؤ ، بیشک اللہ جو تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے ۔ O

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ (۲۳۸)

تم نمازوں پر پابندی کرو اور (خصوصاً) درمیانی نماز پر اور قیام کرو اللہ کے لیے ادب کرتے ہوئے

پہلے طلاق ہو تو عورت کو تین کپڑے (ایک قمیص، دوپٹہ اور ایک بڑی چادر) مرد کی حیثیت کے مطابق دینا واجب ہے۔

❁ ...... **اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ:** عورت کا معاف کرنا یہ ہے کہ وہ حق مہر میں کمی کردے یا مقرر ہونے کے بعد سارا چھوڑ دے اور مرد کا معاف کرنا یہ ہے کہ اس نے عورت کو پورا حق مہر دے دیا تھا اور ہمبستری یا خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دے دی تو نصف حق مہر واپس لینا تھا سارا یا کچھ چھوڑ دے۔

❁ ...... **وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ:** طلاق کے باوجود بھی مکارم اخلاق کی تعلیم دی جارہی ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کی نیکیوں کو یاد رکھو اور ایک دوسرے پر الزامات نہ لگاؤ۔

❁ ...... **حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى:** نکاح، طلاق، اور حق مہر جیسے احکام کے ساتھ نماز کی پابندی کا حکم دیا ہے کیونکہ بندہ جب اللہ کے حقوق انجام دیتا ہے تو وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی برکت سے حقوق العباد بھی ادا کرنے لگتا ہے۔

نماز کی فرضیت کے احکام:

ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ کلمہ گو شخص اگر نماز کا انکار کردے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک تارکِ نماز بھی کافر اور واجب القتل ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو شخص نماز کی فرضیت کو مانتا ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو تو وہ فاسق و فاجر ہے۔ حاکم اسلام کو چاہیے کہ اسے قید میں رکھے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔

نماز کے بے شمار فضائل و فوائد ہیں۔ فرمانِ نبوی ہے: مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ (۲۳۴) نماز جنت کی چابی ہے اور فرمان نبوی ہے: اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ (۲۳۵) ترجمہ: روزِ قیامت بندے کے اعمال سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر یہ حساب ٹھیک ہو گیا تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور فلاح پا جائے گا اور اگر یہ حساب درست نہ ہوا تو وہ خسارے اور نقصان میں رہے گا۔

اور یہ بھی ارشاد نبوی ہے: مَنْ حَافَظَ عَلَیْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْهَا لَمْ یَكُنْ لَّهٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ وَّكَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ (۲۳۶) ترجمہ: جو نماز پر پابندی

(۲۳۴) جامع ترمذی، باب ماجاء ان مفتاح الصلوۃ الطہور، الرقم: 4۔ (۲۳۵) جامع ترمذی، باب ماجاء ان اول مایحاسب، الرقم: 413

(۲۳۶) مسند احمد، الرقم: 6576۔ صحیح ابن حبان، باب الوعید علی ترک الصلوۃ، الرقم: 1467

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

تو اگر تم حالت خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار، پھر جب تم حالتِ امن میں ہو تو اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ اس نے تمہیں تعلیم دی جو تم نہیں

تَعْلَمُوْنَ (۲۳۹) وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

جانتے تھے ○ اور جو تم میں سے وفات پانے لگیں اور وہ بیویاں چھوڑ رہے ہوں اپنی بیویوں کے لیے وصیت کرنی ہے

کرے گا تو نماز روزِ قیامت اس کے لیے نور، روشن دلیل اور نجات ہو گی اور جو نماز پر پابندی نہ کرے تو نماز اس کے لیے نور، روشن دلیل اور نجات نہیں ہو گی اور بے نمازی روزِ قیامت قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔ نماز کی تفصیلی برکات اور فضائل کے لیے ''خطبات ومقالات افضلیہ'' کا مطالعہ کریں۔

وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگِ خندق میں نماز عصر فوت ہو گئی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا (۲۳۷)
ترجمہ: کفار نے ہمیں درمیانی نماز نمازِ عصر سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ اُن کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

اس حدیث پاک میں خود نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز عصر کو نماز وسطیٰ قرار دیا ہے۔

نماز عصر کو وسطیٰ کہنے کی وجہ: وقتِ عصر بڑی مصروفیت کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت دن والے فرشتے واپس آسمان کی طرف جانے کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں اور رات والے فرشتے زمین پر نازل ہو رہے ہوتے ہیں۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا: اور اگر حالت خوف ہو، جنگ ہو رہی ہو یا درندوں یا کسی اور کا خوف ہو تو جس طرح ممکن ہو نماز پڑھنا ضروری ہے۔

نماز خوف بالجماعت کا طریقہ:

اگر مسلمانوں اور کفار کے لشکر آمنے سامنے ہوں لیکن لڑائی بند ہو تو آدھا لشکر دشمن کے سامنے موجود رہے اور امام آدھے لشکر کو دو رکعتی نماز کی ایک، 3 رکعتی نماز کی دو اور چار رکعتی نماز کی دو رکعتیں پڑھائے۔ اس کے بعد یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے جائیں اور دشمن کے سامنے والے امام کے پیچھے باقی نماز پڑھیں۔ امام سلام پھیرے لیکن یہ پھر دشمن کے سامنے چلے جائیں اور دشمن کے سامنے والے واپس آ کر نماز مکمل کریں پھر دشمن کے سامنے چلے جائیں اور دشمن کے سامنے والے واپس آ کر نماز مکمل کر لیں۔

اگر جنگ بند نہ ہو تو پیدل یا سواری پر اور جدھر منہ ہو اشارے کے ساتھ بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا: یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا لیکن اب عدت اور خرچہ ورہائش کا حکم وضعِ حمل تک ہے اگر بیوی حاملہ نہ ہو تو عدت چار ماہ اور دس دن ہے اور اسکے علاوہ فوت ہونے والے شوہر کے صاحبِ اولاد ہونے کی صورت میں کفن ودفن کے اخراجات اور قرضوں کی ادائیگی اور تیسرے حصے تک وصیت پر عمل کرنے کے بعد بیوہ کا حصہ ترکہ کا آٹھواں (1/8) ہے اور اگر متوفی شوہر صاحب اولاد نہ ہو تو بیوہ کا چوتھا حصہ (1/4) ہے اور اگر بیوگان ایک سے زیادہ ہوں تو یہ ایک بیوہ کا حصہ سب میں برابر برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲۳۷) صحیح مسلم، باب الدلیل لمن قال الصلوٰۃ الوسطیٰ، الرقم: 627

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ

ایک سال کے خرچہ کی بغیر گھر سے نکالنے کے پھر اگر وہ خود نکلیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں جو انہوں نے اپنے بارے میں کیا

مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۴۰) وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى

مناسب طریقے سے اور اللہ غالب دانا ہے ۔O اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے لیے خرچہ ہے مناسب طریقے سے ، واجب ہے

۳۱ ع ۱۵

الْمُتَّقِيْنَ (۲۴۱) كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۠ (۲۴۲) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

پرہیز گاروں پر O اور اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو O اے محبوب ! کیا آپ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ

جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے تو اللہ نے انہیں کہا: مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (۲۴۳)

بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے O

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ : مطلقہ عورتوں کو عدت کے دوران خرچہ اور رہائش دینا فرض ہے اور مذکورہ بالا مطلقہ جس کا حکم ابھی بیان ہوا ہے کے علاوہ تمام مطلقہ عورتوں کو تین کپڑے (قمیص ، دوپٹہ ، بڑی چادر) دینا مستحب ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ: یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے تین سو سال بعد کا ہے۔ واسط کے قریب داوردان بستی میں طاعون کی وبا پھیلی تو لوگ ہزاروں کی تعداد میں وہاں سے بھاگ نکلے۔

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ: اللہ تعالیٰ نے ان پر موت نازل فرمادی، ایک عرصہ کے بعد ان کی ہڈیاں سفید ہو چکی تھیں تو حضرت حزقیل علیہ السلام (جو موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ ہیں اور بعض نے کہا ہے یہی ذوالکفل کہلاتے ہیں) نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے فرمایا: قُوْمُوْا بِاِذْنِ اللّٰهِ تم اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ تو یہ زندہ ہو گئے (۲۳۸)

طاعون ایک خطرناک وبائی بیماری ہے ارشاد نبوی ہے اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّ اَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا (۲۳۹) ترجمہ: جب تم کسی علاقے میں طاعون کی وبا کے بارے میں سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی علاقے میں طاعون پھیل جائے تو اس علاقے سے نہ نکلو اور تم وہاں ہو۔ (طاعون پر مزید کلام سورہ بقرہ آیت نمبر 59 کے تحت ملاحظہ فرمائیں)

اس واقعہ کو بیان کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ آگے حضرت شموئیل علیہ السلام کی قوم کو جہاد کا حکم دیا جا رہا ہے اور واضح کیا جا رہا ہے کہ قتال فی سبیل اللہ سے ڈرنا نہیں چاہیے موت کا وقت آجائے تو موت قتال کے بغیر بھی آجاتی ہے جیسے داوردان کے لوگوں پر آئی۔

(۲۳۸) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۲۳۹) صحیح بخاری، باب مایذکر فی الطاعون، الرقم: 5728

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (٢٤٤) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ
اور تم اللہ کی راہ میں لڑو اور تم جان لو بیشک اللہ سننے والا علم والا ہے کون ہے جو اللہ کو
قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (٢٤٥)
قرض حسن دے تو اللہ اسے کئی گنا بڑھا دے اور اللہ (رزق میں) تنگی کرتا ہے اور کشادگی کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○
اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا
کیا تم نے نہیں دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد، جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا: آپ ہمارے لیے بادشاہ
مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ
مقرر کریں تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں آپ نے فرمایا: تمہارے بارے میں اُمید ہے کہ اگر تم پر لڑائی فرض کردی جائے تو تم لڑائی نہیں کرو گے

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ : عملیق بن عاد کی اولاد کو عمالقہ کہا جاتا ہے یہ بڑی طاقتور اور طویل القامت قوم تھی۔ جالوت ان کا بادشاہ تھا۔عمالقہ، فلسطین اور مصر کے درمیان بحر روم کے علاقوں میں رہتے تھے۔انہوں نے بنی اسرائیل سے اکثر وبیشتر علاقے چھین لیے ہوئے تھے اور ان کے شاہی خاندان کے سینکڑوں نوجوانوں کو گرفتار کر کے اذیتوں میں مبتلا کر رکھا تھا۔لہذا بنی اسرائیل کو عمالقہ سے فلسطین کے علاقے واپس لینے کے لیے قتال کا حکم دیا گیا۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً: قتال کے حکم کے ساتھ ہی اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی کیونکہ قتال فی سبیل اللہ کے لیے اسلحہ، سواری، خوراک وغیرہ کے لیے مال و دولت کا ہونا امر لازم ہے۔

قتال فی سبیل کے لیے مالی امداد تو بہت بڑا قرض حسن ہے جس کے ثواب کی کوئی حد ہی نہیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: مَامِنْ مُسْلِمٍ یُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَیْنِ اِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً (٢٤٠) ترجمہ جو مسلمان کسی مسلمان کو دوبار قرض دے تو ہر بار صدقہ خیرات کرنے کی مثل ہے۔قرض حسنہ کے بارے میں حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَا ابْنَ آدَمَ اَوْدِعْ مِنْ كَنْزِكَ عِنْدِیْ وَلَا حَرَقَ وَلَا غَرَقَ وَلَا سَرَقَ اُوْفِیْكَهٗ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَیْهِ (٢٤١) ترجمہ: اے ابن آدم! تو اپنے خزانے کو میرے پاس امانت رکھ، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری ہوگا اور تمہاری ضرورت کے وقت تمہیں دے دوں گا۔

اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ: جب حضرت شموئیل علیہ السلام کا دور تھا۔ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا نبی لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہوتا تھا اور بادشاہ یہودا بن یعقوب کی اولاد سے ہوتا تھا۔

بنی اسرائیل سے عمالقہ نے تمام علاقے چھین لیے تھے تو بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ بادشاہ مقرر کریں جس کی قیادت میں ہم قتال کریں۔اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ "قتال فی سبیل اللہ" حاکم اسلام کی سپہ سالاری میں ہوتا ہے ہر کسی شخص یا گروپ کو اجازت نہیں کہ وہ قتال کرے کہ وہ غیر منظم قتال فساد و دہشت گردی میں بدل جائے۔

(٢٤٠) سنن ابن ماجہ، باب القرض، الرقم: 2430۔ (٢٤١) شعب الایمان، باب التحریض علی صدقۃ التطوع، الرقم: 3071۔ کنز العمال، الرقم: 16021

قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ

انہوں نے کہا: ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ کی راہ قتال نہ کریں حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور اپنے بیٹوں سے نکال دیا گیا ہے تو جب اُن پر

عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ (۲۴۶) وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ

لڑائی فرض کی گئی تو انہوں نے منہ پھیرلیا ماسوائے چند ایک کے اُن میں سے اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے O اور انہیں اُن کے نبی نے کہا:

اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْآ اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ

بیشک اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر فرما دیا ہے تو انہوں نے کہا: کیسے اسے ہم پر بادشاہی ہو گی حالانکہ ہم

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً

بادشاہی کے اس سے زیادہ حقدار ہیں اور وہ وسیع مال بھی نہیں دیا گیا۔ فرمایا: بیشک اللہ نے اُس کو تم پر چن لیا ہے اور اسے

فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۲۴۷) وَ قَالَ لَهُمْ

علم اور جسم میں کشادگی دی ہے اور اللہ اپنا ملک جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے O اور اُن کے نبی نے انہیں فرمایا: بیشک

نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ صندوق تمہارے پاس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون ہے اور باقی ماندہ چیزیں (تبرکات) ہیں

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا: حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ طالوت حضرت بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے اور یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد شاہی خاندان تھی بادشاہ اِن میں سے مقرر کیا جاتا تھا چنانچہ اس فیصلے پر انہوں نے اعتراض اٹھایا کہ ہم شاہی خاندان کے لوگ بادشاہی کے حقدار ہیں اور طالوت مالدار بھی نہیں۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ: حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا: طالوت کو بادشاہ مقرر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ علم اور جسمانی محاسن وخوبیوں مثلاً ذہن، دماغ، بہادری، استقامت وطاقت وغیرہ کی وجہ سے تم پر فوقیت رکھتا ہے۔

مسئلہ: اس سے واضح ہوا کہ اسلامی ریاستوں کے سربراہوں کے لیے دیگر صلاحیتوں کے ساتھ عالم دین ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ علم دین کی روشنی میں قانون سازی کر سکیں اور مسلمانوں کی صحیح دینی تربیت کر سکیں اور دیگر اقوام سے معاہدے بھی شریعت اسلامیہ کی حدود کے اندر رہ کر کریں۔

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ: یہ صندوق حضرت آدم علیہ السلام پر اترا تھا پھر یہ یعقوب علیہ السلام تک پہنچا تو

اٰلُ مُوْسٰی وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۴۸﴾ ۳۲ ع ۱۶

جو آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے چھوڑے تھے، اسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے بیشک اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو

بنی اسرائیل اسی تابوت کو جنگوں میں آگے رکھتے تو انہیں فتح حاصل ہو جاتی۔ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے قوم عمالقہ وہ صندوق چھین کر لے گئی۔ جو اس صندوق کی توہین کرتا اسے بواسیر ہو جاتی۔ عمالقہ نے وہ صندوق بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو جنگل کی طرف ہانک دیا جسے فرشتوں نے اٹھا کر بنی اسرائیل کو واپس کر دیا۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی اور علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں کہ کَانَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا قَاتَلَ قَدَّمَهٗ فَتَسْکُنُ نُفُوْسُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا یَفِرُّوْنَ (۲۴۲) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام جب قتال کرتے تو اس صندوق کو آگے رکھتے تو بنی اسرائیل کے دلوں میں سکون وثبات پیدا ہوتا اور وہ پیٹھ نہ پھیرتے۔

اس صندوق میں تمام انبیاء کی تصویریں تھیں، الواحِ توریت کے ٹکڑے، نعلین وعصائے موسیٰ علیہ السلام، عمامہ وعصائے ہارون علیہ السلام اور تھوڑا سا منّ تھا (۲۴۳)۔ یہ صندوق شمشاد کی لکڑی کا تھا اور 2x3 گز تھا اس میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی قیام کی حالت میں تصویر تھی اور یاقوت سرخ میں آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے گھر کی تصاویر بھی تھیں۔ (۲۴۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا متبرک وشافی ہونا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا (۲۴۵) ترجمہ: میری قمیص لے جاؤ میرے (نابینا) والد کے چہرے پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گے۔

مقام ابراہیم کی تعظیم وبرکت: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ہم طواف کے نفل مقام ابراہیم کے پاس پڑھ لیا کریں تو حکم نازل ہوا وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی یعنی تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔ (۲۴۶)

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ اصحاب رسول کے تعظیم نبوی کے شاندار مناظر اس طرح بیان کرتے ہیں:

وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ عَلٰی کَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَکَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ............ وَاِذَا تَوَضَّاَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِهٖ" "اللہ کی قسم! جب وہ (پیغمبر اسلام) کھنگارتے تو وہ کسی شخص کے ہاتھ پر پڑتا وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا اور جب وہ وضو کرتے تو ان کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی۔ (۲۴۷)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ کا جبہ ہے "فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰی یُسْتَشْفٰی بِهَا" ترجمہ: ہم اس جبہ کو پانی میں بیماروں کے لئے ڈبوتے ہیں اور اس سے شفا پاتے ہیں۔ (۲۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے: کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَضَعُ یَدَهٗ عَلَی الْمِنْبَرِ الَّذِیْ یَجْلِسُ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِی الْخُطْبَةِ ثُمَّ یَضَعُهَا عَلٰی وَجْهِهٖ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس منبر پر اپنا

(۲۴۲) تفسیر مظہری، تفسیر بیضاوی زیر بحث آیت مذکورہ (۲۴۳) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ (۲۴۴) تفسیر خزائن العرفان زیر بحث آیت مذکورہ
(۲۴۵) سورہ یوسف: 93 (۲۴۶) صحیح بخاری، باب ماجاء القبلہ، الرقم: 402۔ (۲۴۷) صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ، الرقم: 2731۔
(۲۴۸) صحیح مسلم، باب تحریم استعمال اناء الذہب، الرقم: 2069۔ ☆ مشکوۃ المصابیح: الرقم: 4325

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ

پھر جب طالوت لشکر کے ساتھ (شہر سے) جدا ہوا تو کہا بیشک اللہ تمہیں ایک دریا سے آزمانے والا ہے جو اس سے پیئے تو وہ

فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ

میرا نہیں اور جو اسے نہ پیئے تو وہ میرا ہے مگر ایک چلو اپنے ہاتھ میں لے لے تو انہوں نے اس سے پیا ماسوائے ایک

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ

گروہ قلیل کے اُن سے۔ پھر جب طالوت نے اسے پار کرلیا اور جو ایمان والے تھے۔ انہوں نے کہا آج ہمارے پاس کچھ طاقت نہیں جالوت

ہاتھ رکھتے تھے جس پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ خطبہ کے لئے تشریف رکھتے تھے۔ پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر مل لیتے تھے۔ (۲۴۹)

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہوگئی تو آپ نے حکم دیا تلاش کرو بار بار ڈھونڈو، بالآخر ٹوپی مل گئی، بہت بوسیدہ تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عمرہ کے موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے سر مونڈوایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بال لینے کے لیے جھپٹ پڑے میں نے بھی ایک بال لے کر اس کو ٹوپی میں رکھ لیا۔ ہر جنگ میں یہ ٹوپی میرے پاس ہوتی ہے اور مجھے فتح نصیب ہوتی ہے۔ (۲۵۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بالوں میں سے ایک بال ہے، جب میں مرجاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ (۲۵۱)

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ: بہت سے فرشتے اسے اٹھالائیں گے۔ صندوق اٹھانے کے لیے ایک فرشتہ بھی کافی تھا لیکن یہ ملائکہ کی جماعت کا نزول انبیاءِ عظام کے آثار و تبرکات کی تعظیم و تکریم کے لیے تھا۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ: جب طالوت لشکر لے کر روانہ ہوا تو لشکر کی تعداد ستر ہزار تھی (۲۵۲) شدت کی گرمی و پیاس تھی۔ آگے دریا (غالباً دریائے اردن) تھا تو طالوت نے کہا: اللہ کی طرف سے امتحان ہے جو اس ٹھنڈے میٹھے پانی کو پیئے گا وہ میرے لشکر سے خارج کردیا جائے گا اور جو صرف ایک چلو پیئے گا صرف وہ میرا ساتھی ہوگا۔ جن لوگوں نے صرف ایک چلو پانی پیا تھا صحیح بخاری میں اُن کی تعداد تین سو دس اور کچھ آئی ہے۔ (۲۵۳)

اللہ تعالیٰ کی قدرت جنہوں نے پیٹ بھر کے پیا اُن کے ہونٹ خشک ہوگئے، نڈھالی کی انتہا ہوگئی اور جنہوں نے ایک چلو پیا ان کی پیاس ختم ہوگی اور ترو تازہ اور سیراب ہوگئے۔

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ: جالوت کے پاس تین لاکھ تین ہزار تین سو کا مسلح لشکر تھا۔ خود جالوت انتہائی طاقتور شہزور، لمبا چوڑا اور مضبوط جسم تھا۔ اکیلے ہی پورے لشکر کو بھگا دیتا تھا اور بنی اسرائیل صرف 313 تھے۔

(۲۴۹) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، باب اعزاز مالہ من صلة بالنبی۔ (۲۵۰) مستدرک، باب ذکر مناقب خالد بن الولید، الرقم: 5299
(۲۵۱) الاصابة فی تمیز الصحابہ، ج1 ص276 (۲۵۲) تفسیر مظہری تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ (۲۵۳) صحیح بخاری، باب عدة اصحاب بدر، الرقم: 3959

وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ
اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی۔ اُن لوگوں نے کہا: جو یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں کہ کئی بار ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (۲۴۹) وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ
اللہ کے اذن سے غالب آ گئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ O اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکروں کے سامنے آئے انہوں نے عرض
اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ؕ (۲۵۰) فَهَزَمُوْهُمْ
کی: اے ہمارے رب تو ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہمارے قدم جما دے اور ہماری کافر قوم پر مدد فرما O تو انہوں نے انہیں اللہ کے اذن
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ؕ
سے شکست دے دی، اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ نے اس کو بادشاہی اور حکمت عطا فرمائی اور اسے علم دیا جو اللہ چاہے

اس موقع پر انہوں نے کہا: جالوت اور اس کے لشکروں کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ تعداد میں بہت فرق ہے۔

...... **كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ:** تو وہ لوگ جنہیں آخرت اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا یقین تھا، نے کہا: تاریخ میں کئی بار اللہ کی تائید ونصرت سے چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے لشکروں پر غالب آ گئیں اور اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کی نصرت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ لہذا انہیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر توکل رکھتے ہوئے صبر واستقامت کے ساتھ کفار کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

...... **قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ:** کفار سے جنگ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کرنا ہمیشہ سے مسنون ہے۔ خود نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم غزوۂ بدر میں رات بھر نماز اور دعاؤں میں مصروف رہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور ملائکہ کا نزول ہوا، چنانچہ اس چھوٹے لشکر نے صبر ونصرت کی دعا کی۔ جہاد میں صبر یہ ہے کہ مسلمان شہید ہو جائے لیکن نہ بھاگے اور نہ دشمن کے سامنے اسلحہ ڈالے اگرچہ تمام لوگ شہید ہو جائیں اور وہ اکیلا رہ جائے۔

...... **فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ:** حضرت داؤد علیہ السلام اپنے والد گرامی اور تیرہ بھائیوں کے ہمراہ 313 کے لشکر میں موجود تھے آپ کے پاس گوپیا (غلیل) اور نوکیلے پتھر تھے۔ طالوت نے اعلان کیا کہ جو جالوت کو قتل کرے گا اسے اپنی بیٹی کا رشتہ اور آدھی بادشاہت دے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ طالوت نے آپ کو ایک گھوڑا، ایک تلوار اور زرہ پیش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ جب معتدل قد، زرد رنگ اور نحیف وکمزور داؤد علیہ السلام جالوت کے مقابلہ کے لیے اس کے سامنے آئے تو اس نے آپ کا مذاق کیا، توہین آمیز باتیں کیں تو اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک نوکیلا پتھر گوپیا میں رکھ کر جالوت کو مارا تو اسکے سر سے دماغ سے گزر کر گدی سے پار ہو گیا اور جالوت جو کہ سرتاپا لوہے کے لباس میں تھا زمین پر گرا تو ایک دھماکے کی آواز پیدا ہوئی اور اللہ کی توفیق سے کفار کو شکست ہو گئی۔

...... **وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ:** حضرت داؤد علیہ السلام کو طالوت نے حسبِ وعدہ آدھا ملک اور اپنی بیٹی کا رشتہ دیا جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے اور آپ علیہ السلام نبی ہونے کے ساتھ ساتھ روئے زمین کے بحروبر کے

وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی

اور اگر اللہ کا کچھ لوگوں کا فساد کچھ لوگوں کے ذریعے دور کرنا نہ ہوتا تو زمین برباد ہو جاتی اور لیکن اللہ جہانوں پر فضل

الۡعٰلَمِیۡنَ (۲۵۱) تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ؕ وَ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ (۲۵۲)

فرمانے والا ہے O یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں اور یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں O

انسانوں، جانوروں، جنوں اور ہواؤں کے بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کی وفات کے بعد باقی آدھا ملک بھی حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرما دیا ملک کے ساتھ حکمت بھی عطا فرمائی۔ حکمت کے معنی علم اور فلسفہ ہے۔ ''فلسفہ'' جہان اور صانعِ عالم (خالق کائنات) پر بحث کرنے والا علم ہے لہذا حکمت کا معنی ''علم الموجودات'' کرنا انتہائی مناسب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر زبور کتاب نازل فرمائی۔ آپ علیہ السلام کی آواز ایسی پیاری تھی کہ جب آپ علیہ السلام زبور کی تلاوت فرماتے تو پرندے آپ پر جمع ہو جاتے۔ لوگ پرندے پکڑ کر بھی لے جاتے، ہوائیں رک جاتیں، بہتا پانی رک جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور لوہے کو آپ کے تابع فرمان کر دیا آپ لوہے کو جدھر موڑتے مڑ جاتا۔ بادشاہ ہونے کے باوجود آپ زرہیں تیار کر کے اپنے ہاتھ سے روزی کماتے۔ ارشادِ نبوی ہے: مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ وَ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ (۲۵۴) ترجمہ: اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جو اپنے ہاتھ سے کمایا جائے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے روزی کماتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جانوروں کی بولیاں بھی جانتے تھے قرآن مجید میں ہے: وَ وَرِثَ سُلَیۡمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ (۲۵۵) ترجمہ: سلیمان، داؤد کے (علوم و معارف میں) وارث بنے تو فرمایا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی زبانیں سکھا دی گئی ہیں۔ اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیاء بھی مراد ہیں۔ جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہرنیوں، چڑیوں، گدھوں، اونٹوں، سانپوں وغیرہ سے کلام فرمایا۔

وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ: اس جگہ بتایا ہے کہ جہاد کا مقصد قوموں اور ملکوں کو فتح کرنا نہیں بلکہ دفعِ فساد ہے اور جہاد، جہانوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

اس کا سب سے بڑا نمونہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں کہ آپ نے جہاد کے ذریعے امن و آشتی، عدل و انصاف کا مثالی نظام قائم فرمایا۔ 27 غزوات اور 54 سرایا کل 81 جنگی مہمات ہوئیں۔

جزیرۃ العرب کے دس لاکھ مربع میل کے علاقے فتح ہوئے لیکن جانی نقصان صرف 1018 ہے اور وہ قبائل عرب کہ جن کا پیشہ ڈکیتیاں اور قتل و غارت تھا وہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے تربیتی فیضان سے قوموں کے امام و پیشوا بن گئے آج جو قومیں بزعم خویش مہذب بنی ہوئی ہیں انہوں نے کروڑہا بے گناہ لوگ امریکی حملوں اور جنگ عظیم اول و جنگ عظیم دوم میں مار دیئے اور ان کے نہ ختم ہونے والے مظالم ابھی مزید زور پکڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے آمین۔

(۲۵۴) صحیح بخاری، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، الرقم: 2082۔ (۲۵۵) سورہ نمل: 16

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَ رَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ

یہ رسول ہیں، ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ان میں سے وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور اُن سے کسی ایک کے درجات بہت بلند فرمادیئے

...... **تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ:** ''رسول'' پر کلام تفسیراتِ افضلیہ سورہ بقرہ آیت نمبر 87 اور ''نبی'' پر کلام سورہ بقرہ آیت نمبر 161 کے تحت گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

نفسِ نبوت میں تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہیں لیکن فضائل و کمالات میں مراتب مختلف ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطے کے بغیر بھی کلام فرمایا۔ قرآن مجید میں ہے: وَ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (۲۵۶) ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو ''کلیم اللہ'' کہا جاتا ہے اور اس کے علاوہ بہت سے معجزات بھی موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے۔
(دیکھیئے تفسیراتِ افضلیہ سورہ بقرہ:92 کے تحت)

...... **وَ رَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ:** (اور کسی ایک کے درجات بہت بلند فرمادیئے) جمہور مفسرین اور محققین امت کے نزدیک اس سے مراد سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی ہے جن کے افضل الخلق ہونے پر اولین و آخرین تمام اکابرینِ اسلام کا اجماع ہے۔

سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ افضل الخلق ہیں:

چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1 ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۲۵۷) ترجمہ: ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے یاد رہے کہ اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔ جن وانس اور فرشتے ہیں، عرش و فرش ہے، لوح و قلم ہے، سورج و چاند اور ستارے ہیں ہر شئے جہان کا حصہ ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونے کی ایک توجیہ یہ ہے کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا نور، اللہ کی پہلی مخلوق ہے اور باقی تمام مخلوقات حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے نور سے پیدا کی گئی ہیں لہذا تمام مخلوقات کو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے نور سے وجود ملا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ساری مخلوقات کی اصل اور جوہر ہیں اس لیے آپ رحمۃ للعالمین ہیں لہذا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ افضل الخلق ہیں۔

امام بخاری و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما کے دادا استاذ حضرت امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''مصنف عبد الرزاق'' میں صحیح الاسناد حدیث روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ مجھے وہ چیز بتائیں جسے اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ھُوَ نُوْرُ نَبِیِّکَ یَا جَابِرُ خَلَقَہُ اللّٰہُ (۲۵۸) ترجمہ: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ نے پیدا کیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے

(۲۵۶) سورۃ النساء: 164۔ (۲۵۷) سورہ انبیاء: 107۔ (۲۵۸) الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، الرقم: 18 مطبوعہ دوبئی

ساری مخلوقات جس میں سورج، چاند، ستارے، عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان اور ملائکہ کا ذکر کر کے فرمایا یہ تمام میرے نور سے پیدا کی گئیں۔ (خلاصہ حدیثِ نور)

2۔۔۔۔۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (۲۵۹) ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو کوثر کا مالک بنا دیا۔

کوثر مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ ہے اتنا زیادہ کہ اس کی تعداد، عظمت اور کثرت کا اندازہ نہ ہو سکے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْکَوْثَرِ جَمِیْعُ نِعَمِ اللّٰہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ الْمَنْقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِاَنَّ لَفْظَ الْکَوْثَرِ یَتَنَاوَلُ الْکَثْرَۃَ الْکَثِیْرَۃَ (۲۶۰) ترجمہ: کوثر سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ پر اللہ کی تمام نعمتیں ہیں اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کیونکہ کوثر کا لفظ بہت زیادہ کثرت کو شامل ہے۔ اور صحیح بخاری میں ہے ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "کوثر" وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی ہے۔ ابو بشر نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: لوگ تو کوثر سے جنت میں ایک نہر مراد لیتے ہیں؟ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلنَّھَرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ (۲۶۱) ترجمہ: وہ نہر جو جنت میں ہے وہ اسی خیر سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو لاتعداد اور عظیم الشان نعمتیں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کی ہیں اُن میں سے ایک علوم و معارف کا بحر بے کنار اور دائمی معجزہ قرآن مجید ہے، جس کی ایک چھوٹی سورت کی مثل کلام تیار کرنا دنیا بھر کے لوگوں کے لیے تا روزِ قیامت ممکن نہیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ صاحب قرآن ہونے کی وجہ سے بھی افضل الخلق ہیں۔

انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت دینِ اسلام ہے جو مشارق و مغارب کے تمام انسانوں کے لیے روز قیامت تک تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور دنیا و آخرت سنوارنے کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

انہی نعمتوں سے لاتعداد معجزات ہیں جو صرف عناصر ارضیہ تک محدود نہیں بلکہ ردِ شمس، شقِ قمر اور بارش برسانے، بادلوں کو ہٹانے سے لے کر آسمانوں تک بلکہ عرش معلیٰ سے بھی آگے تک پرواز کرنے اور مقام قاب قوسین پر فائز ہونے کے معجزات ہیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ تمام انبیاء و مرسلین کے معجزات اور اس سے زائد بے شمار معجزوں کے حامل ہونے کی وجہ سے بھی افضل الخلق ہیں۔

3۔۔۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (۲۶۲) ترجمہ: اور بیشک آپ اخلاق عظیمہ کے مالک ہیں۔

باقی تمام انبیاء عظام بعض اخلاق میں مشہور ہوئے اگرچہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام تمام اخلاقی کمزوریوں اور گناہوں سے پاک ہیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ تمام اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ کی بلندیوں کی انتہا تک پہنچ جانے کی وجہ سے بھی افضل الخلق ہیں۔

4۔۔۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (۲۶۳) ترجمہ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ رسول اللہ اور (بعثت میں) آخری نبی ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہُ نَبِیٌّ وَّاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (۲۶۴) ترجمہ: میری امت میں تیس بہت بڑے جھوٹے شخص

(۲۵۹) سورہ کوثر: 1 (۲۶۰) تفسیر کبیر، زیر بحث سورہ کوثر آیت نمبر 1 (۲۶۱) صحیح بخاری، باب فی الحوض، الرقم 6578 (۲۶۲) سورہ قلم: 4 (۲۶۳) سورہ احزاب: 40 (۲۶۴) سنن ابی داود، باب ذکر الفتن، الرقم: 4252۔ جامع ترمذی، باب ماجاء لاتقوم الساعۃ الرقم: 2219

ہونگے اور سب نبی ہونے کا دعویٰ کرینگے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئیگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشریف آوری پر انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ بند کر دیا اور آپ کی امت کو ''کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ (۲۶۵) (تم سب سے بہتر امت ہو) کا لقب اور منصب عطا فرما کر آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو ایسے صحابہ کبار، اہلِ بیتِ عظام، اولیاءِ کاملین وعلماء ربانیین اور بہادر وصالح سلاطینِ اسلام عطا فرمائے جنہوں نے انبیاء کا سلسلہ بند ہونے کے باوجود دینِ اسلام کی اشاعت وترویج تعلیم وتربیت کے لیے اور دین اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کی روک تھام کے لیے ہر قسم کی قربانیوں سے بھرپور وہ بلند کردار ادا کیا جس کی مثال کسی امت میں موجود نہیں۔ اس وجہ سے بھی آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ افضل الخلق ہیں۔

5۔۔۔۔۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (۲۶۶) ترجمہ: برکت والی ہے وہ ذات جس نے بندۂ کامل پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ (بندۂ کامل) تمام جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو۔

حدیث نبوی میں ہے: اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً (۲۶۷) ترجمہ: مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

لہٰذا حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ صرف انسانوں اور جنوں کے رسول نہیں بلکہ آپ ملائکہ، انبیا، چاند، سورج، ستاروں، لوح وقلم، عرش وکرسی، زمین وآسمان اور کائنات کی ایک ایک شئے کے لیے رسول ہیں اور ہر چیز کو جس طرح وجود آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے نور سے ملا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے تمام فیوض وبرکات بھی نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے واسطہ سے حاصل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آپ رسول العالمین اور واسطہ کبریٰ ہونے کی وجہ سے بھی افضل الخلق ہیں۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے افضل الخلق ہونے پر چند احادیث:

1۔۔۔۔۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ (۲۶۸) ترجمہ: میں روزِ قیامت تمام انبیاء کا امام، خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور یہ فخر نہیں۔

انبیا کی شفاعت کا معنٰی یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی قیادت میں اور آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی وجہ سے تمام انبیا کو ان کی امتوں کے لیے شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔

2۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ (۲۶۹) ترجمہ: روزِ قیامت میں بنی نوع انسان کا سردار ہوں گا اور میری قبر سب سے پہلے کھولی جائے گی اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا ہوں گا۔

3۔۔۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَّا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِیْ (۲۷۰) ترجمہ: اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

(۲۶۵) سورہ بقرہ: 110 (۲۶۶) سورہ فرقان: 1 (۲۶۷) صحیح مسلم، کتاب المساجد، الرقم: 523۔ جامع ترمذی، الرقم: 1553
(۲۶۸) سنن ابن ماجہ، باب ذکر الشفاعۃ، الرقم: 4314۔ جامع ترمذی: الرقم: 3613 (۲۶۹) صحیح مسلم، باب تفضیل نبینا، الرقم: 2278۔
(۲۷۰) شعب الایمان، الرقم: 174۔ مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب، الفصل الثانی، الرقم: 177

وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ
اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں اور ہم نے اُن کی روحِ قدس (جبرئیل امین) سے مدد کی اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو اُن کے بعد کے
مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ
لوگ آپس میں نہ لڑتے۔اس کے بعد کہ اُن کے پاس روشن نشانیاں آگئیں اور لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو اُن سے کوئی ایمان پر رہا اور اُن سے

4﴾...... نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر نبی کو ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا اور مجھے تین دعاؤں کی قبولیت کی گارنٹی دی گئی جن میں سے دو میں نے اپنی امت کی مغفرت کے لیے کرلی ہیں: وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيْمُ (۲۷۱) اور تیسری مقبول دعا میں نے اس دن کے لیے بچا کر رکھی ہوئی ہے جس دن تمام مخلوق میری طرف لوٹے گی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔

5﴾...... حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً (۲۷۲) ترجمہ: مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں (۱) میری ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعے مدد کی (۲) اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی کہ میری امت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہاں ہی نماز پڑھ لے۔ (۳) اور میرے لیے غنیمتیں حلال کردی گئیں مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں اور (۴) مجھے شفاعت کا اذن دیا گیا (۵) اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

سوال: فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سے بعض رسولوں کی بعض پر فضیلت کا ذکر ہے جبکہ حدیث پاک میں: لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ أَنْبِيَآءِ اللّٰهِ (۲۷۳) ترجمہ: اللہ کے انبیا کے درمیان کسی کو فضیلت نہ دو۔ **جواب** یہ ہے کہ جس سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک نبی کی اہانت وتحقیر کرکے دوسرے نبی کی فضیلت بیان نہ کرو یعنی فضائل انبیاء بیان کرتے وقت تمام انبیاء کے آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

﴾...... وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روشن معجزات دیئے گئے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ (۲۷۴) ترجمہ: ”میں مادرزاد اندھوں اور لاعلاج کوڑھوں کو درست کرتا ہوں اور اللہ کے اذن سے مردے بھی زندہ کرتا ہوں اور جو تم گھروں میں کھاتے ہو بتا سکتا ہوں اور جو تم گھر میں ذخیرہ کرتے ہو وہ بھی بتا سکتا ہوں۔

﴾...... مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ: روشن نشانیوں سے مراد وحی الٰہی، انبیاء کے معجزات، کراماتِ اولیا اور شریعت الٰہیہ کے روشن احکام ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت سنور جاتی ہے۔

(۲۷۱) صحیح مسلم، باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف، الرقم: 820 (۲۷۲) صحیح بخاری، الرقم: 335۔ مشکوۃ، فضائل سید المرسلین الفصل الاول، الرقم: 5757
(۲۷۳) صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: وان یونس لمن المرسلین، الرقم: 3414۔ (۲۷۴) سورہ آل عمران: 49

مَنۡ كَفَرَ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلُوۡا ۙ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ (۲۵۳) ع ۱ ۳۳

کسی نے کفر کیا اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو آپس میں نہ لڑتے اور لیکن اللہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے ۔ O

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ

اے ایمان والوتم خرچ کرو جو ہم نے تمہیں رزق دیا اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی

وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (۲۵۴) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

نہ کفار کی دوستی اور نہ کفار کے لیے سفارش اور کفر کرنے والے ظالم ہیں O اللہ ہے کوئی الہٰ (واجب الوجود) نہیں مگر وہی

...... **وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلُوۡا:** اگراللہ کی مشیت ہوتی تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اس طرح ہے کہ اس نے لوگوں کو عقل و وحی کے ذریعے جنت اور دوزخ کے دونوں راستے دکھا دیئے ہیں اور دونوں راستوں کا انجام بھی بتا دیا ہے لہذا اب بندہ اپنے اختیار سے دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستے کا چناؤ کرتا ہے اور اللہ اسے مجبور نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اسی طرح ہے۔

...... **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ** :مسلمانوں کو نیکی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔جیسے زکوۃ اور دیگر صدقاتِ واجبہ ادا کرنا، حج کی شرائط پائی جائیں تو حج کرنا، کفارے اور فدیے ادا کرنا، اپنی بیوی اور نابالغ بچوں اور نادار محرم رشتہ داروں کے اخراجات پورے کرنا، جہاد پر مال خرچ کرنا، مساجد تعمیر کرنا، دین کی اشاعت وترویج اور تعلیم پر پیسہ خرچ کرنا، ناداروں کی بنیادی ضرورتوں پر خرچ کرنا اور خصوصی طور پر آل رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسائیوں کے مالی حقوق ادا کرنا وغیرہ حتّٰی کہ جانوروں کی خوراک، علاج اور حفاظت پر پیسہ خرچ کرنا بھی خیرات ہے۔

...... **مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ:** یقیناً اس روز خرید وفروخت کی کسی صورت کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ قرآن وسنت کے مضبوط دلائل کی رُو سے دوستی اور سفارش سے کسی کافر کی بخشش نہیں ہوگی۔البتہ مؤمنین کو انشاء اللہ دوستی بھی کام آئے گی اور شفاعت بھی۔اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے سورہ بقرہ آیت نمبر 48 اور سورہ بقرہ آیت نمبر 134 کے تحت تفسیراتِ افضلیہ کا مطالعہ کریں۔

یاد رہے کہ ایسی آیات سے مطلقاً مسلمانوں کے لیے دوستی اور شفاعت کے نافع ہونے کا انکار کرنا قرآن وحدیث میں کھلی تحریف اور بددیانتی ہے۔

...... **وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ:** یہاں کافر سے مراد یا تو مطلق کافر مراد ہیں یا پھر زکوۃ کے انکار کی وجہ سے کافر ہونے والے ظالم مراد ہیں۔

...... **اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ:** اللہ اس ذاتِ اقدس کا نام ہے جو واجب الوجود ہے اور اس کی صفات، کاملہ ہیں۔واجب الوجود سے مراد یہ ہے کہ اس کا موجود ہونا ہمیشہ واجب ہے، نہ پیدا ہوا، نہ فنا ہوسکتا ہے۔سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اور ہر عیب ونقص سے بالفعل وبالقوہ پاک ہے۔

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ
زندہ قائم کرنے والا ،،اسے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند ،اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ ۚ
کون ہے جو اس کے پاس سفارش کرے ماسوائے اس کے اذن کے،وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اور صفات ایجابیہ وصفاتِ سلبیہ تنزیہیہ پر ایک علمی و تحقیقی کلام دیکھیئے تفسیرات افضلیہ سورہ فاتحہ سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے تحت ۔

اسلام میں ''الٰہ'' کا اطلاق بھی واجب الوجود اور مستحق عبادت پر ہوتا ہے دیکھیئے تفسیراتِ افضلیہ سورہ بقرہ آیت نمبر 163۔

...... **اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ** : ''اَلْحَیُّ'' سے مراد یہ نہیں کہ وہ جسم ہے جس میں روح ہے کیونکہ جسم وروح کا تو وہ خالق ہے۔حَیّ سے مراد یہ ہے کہ وہ واجب الوجود ہے اور ہمیشہ سے اپنے علم وقدرت اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ موجود ہے۔

''القَیُّوْم'' کا معنی قائم رہنے والا یعنی کبھی نہ فنا ہونے والا اور قائم کرنے والا یعنی ہر شئے کا خالق بھی ہے اور اس کی ربوبیت بھی فرماتا ہے۔

بعض صوفیاء کے نزدیک ''قیوم'' اسم اعظم ہے لیکن جمہور کے نزدیک ''اللہ'' اسم اعظم ہے اور میرے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ گرامی اسم اعظم ہے جو آیۃ اللہ الکبریٰ کا درجہ رکھتی ہے۔

...... **لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ**: نیند جاندار جسم کی صفت ہے،جاندار کے دماغ میں رطوبات کے بخارات چڑھتے ہیں جس کی وجہ سے دماغ کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور حواس کا احساس رک جاتا ہے (۲۷۵) اور اونگھ دماغی اعصاب کی وہ سستی ہے جو نیند کا پیش خیمہ ہوتی ہے (۲۷۶)

لہذا نیند اور اونگھ جسمانی صفات سے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو جسم اور جسمانی صفات وعوارض کے عیوب سے پاک ہے۔

اس سے یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کمزوریوں سے پاک ہے اور ہر شئے کو ہر وقت دیکھتا ہے۔

...... **لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ** :صرف آسمان اور زمین ہی نہیں بلکہ جو کچھ ان میں موجود ہے اور جو ان سے باہر ہے اللہ تعالیٰ ہر شئے کا مالک ہے۔

تو کوئی مملوک ، مالک کا شریک کیسے ہوسکتا ہے اور مالک کو چھوڑ کر یہ چاند، ستارے،سورج اور مختلف معدنیات کے بنے ہوئے بت کس طرح مستحق عبادت ہوسکتے ہیں (سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ)

...... **مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ**: یہاں مشرکین کے عقیدہ کی نفی ہے جو کہتے تھے کہ اُن کے بت اللہ کے اذن کے بغیر اللہ کے حضور ان کی سفارش کریں گے اور الحمد للہ! اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کی تائید ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر محبوبانِ خدا، اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاعت کریں گے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے اذان کے بعد پڑھا: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (۲۷۷)

(۲۷۵) تفسیر بیضاوی، زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۲۷۶) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۲۷۷) صحیح بخاری، باب الدعاء عند النداء، الرقم: 614

وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ
اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اس کے علم سے کسی شئے کا مگر جتنا وہ چاہے، کشادہ ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے

ترجمہ: اے اللہ! اس دعوتِ تامہ اور قائم ہونے والی نماز کے رب! تو ہمارے آقا محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ) کو (جنت کا سب سے بلند درجہ) وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے اِن سے وعدہ کیا ہوا ہے" تو میری شفاعت قیامت کے دن اس کے لیے حلال ہوگئی۔

شفاعت کے موضوع پر سورہ بقرہ آیت نمبر 48 کے تحت تفسیراتِ افضلیہ کا مطالعہ فرمائیں۔

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ: سامنے سے ماضی اور حال مراد ہے کیونکہ ماضی کے حالات وواقعات بھی حال کی طرح سامنے ہوتے ہیں اور پیچھے سے مراد دور دراز اور مستقبل کے حالات وواقعات ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں "علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے"، لیکن تحقیق یہ ہے کہ صرف علم غیب ہی نہیں بلکہ علمِ شہادت اور دیگر صفات سننا دیکھنا وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ سننے، دیکھنے، مدد کرنے، مشکل کشائی کرنے کی صفات عطا فرمانے پر قادر ہے اسی طرح وہ علم غیب کی اطلاع دینے اور استعداد عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔

قرآن مجید میں ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ: (٢٧٨) ترجمہ: "غیب کو جاننے والا اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر جس رسول کو پسند فرمائے۔" اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم غیب عطا فرماتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ قلم کو لوحِ محفوظ پر غیب وشہادت لکھنے کا علم عطا فرماتا ہے، جس طرح ماں کے پیٹ میں ہی ایک بچے کی پوری زندگی کے عمل، اس کی موت، اس کے رزق، اس کے شقی یا نیک بخت ہونے کا علم فرشتے کو عطا فرماتا ہے اسی طرح انبیاء عظام وملائکہ کرام اور پھر انبیاء کے واسطے سے اولیاء کاملین کو علوم غیبیہ میں سے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جس کے ناقابل تردید دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورہ آل عمران: 179 کے تحت تفسیراتِ افضلیہ)

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ مَّا السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ مَعَ الْكُرْسِیِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُّلْقَاةٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ (٢٧٩) ترجمہ: نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے ابوذر! ساتوں آسمان کرسی کے سامنے اس طرح ہیں جیسے انگوٹھی (چھاپ) جنگل میں۔

بعض نے "کرسی" سے مراد اللہ کا علم وقدرت اور اقتدار لیا ہے لیکن تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کرسی جسمانی کرسی ہے اور اس کرسی سے پوری کائنات کا نظام علم وقدرت کے ساتھ کنٹرول کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ کچھ لوگوں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ عرش وکرسی پر بیٹھتا ہے یہ نظریہ درست نہیں اس لیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا عرش وکرسی کا محتاج ہونا، جسم ہونا، محدود ہونا اور کسی جہت میں ہونا وغیرہ لازم آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ان عیوب سے پاک ہے۔

(٢٧٨) سورہ جن: 26، 27 (٢٧٩) صحیح ابن حبان، باب ذکر الاستحباب للمرء ان یکون لہ من کل، الرقم: 361۔ کنز العمال، الرقم: 44158

وَ لَا یَــٔـُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَ هُـوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ (۲۵۵) لَاۤ اِکۡـرَاهَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ

اور اسے بھاری نہیں اُن کی حفاظت اور وہ بلند عظمت والا ہے ۔ O دین میں زبردستی نہیں ، تحقیق ہدایت خوب واضح

......**وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا :** یہ بہت بڑا نظام کائنات ہے۔ایک انسان کے جسم کے نظام کو دیکھ لیں اور ابھی مزید جہاں پیدا ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے علم وقدرت اور حکمت کی عظمت وجلالت کا اندازہ کسی کے بس میں نہیں ہے۔

......**وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ :** (وہ بلند عظمت والا ہے) اگر اس آیت میں تھوڑا سا غور کر لیا جائے تو توحید وشرک کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔لفظ ''علی'' اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جبکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے خود ہی لفظ ''علی'' اپنے چچازاد بھائی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا نام رکھا۔''علی'' کا معنی اونچا اور بلند ہے۔اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر اونچا اور بلند ہے اسے کسی نے اونچا اور بلند نہیں کیا اور حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کی عطا سے بلند اور اونچے ہیں لہذا شرک نہ ہوا۔

آیت الکرسی کے فضائل

اس آیت میں توحید اور الٰہیات کی مباحث کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔مثلاً یہ کہ اللہ واجب الوجود ہے جس کی تمام صفات کامل ہیں پوری کائنات کا خالق، مالک، رازق، محافظ اور مدبر ہے۔ ہر شئے کو جاننے والا، ہر ممکن پر قادر، ہر ایک سے بلند و بالا، ادراکِ کامل واحاطہ سے بالا، ہر عیب ونقص وکمزوری سے پاک ومنزہ ہے اور اپنی تمام شانوں میں وحدہ لاشریک ہے۔

حدیثِ نبوی ہے: اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ آیَةَ الْکُرْسِیِّ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا یَقْرَبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ (۲۷۰) ترجمہ: جب تو اپنے بستر کی طرف جائے تو آیت الکرسی پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک محافظ مقرر فرما دے گا اور شیطان تیرے قریب صبح تک نہیں آئے گا۔

حدیثِ نبوی ہے اَعْظَمُ اٰیَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ اٰیَةُ الْکُرْسِیِّ (۲۷۱) ترجمہ: آیت الکرسی قرآن میں سب سے بڑی عظمت والی آیت ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ مَّکْتُوْبَةٍ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ حُفِظَ اِلَی الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰی وَلَا یُحَافِظُ عَلَیْهَا اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ (۲۷۲) ترجمہ: جو آیت الکرسی فرض نماز کے بعد پڑھے اللہ تعالیٰ اگلی نماز تک اس کی خود حفاظت فرمائے گا اور اس پر پابندی نبی یا صدیق یا شہید کرے گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ مَّکْتُوْبَةٍ لَّمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ (۲۷۳) ترجمہ: جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کو جنت سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

ایک حدیث میں ہے: مَنْ قَرَأَهَا حِیْنَ یَأْخُذُ مَضْجَعَهٗ اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰی دَارِهٖ وَدَارِ جَارِهٖ وَالدُّوَیْرَاتِ حَوْلَهٗ (۲۷۴) ترجمہ: جو کوئی اپنے بستر پر آیت الکرسی پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر اس کے پڑوسی کے گھر، اور اس کے اردگرد گھروں کی حفاظت کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سَیِّدَةُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ اٰیَةُ الْکُرْسِیِّ (۲۷۵)

(۲۷۰) صحیح بخاری، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، الرقم: 3275 (۲۷۱) مصنف عبد الرزاق، باب تعلیم القرآن وفضلہ، الرقم: 6002۔ معجم کبیر، الرقم: 8660
(۲۷۲) شعب الایمان، تخصیص آیۃ الکرسی، الرقم: 2175۔ کنز العمال، الرقم: 2565 (۲۷۳) معجم کبیر، الرقم: 7532، مشکوۃ المصابیح، الرقم: 974
(۲۷۴) شعب الایمان، تخصیص آیۃ الکرسی، الرقم: 2174 کنز العمال، الرقم: 4056 (۲۷۵) مستدرک، الرقم: 3030

الرُّشْدُ مِنَ الغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ

ہو چکی ہے گمراہی سے۔تو جو شیطان کے ساتھ کفر کرے اور ایمان رکھے اللہ پر تو یقیناً اس نے مضبوط گرہ کو تھام لیا

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (٢٥٦) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

جسے ٹوٹنا نہیں اور اللہ سننے والا علم والا ہے ○ اللہ مددگار ہے اُن کا جو ایمان لائے وہ انہیں اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ

نور کی طرف نکالتا ہے اور جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں

ترجمہ: آیت الکرسی قرآنی آیات کی سردار ہے۔

……**لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ :** حضرت حصین رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے عیسائی تھے۔حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے اپنے بیٹوں کو زبردستی کے ساتھ اسلام میں لانے کی بات کی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (٢٧٦) کہ قرآن مجید کی آیات بینات اور رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے معجزات اور اعلیٰ ترین سیرت طیبہ کے بعد ہدایت اظہر من الشمس ہو چکی ہے

لہٰذا اب اسلامی ریاست میں کسی کو جبراً مسلمان نہیں کیا جائے گا لیکن یاد رہے کہ کوئی مسلمان دین اسلام سے مرتد (پھر جانے والا) ہو کر دوسرے مذہب میں چلا جائے تو اسے اسلام چھوڑنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ارشادِ نبوی ہے: مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (٢٧٧)

ترجمہ: ''جو کلمہ گو اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو'' اور مرتد عورت کی سزا یہ ہے کہ اسے جیل میں بند کر دیا جائے تو بہ کرے یا مر جائے

(مرتد کے تفصیلی احکام کے لیے سورہ بقرہ آیت نمبر 217 کے تحت تفسیراتِ افضلیہ کا مطالعہ کریں)

……**اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ :** ''اللہ'' پر تفصیلی کلام دیکھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے تحت آغاز فاتحہ میں

''ولی'' باب وَلِيَ يَلِيْ وَلْيًا فَهُوَ وَلِيٌّ سے صیغہ مبالغہ ہے۔ولی کے لغت عربی میں یہ معانی ہیں: بادشاہ (اسی سے ولی العہد ہے)، مددگار، دوست، قریب، محافظ، منتظم، صاحب قبضہ، امیر، سلطان، حاکم، غالب، قدرت والا، یتیم، بچے اور میت کا ولی (جس کو شرع اختیار دے)، حلیف، مالک، حقدار۔

اللہ ''ولی'' ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے۔یہاں ولی کا معنی مددگار زیادہ مناسب ہے۔

اَلظُّلُمٰتِ سے مراد کفر و شرک، اعمال بد اور الحاد و لادینیت کے اندھیرے ہیں اور نور سے مراد شریعت اسلامیہ کے عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق و آداب اور سیاسیات و جہاد ہیں۔

……**وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ :** کفر کی تعریف دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 6 کے تحت تفسیراتِ افضلیہ

اولیاء ''ولی'' کی جمع ہے یہاں ولی کا معنی دوست کرنا مناسب ہے۔

اَلطَّاغُوْتُ : طغیان (سرکش) سے بنا ہے اس سے مراد شیاطین الجن اور شیاطین الانس ہیں اور سب سے خطرناک ''طاغوت'' وہ شخص ہے جو کلمہ گو ہو اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت سے ہٹا کر کفر کے نظام کی دعوت دے جیسے شرم و حیا کی جگہ فحاشی کی طرف لے جائے،

(٢٧٦) تفسیر طبری، تفسیری مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ (٢٧٧) صحیح بخاری، باب حکم المرتد والمرتدہ، الرقم: 6922

ع ۳۴ ۲

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ

یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں O (اے پیارے نبی!) کیا آپ نے نہیں دیکھا اسے جس نے ابراہیم سے اُن کے

فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ

رب کے بارے میں جھگڑا کیا اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی، جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا

اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ

میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں ، ابراہیم نے کہا یقیناً میرا رب سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو مغرب سے لے

بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ ﴿۲۵۸﴾

کر آ تو بدحواس ہو گیا وہ جس نے کفر کیا ، اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا ۔ O

سود سے پاک معیشت کو چھوڑ کر سب سے بڑے حرام سود کو رائج کرے۔ اللہ و رسول کی اطاعت سے نکال کر یہود و نصاریٰ اور دیگر دشمنانِ اسلام کی غلامی میں لے جائے۔ (العیاذ باللہ من ذالک)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ: یہ نمرود بن کنعان تھا۔ انسانی تاریخ میں یہ پہلا بادشاہ ہوا ہے جس کی روئے زمین پر حکومت تھی اور اس کا دارالحکومت قدیمی شہر بابل تھا (بغداد شریف سے کربلا معلّی جاتے ہوئے دائیں جانب مٹی کے پہاڑ نظر آتے ہیں امریکہ اور برطانیہ کی آثارِ قدیمہ دریافت کرنے والی ٹیموں نے 1922ء سے 1927ء تک کھدائی مکمل کر کے بابل شہر ظاہر کیا ہے) نمرود نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہوا تھا اور تمام شہروں اور اہم مقامات پر اپنے بت رکھوائے ہوئے تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی۔

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ: یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود کے ساتھ زبردست مکالمہ کا ذکر ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے اسے سجدہ نہ کیا تو اس نے آپ علیہ السلام سے پوچھا: آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ اس نے چالاکی کرتے ہوئے دو آدمی بلائے۔ ایک سزائے موت کا قیدی تھا اسے رہا کر دیا اور دوسرا بے گناہ تھا اس کو قتل کرا دیا اور کہنے لگا دیکھو! میں نے مرنے والے کو زندگی دے دی اور زندہ کو مار دیا۔

ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی تو یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ جب 120 دن کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو مردہ بوٹی میں روح ڈال کر بوٹی کو زندہ کرتا ہے اور نمرود خود بھی اس مرحلے سے گزر چکا تھا اور مارنا اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مامور فرماتا ہے تو وہ زندہ انسان سے روح نکال لیتا ہے اور انسان پر موت آجاتی ہے۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موت و حیات کی حقیقت پر بحث کو طول دینے کی بجائے مناظرانہ انداز میں نمرود کو شکست دینے کے لیے نیا سوال کھڑا کر دیا کہ میرا رب تو وہ ہے جو سورج مشرق سے طلوع فرماتا ہے تو مغرب سے طلوع کر کے دکھا جس پر وہ مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا۔

یاد رہے کہ اس واقعہ سے علم مناظرہ کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے حالات سورہ بقرہ آیت نمبر 214 کے تحت دیکھیے۔

اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ
یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی سے گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی، کہا: اللہ اسے اس کی بربادی کے بعد کیسے آباد کرے گا؟
بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ کَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ
اللہ نے اس پر سو سال موت وارد کر دی پھر اسے زندہ کر دیا فرمایا: تو کتنا ٹھہرا؟ عرض کی: میں ایک دن یا دن کا ایک حصہ ٹھہرا
قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ
فرمایا بلکہ تو سو سال ٹھہرا تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھ
وَ لِنَجْعَلَکَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَکْسُوْهَا لَحْمًا ؕ
اور تا کہ ہم تجھے لوگوں کے لیے نشانی بنا دیں اور تو ہڈیوں کو دیکھ کیسے ہم انہیں اٹھاتے ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں
فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
جب اس کے لیے (یہ حقیقت) ظاہر ہوئی تو کہا میں خوب جانتا ہوں بیشک اللہ ہر ممکن پر قادر ہے O اور جب ابراہیم نے کہا:

اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا : قرآن مجید اور صحیح احادیث میں اس شخص کا نام موجود نہیں ہے اکثر مفسرین کے اقوال کے مطابق یہ پیغمبرِ خدا حضرت عزیر علیہ السلام تھے اور بستی بیت المقدس (یروشلم) تھی جسے 586 قبل مسیح عراق کے بادشاہ بخت نصر نے تباہ کیا اور یہاں کے باشندوں کا قتل عام کیا۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے تباہ و برباد گری ہوئی بستی دیکھی تو کہا: اس بستی کو اللہ کیسے دوبارہ آباد کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سو سال موت وارد کر دی پھر زندہ کر کے پوچھا بتاؤ یہاں کتنی دیر ٹھہرے ہو؟ عرض کی: ایک یا آدھا دن۔ تو فرمایا نہیں، تم یہاں ایک صدی ٹھہرے ہو، دیکھو تمہارا کھانا اور پانی تر و تازہ ہے اور گدھے کی بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھو کس طرح اٹھا کر اس پر گوشت پیدا کرتے ہیں۔

وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ : (اور تا کہ ہم آپ کو لوگوں کے لیے نشانی بنا دیں) جب آپ گھر پہنچے تو آپ کی خادمہ نابینا ہو چکی تھی اور آپ کا بیٹا 114 سال کا ہو چکا تھا اور آپ کے پوتے بھی بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ کے بال ابھی سیاہ تھے تو آپ کی دعا سے 120 سالہ بوڑھی خادمہ کو بینائی ملی۔ بخت نصر نے توریت جلا دی تھی تو حضرت عزیر علیہ السلام نے ساری توریت زبانی سنا دی۔ ایک شخص کے دادا نے توریت کا ایک نسخہ دفن کیا ہوا تھا اسے نکالا گیا تو وہ عزیر علیہ السلام کے پڑھے ہوئے نسخے کے عین مطابق تھا۔

اسی موقع پر یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) قرار دیا (۲۷۸)

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پر کلام سورہ بقرہ آیت نمبر 20 کے تحت تفسیراتِ افضلیہ کا مطالعہ کریں

(۲۷۸) تفسیر مظہری، تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ

اے میرے رب تو مجھے دکھادے کہ تو کیسے مردے زندہ فرماتا ہے؟ فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں؟ عرض کی: ہاں لیکن تاکہ میرا دل مطمئن

قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ

ہو جائے، فرمایا: تم چار پرندے پکڑ لو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلو پھر ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو

مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (٢٦٠) ع ٣٥ ٣

پھر انہیں بُلاؤ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان رکھو بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۔ O

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کی: اے میرے رب! تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تمہارا ایمان نہیں ہے؟ عرض کی ہاں لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہوجائے۔

ابراہیم علیہ السلام نے سمندر کے کنارے ایک مردہ دیکھا سمندر کا پانی آتا تو مچھلیاں اس کا گوشت کھاتیں، پانی اترتا تو درندے آکر گوشت نوچتے اور درندے جاتے تو پرندے آجاتے تو اس موقع پر آپ نے یہ سوال کیا۔

سوال کیوں کیا در حقیقت انبیائے عظام کا ایمان عام مسلمانوں کی طرح نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تر وہ حقائق کا آنکھوں سے مشاہدہ کر کے علم الیقین سے عین الیقین اور حق الیقین کے درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی نوعیت کا تھا اور اس کی قرآن وحدیث میں کثیر مثالیں موجود ہیں جیسے وَ کَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (٢٧٩) اور سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی (٢٨٠) وغیرہ

اللہ نے فرمایا کیا تمہارا ایمان نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں لیکن تاکہ میرے دل میں اطمینان پیدا ہوجائے اور آنکھوں سے دیکھ کر عین الیقین اور حق الیقین کا درجہ حاصل کروں۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا

ترجمہ: فرمایا: تم چار پرندے پکڑ لو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلو پھر ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں بُلاؤ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

یہ چار پرندے مور، کبوتر، مرغ اور کوا تھے، ان کے سر اپنے پاس رکھے اور قیمہ کر کے آپس میں ملا کر چاروں پہاڑوں پر ٹکڑے پھینک دیئے۔ اللہ کے حکم کے مطابق بلایا تو سب اڑتے ہوئے آپ کے پاس آگئے۔

(٢٧٩) سورہ انعام:75 (٢٨٠) سورہ بنی اسرائیل:1

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ
مثال اُن کی جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے ہے جیسے ایک دانہ جو سات خوشے اُگائے ہر خوشے میں
كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۲۶۱)
سو دانہ ہو ۔اور اللہ جس کے لیے چاہے زیادہ بڑھا دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۔ O

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ : دینِ اسلام کا اہم ترین مقصد ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے ذریعے کفر وشرک اور فسادیوں کی فتنہ انگیزیوں کا خاتمہ کرنا، رشتہ داروں، معاشرہ کے ناداروں اور ضرورتمندوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے لہٰذا ان آیات میں ''انفاق فی سبیل اللہ'' پر بہت زور دیا گیا ہے۔

''انفاق فی سبیل اللہ'' میں خواتین میں سے نمایاں نام ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے جو مکہ مکرمہ کی سب سے بڑی مالدار خاتون تھیں ۔ جب تجارتی قافلے شام وغیرہ جاتے تو تجارتی قافلے میں سامانِ تجارت کے آدھے اونٹ آپ کے ہوتے تھے، آپ نے ساری دولت رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے وقف کردی۔

اس آیت میں واضح فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی جہاد، اسلام کی تعلیم، علاج ومعالجہ، رشتہ داروں اور ناداروں کی امداد اور بزرگوں کو ایصال ثواب کے لیے کھانا پکا کر تقسیم کرنے وغیرہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُن کا اجر وثواب بڑھادے گا جیسے ایک دانہ سے سات سو دانے یا اس سے بھی زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی ہے: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (۲۸۱) ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لیے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ : یہاں اُگانے کی مجازی نسبت دانے کی طرف فرمائی ہے حالانکہ درحقیقت اللہ اُگاتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ مجازی نسبت بھی جائز ہے جیسے کوئی کہے والدین نے میری پرورش کی، فلاں بزرگ کی دعا سے میرا کام ہو گیا، فلاں دوائی سے شفا مل گئی وغیرہ۔

اس آیت کے تحت علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حاکم کو چاہیے کہ زمین کو آباد کرے اور کاشتکاری، باغبانی وغیرہ کے لیے جبری احکام جاری کرے (۲۸۲) اور ارشادِ نبوی ہے: اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ فِیْ خَبَایَا الْاَرْضِ (۲۸۳) ترجمہ: تم زمین کی تہوں سے رزق تلاش کرو۔

فی سبیل اللہ کا اطلاق:

دینِ اسلام پر بھی ہوتا ہے لیکن امام سیوطی، امام سخاوی، امام زرقانی نے ''سبیل اللہ'' نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ناموں میں سے ایک نام شمار کیا ہے (۲۸۴) لہٰذا ''فی سبیل اللہ'' کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی خاطر اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ: ثواب کا مدار نیکی کرنے والے کے ایمان اور اخلاص پر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

(۲۸۱) جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل النفقۃ، الرقم: 1625 (۲۸۲) تفسیر قرطبی زیر بحث آیتِ مذکورہ (۲۸۳) شعب الایمان، باب التوکل باللہ، الرقم: 1179
(۲۸۴) الاکلیل للسیوطی فصل فی القرآن من اسماء النبی ۔ القول البدیع للسخاوی، باب اسماؤہ، المواہب للدنیہ، الفصل اول فی ذکر اسماءہ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًی
جولوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر وہ اس کے پیچھے نہیں لاتے جو انہوں نے خرچ کیا احسان جتانا اور نہ دکھ دینا
لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (۲۶۲)
اُن کے لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے پاس ہے ،اور انہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔ O
قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَةٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ یَّتۡبَعُهَاۤ اَذًی ؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ (۲۶۳)
اچھی بات اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو اور اللہ بے نیاز حلم والا ہے ۔ O

لَا تَسُبُّوۡا اَصۡحَابِیۡ فَلَوۡ اَنَّ اَحَدَكُمۡ اَنۡفَقَ مِثۡلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمۡ وَلَا نَصِیۡفَهٗ (۲۸۵) ترجمہ: میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اس کا ثواب صحابہ کے ایک مُد (سیر کے قریب) یا آدھا مد جو تک نہیں پہنچتا۔

لہذا رب کریم چاہے تو حسن ایمان اور اخلاص نیت کی وجہ سے اس سے بھی کئی گنا زیادہ عطا فرمادے گا۔

...... اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ: 9 ہجری غزوہ تبوک میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ مع کجاووں کے اور ایک ہزار اشرفیاں بارگاہِ نبوی میں پیش کیں اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے اپنے سارے مال آٹھ ہزار درہم سے چار ہزار درہم پیش کیے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (۲۸۶)

اسی موقع پر حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو بار فرمایا: مَا ضَرَّ عُثۡمَانَ مَا عَمِلَ بَعۡدَ الۡیَوۡمِ (۲۸۷) ترجمہ: آج کے بعد عثمان سے کوئی ضرر رساں عمل نہیں ہوگا۔

یاد رہے کہ اسی غزوہ میں یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال بارگاہِ نبوی میں پیش کیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے ابوبکر باقی کیا چھوڑا ہے تو عرض کیا: اَبۡقَیۡتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ (۲۸۸) میں نے صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت چھوڑی ہے۔

...... ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًی: "مَنًّا" کا معنی ہے احسان جتانا اور "اَذًی" کا معنی ہے تکلیف پہچانا۔ یہ چیزیں اخلاق رذیلہ میں سے ہیں اور اس سے انسان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے جیسا کہ آگے آیت نمبر 264 میں آرہا ہے کہ ایسا عمل کرنے سے عمل سرے سے باطل اور ضائع ہو جاتا ہے اور تذلیلِ انسانیت کا گناہ اس کے علاوہ ہے۔

...... قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَةٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ یَّتۡبَعُهَاۤ اَذًی: نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ جو سائل بھی آپ کے پاس آتا اسے عطا فرماتے یا پھر فرماتے: پھر آنا ہم ضرور دیں گے اور اگر کوئی بہت زیادہ اصرار کرتا تو فرماتے: جاؤ میرے نام کا قرض پکڑ لو۔

(۲۸۵) صحیح بخاری، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا الرقم: 3673، صحیح مسلم، الرقم: 2540 (۲۸۶) تفسیر بیضاوی، تفسیر مظہری، تفسیر کبیر زیر بحث آیتِ مذکورہ
(۲۸۷) جامع ترمذی، الرقم: 3701۔ مستدرک، الرقم: 4553 (۲۸۸) جامع ترمذی، الرقم: 3675 سنن ابی داؤد، باب فی الرخصة فی ذلک، الرقم: 1678

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی کَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ
اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو احسان جتا کر اور دکھ پہنچا کر اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے
وَ لَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ کَمَثَلِ صَفۡوَانٍ عَلَیۡهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَکَهٗ
اور وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہ رکھے تو اس کی مثال ایک چکنی چٹان کی ہے جس پر مٹی ہو اس پر زوردار بارش ہو تو وہ اسے صاف پتھر
صَلۡدًا ؕ لَا یَقۡدِرُوۡنَ عَلٰی شَیۡءٍ مِّمَّا کَسَبُوۡا ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ (۲۶۴)
چھوڑ جائے اور وہ قدرت نہیں پائیں گے کسی چیز پر جو انہوں نے کمائی کی تھی اور اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو (یعنی کفر پر مرنا جن کا مقدر ہے)
وَ مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ
اور مثال ان کی جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے اور دلوں کو مضبوط کرنے کے لیے

یہی قول معروف ہے کہ اگر سائل کو دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اس کی بے عزتی کرنا مذموم عمل ہے سنت یہی ہے کہ کہے کہ جب ہوگا تو ضرور مدد کریں گے اور بعض اوقات سائل بہت ضد کرتا ہے جس سے انسان سمجھتا ہے کہ میری بے عزتی اور توہین کر رہا ہے لہذا اس پر بھی درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے

ارشاد نبوی ہے: کُلُّ مَعۡرُوۡفٍ صَدَقَةٌ وَّاِنَّ مِنَ الۡمَعۡرُوۡفِ اَنۡ تَلۡقٰی اَخَاکَ بِوَجۡهٍ طَلۡقٍ (۲۸۹) ہر اچھی بات صدقہ وخیرات ہے اور اچھی بات یہ بھی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کو خندہ رو ملے۔

❁...... **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی کَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ:** کسی کے ساتھ نیکی کرنے کے بعد اس پر احسان جتانے اور اذیت پہنچانے سے اپنی نیکی برباد نہ کرو جس طرح کہ وہ شخص جو ریاکاری اور دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور یوم آخرت کا ثواب اس کے پیش نظر نہیں ہوتا۔

اس کی مثال ایک ملائم چٹان سے دی گئی جس پر غبار ہو تو زوردار بارش سے وہ غبار ختم ہو جاتا ہے اسی طرح نیکیاں احسان جتانے، دکھ پہنچانے اور ریاکاری وغیرہ کرنے سے برباد ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ) روز قیامت ایک شہادت پانے والا، دوسرا قرآن پڑھانے والا اور تیسرا خیرات کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے میری نعمتوں کا کیسے شکر ادا کیا؟ تو شہادت پانے والا کہے گا: یا اللہ! میں نے اپنی جان تیری راہ میں قربان کر دی۔ قاری کہے گا: میں نے زندگی بھر قرآن مجید کی تعلیم دی۔ سخی کہے گا: میں نے اپنی ساری دولت تیرے راستے میں خرچ کر دی تھی تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جواب میں فرمائے گا تم جھوٹ بول رہے ہو تم نے میری رضا کے لیے یہ کام نہیں کیے تھے بلکہ شہید کہلانے، قاری کہلانے اور سخی کہلانے کے لیے یہ کام کیے تھے تو حکم ہوگا ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔ (۲۹۰)

❁...... **وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ:** اونچی اور زرخیز زمین پر باغ ہو اگر بارش ہو تو

(۲۸۹) جامع ترمذی، باب ماجاء فی طلاقۃ الوجہ، الرقم: 1970 (۲۹۰) صحیح مسلم، باب من قاتل للریاء، الرقم: 1905۔ سنن نسائی، الرقم 3137

كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ

ایسے ہے جیسے ایک باغ ہو بلند جگہ پر اس پر زوردار بارش ہو تو وہ اپنا پھل دوگنا لائے پھر اگر اس پر زوردار بارش نہ ہو تو شبنم کافی ہے

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۲۶۵) اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ

اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے ۔ O کیا تم سے کوئی پسند کرے گا کہ اس کا باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ

جس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں اس کے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں اور اس پر بڑھاپا آگیا ہو اور اس کی اولاد کمزور ہو

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

تو اس پر ایک بگولہ آئے جس میں آگ ہو تو وہ باغ جل جائے اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم

ع ۳۶ تَتَفَكَّرُوْنَ (۲۶۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا

غور وفکر کرو۔ O اے ایمان والو! تم خرچ کرو عمدہ چیزیں جو تم نے کمائیں اور اس سے جو ہم نے تمہارے لیے

دگنا پھل لائے اور اگر نہ زمین کی زرخیزی ہو اور نہ بارش ہو تو شبنم سے بھی پھل دے دے۔ یہ مثال ہے اس شخص کی جس کے پاس ایمان واخلاص کی دولت ہو وہ اگر زیادہ عمل کرے گا تو بلاحساب اجر وثواب پائے گا اور اگر اعمال کم ہوں گے تو بھی اعلیٰ ایمان وعقیدہ اور حسن نیت کی وجہ سے اس کی بخشش ہو جائے گی۔

❁ ...... **وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ** : جس طرح انبیائے عظام ومحبوبانِ خدا کے واقعات بیان کرنے ،ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور سننے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اسی طرح صدقہ کی کثرت اور صدقہ کرنے کی عادت سے بھی دل میں ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

❁ ...... **اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ** : ایک شخص کا انواع واقسام کے پھلوں سے لدا ہوا باغ ہو نیچے ندیاں بہتی ہوں وہ شخص نہایت بوڑھا ہو چکا ہو اور بچے بھی ابھی چھوٹے اور کمزور ہوں تو گرم ہوا کا بگولہ جس میں آگ ہو باغ کو جلا کر تباہ کر دے یہ مثال ہے اس شخص کی کہ جس کے پاس قیامت کے روز بے شمار نیکیاں اور اعمال صالحہ ہوں گے لیکن وہ احسان جتانے ،ایذا رسانی اور ریاکاری کی وجہ سے رد کر کے ضائع کر دیئے جائیں گے اور اب وہ کوئی نیا عمل بھی نہ کر سکے گا۔

❁ ...... **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ** : یہاں تجارت اور زراعت وباغبانی کی پاکیزہ وعمدہ کمائی سے راہِ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تجارت کی کمائی سے زکوٰۃ اور زمین کی پیداوار سے عشر فرض ہے۔

زکوٰۃ: جس تاریخ کو کوئی مسلمان نصاب کا مالک ہو جائے تو آئندہ قمری ماہ کی اسی تاریخ کو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (87.480 گرام) اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے (612.350 گرام) ہے۔ سب سے سستا نصاب چاندی کا ہے۔

لَكُم مِّنَ الۡاَرۡضِ ۖ وَ لَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَ لَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ

زمین سے پیدا کیں اور ارادہ نہ کرو ردی چیز کا اس سے خرچ کرتے ہو اور تم خود اسے لینے والے نہیں مگر یہ کہ

تُغۡمِضُوۡا فِيۡهِ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ (۲۶۷) اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَ يَاۡمُرُكُمۡ

تم اس میں چشم پوشی کرو اور تم جان لو بیشک اللہ بے نیاز کامل حمد والا ہے O شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں حکم کرتا ہے

بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۖۚ (۲۶۸)

بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے اپنی طرف سے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے O

ضرورت اصلیہ: بستر، مکان، گاڑی، برتن، اوزار، کارخانہ کی عمارت و مشین وغیرہ چھوڑ کر مال تجارت وغیرہ پر سالانہ چالیسواں حصہ (1/40) نکالنا فرض ہے۔

زکوٰۃ کی سالانہ قمری تاریخ سے زکوٰۃ کا حساب لگایا جاتا ہے اور سال کے دوران جو آیا گیا اس کو حساب میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ زکوٰۃ کے تفصیلی مسائل کے لیے دیکھیں قانون شریعت یا بہار شریعت حصہ چہارم۔

عشر کا معنیٰ ہے دسواں حصہ (1/10)۔ ارشاد نبوی ہے: فِيۡمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالۡعُيُوۡنُ اَوۡ كَانَ عَثَرِيًّا الۡعُشۡرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضۡحِ نِصۡفُ الۡعُشۡرِ (۲۹۱) ترجمہ: وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ خود بخود سیراب ہو جاتی ہو تو اسکی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے گا اور وہ زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ یعنی اگر پانی مفت ہو تو عشر (1/10) ہے اگر پانی پر پیسہ خرچ کیا ہو یا مشقت اٹھائی ہو تو نصف عشر (1/20) ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر میں نصاب نہیں۔

وَ لَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَ لَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِيۡهِ: یہاں حکم دیا گیا ہے کہ راہِ خدا میں ردی اور خراب چیزیں نہ دو جن کو تم خود بھی پسند نہیں کرتے لہذا راہ خدا میں پسندیدہ اور مرغوب مال خرچ کرنے سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (۲۹۲) ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

یاد رہے کہ اسلامی حکومت کی طرف سے جو محکمہ یا شخص زکوٰۃ وصول کرے اسے درمیانی قسم کی اشیاء وصول کرنے کا حکم ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کی ایک اونچی جگہ میں اصحاب صفہ قیام پذیر تھے تو کچھ لوگ کھجوروں کے ناقص خوشے وہاں لٹکا دیتے جس سے اصحاب صفہ کچھ تناول کرتے اس موقع پر راہ خدا میں عمدہ چیزیں خرچ کرنے کا حکم ہوا (۲۹۳)

اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَ يَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَ فَضۡلًا: شیطان، نفس امارہ اور شیطان صفت لوگ تنگ دستی سے ڈرا کر اور ضروریات یاد دلا کر خیرات سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ گناہوں کی بخشش اور اپنے فضل و کرم اور

(۲۹۱) صحیح بخاری، باب العشر فیما یسقی من ماء، الرقم: 1483 (۲۹۲) آل عمران: 92 (۲۹۳) جامع ترمذی، باب و من سورۃ البقرۃ، الرقم: 2987۔

یُّؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ
وہ جسے چاہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت دی جائے تو یقیناً اسے بہت زیادہ بھلائی دے دی گئی اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر
اُولُوا الْاَلْبَابِ (۲۶۹) وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ
عقل والے O اور جو بھی تم خرچ کرو یا کوئی نذر مانو تو بیشک اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کے لیے

آخرت کے سنوارنے کا وعدہ فرما کر خیرات کی رغبت پیدا فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِهٖ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُهٗ مِنَ الْمَلَآئِکَةِ یعنی تم میں سے ہر ایک پر ایک جن مقرر ہے جو برائیوں کی طرف رغبت دلاتا ہے اور ایک فرشتہ مقرر ہے جو اسے نیکیوں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ پر بھی؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وَاِیَّایَ لٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ ترجمہ: ہاں مجھ پر بھی لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی تو وہ مجھے بھلائی کے سوا کچھ مشورہ نہیں دیتا۔ (۲۹۴)

❁ ...... **یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا:** حکمت کا معنیٰ دانائی ہے اور یہاں مراد قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کا علم ہے اور فرمایا حکمت بہت بڑی بھلائی اور نعمت ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ دینی تعلیم خصوصاً عقائد وعبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشرت وتجارت اور سیاسیات کے دینی مسائل ضرور سیکھیں۔ خصوصاً حکام کے لیے مناسب کورسز لازم کردینے چاہیں۔

❁ ...... **وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهٗ:** نذر کا معنیٰ منت ماننا اور کسی چیز کو اپنے آپ پر لازم کرنا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ نَذَرَ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَّعْصِیَهٗ فَلَا یَعْصِهٖ (۲۹۵) ''جو اللہ کی اطاعت کی نذر مانے تو اللہ کی اطاعت کرے اور جو اللہ کی معصیت کی نذر مانے تو اللہ کی معصیت نہ کرے''۔

نذر شرعی اور نذر عرفی

نذر شرعی یہ ہے کہ مسلمان کسی عبادت کو جو فرض نہ ہو، اسے اپنے آپ پر فرض کرلے جیسے نذر مانی کہ فلاں کام ہوگیا تو پیدل حج کروں گا، تو کام ہونے کی صورت میں حج فرض ہوگیا لیکن چوں کہ پیدل جانا عبادت نہیں اس لیے پیدل جانا فرض نہیں ہوگا۔

یاد رہے کہ نذر شرعی چوں کہ عبادت ہے لہذا نذر شرعی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی اور کی عبادت شرک ہے۔

نذر عرفی: ہدیہ، نذرانہ، تحفہ اور ایصال ثواب پر بولی جاتی ہے لہذا اللہ کے نام کی نذر کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور مجازاً کہنا کہ یہ فلاں بزرگ کی نذر و نیاز ہے شرعاً درست ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ مسجد اللہ کی عبادت کے لیے بنائی اور اس کا ثواب اپنے کسی بزرگ کو پہنچایا تو ظاہر ہے کہ وہ مسجد اللہ کی عبادت کے لیے ہے لیکن مسجد حاجی عبداللہ کہنا بھی جائز ہے کہ اس کا ثواب حاجی عبداللہ کو پہنچے گا صحابہ کبار کے نام کی مسجدیں مدینہ شریف میں موجود ہیں جیسے مسجد فاطمہ، مسجد سلمان فارسی وغیرہ

(۲۹۴) مسند احمد، الرقم: 3678۔ صحیح ابن خزیمہ، باب وضع الکفین، الرقم: 658 (۲۹۵) صحیح بخاری، باب النذر فی الطاعۃ، الرقم: 6696

مِنْ اَنْصَارٍ (٢٧٠) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ
کوئی مددگار نہیں O اور تم خیرات علانیہ کرو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم اسے چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ
فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (٢٧١) لَیْسَ عَلَیْكَ
تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اور وہ تم سے تمہارے گناہوں کو مٹادے گا اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو بہت خبر رکھنے والا ہے O نہیں ہے آپ کی
هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ
ذمہ داری انہیں سیدھی راہ پر چلانا اور لیکن اللہ تعالیٰ سیدھی راہ پر چلاتا ہے جسے وہ چاہے اور جو بھی تم مالِ حلال سے خرچ کرو تو وہ تمہارے لیے ہے اور تم
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (٢٧٢)
نہیں خرچ کرتے مگر اللہ کی رضاجوئی کے لیے اور جو بھی مالِ حلال خرچ کرو تمہیں پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائیگا O

...... **اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ:** ارشادِ نبوی ہے: عَمَلُ السِّرِّ اَفْضَلُ مِنَ الْعَلَانِیَةِ وَالْعَلَانِیَةُ اَفْضَلُ لِمَنْ اَرَادَ الْاِقْتِدَاءَ بِهٖ (٢٩٦) ترجمہ: خفیہ خیرات علانیہ سے بہتر ہے لیکن جو چاہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو علانیہ بہتر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں خفیہ خیرات کا ثواب ستر گنا ہے اور علانیہ کا پچیس گنا۔ (٢٩٧)

تطبیق یہ ہے کہ اگر دکھاوا نہ ہو تو فرض خیرات میں علانیہ بہتر ہے اور نفلی صدقہ کو چھپا کر دینا بہتر ہے

...... **لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ:** اس کا معنی یہ کرنا ''نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ ہدایت کا اختیار نہیں رکھتے'' قرآن وحدیث کے خلاف ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی (٢٩٨) ترجمہ: وہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ بلکہ آپ کے ناموں میں سے ایک نام ''ھادی'' بھی ہے (٢٩٩)

دراصل نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ اسلام قبول نہ کرنے والوں کے بارے میں متفکر رہتے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو حوصلہ دیا گیا کہ ان کو صراطِ مستقیم پر چلانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے یعنی آپ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ) کی ذمہ داری راہ دکھانا ہے جو آپ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ) نے کما حقہ انجام دے دی ہے لہٰذا اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا تو آپ کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

...... **وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ:** انصارِ مدینہ کی زمانہ جاہلیت میں یہود سے رشتہ داریاں اور تعلقات تھے اور وہ یہود کی مالی امداد کرتے تھے تو اس آیت میں اسلامی ریاست میں ذمی غیر مسلموں کو نفلی خیرات دینے کی اجازت دی گئی البتہ زکوٰۃ کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے: تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ (٣٠٠) ترجمہ: زکوٰۃ مسلمان

(٢٩٦) شعب الایمان، باب فی السرور بالحسنة، الرقم: 6612۔ کنز العمال، الرقم: 5273 (٢٩٧) تفسیر طبری، تفسیر قرطبی زیرِ بحث آیت مذکورہ

(٢٩٨) سورہ صف: 9 (٢٩٩) الاکلیل للسیوطی، فصل فی القرآن من اسماء النبی۔ القول البدیع للسخاوی، باب اسماؤہ،

(٣٠٠) صحیح بخاری، باب وجوب الزکوٰۃ، الرقم: 1395۔ صحیح مسلم، باب الدعاء الی الشھادتین۔ الرقم: 29

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی

ان ضرورتمندوں (اصحاب صفہ) کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے وہ زمین میں سفر تجارت نہیں کر سکتے

الْاَرْضِ ز یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ج

نا واقف انہیں سوال نہ کرنے کی وجہ سے خوشحال سمجھتا ہے تو انہیں اُن کی صورت سے پہچانے گا

لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِهٖ عَلِیْمٌ (۲۷۳) ع

وہ لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے اور تم جو بھی مالِ حلال سے خرچ کرو بیشک اللہ اسے جاننے والا ہے ○

مالداروں سے لی جائے گی اور مسلمانوں کے محتاجوں میں لوٹائی جائے گی۔

...... لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ:

اصحاب صُفہ

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت مدینہ فرمائی تو کئی مہاجرین کے پاس گھر، کاروبار نہیں تھا روضہ اقدس اور بیت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شمال میں متصلاً ایک اونچی جگہ ہے اس اونچی جگہ کے جانب شمال میں ہی ایک اور اونچی جگہ ہے اس کا نام صفہ ہے اس کے اوپر سادہ سا سائبان بھی تھا جہاں اصحاب صفہ قیام کرتے تھے۔

اس آیت میں خصوصی طور پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے طلباء اسلام، مجاہدینِ اسلام، اصحاب صفہ کو زکوۃ وصدقات دینے کی ترغیب دی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگ علم دین، جہاد، حفاظتِ نبوی وخدمتِ نبوی کے لیے وقف ہو چکے ہیں اس لیے یہ کسب معاش کے لیے تجارت بھی نہیں کر سکتے لہذا ان کو ترجیحی بنیادوں پر زکوۃ وخیرات دی جائے۔

اس آیت کے تحت جمہور مفسرین کرام نے اصحاب صفہ کی تعداد چار سو بتائی ہے (۳۰۱) لیکن بعض اوقات ان کی تعداد کم بھی ہو جاتی تھی

اصحاب صفہ کی مصروفیات وخدمات کی ایک جھلک :

1 ...... اصحابِ صفہ محسنِ انسانیت نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ سے قرآن وحدیث اخذ کرتے اور مسلمانوں تک پہنچاتے۔ انہی میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے تمام صحابہ کبار اور صحابیات سے سب سے زیادہ 5374 احادیث نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ سے روایت کیں۔

2 ...... یہی اصحابِ صفہ حکومتِ اسلامیہ کا نظام چلاتے۔ انہی میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ خادمِ خاص، خازنِ مالیات اور موذنِ مسجد نبوی تھے

3 ...... اصحابِ صفہ نے 27 مغازی اور 54 سرایا کل 81 جنگوں میں حصہ لے کر جزیرۃ العرب کا دس لاکھ مربع میل علاقہ فتح کرنے میں عظیم کردار ادا کیا۔

4 ...... یہی اصحابِ صفہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ اور حجراتِ نبویہ کی سیکورٹی تھی۔ مدینہ منورہ میں یہود کے تین قبائل کے

(۳۰۱) تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی، تفسیر بیضاوی، تفسیر مظہری، تفسیر جلالین، تفسیر روح البیان، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ
جولوگ اپنے مالوں کوخرچ کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپ کراور علانیہ تو اُن کے لیے ثواب ہے اُن کے رب کے پاس
وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ وقف منزل اَلَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا
اور انہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے ○ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر

علاوہ کثیر منافقین تھے لیکن کسی کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے کی مجال نہیں تھی۔

5 ...... یہی اصحاب صفہ مسجد نبوی کی صفائی کرتے ،مہمانوں کی ضیافت کرتے ،مہمانوں کے اونٹوں ،گھوڑوں کا خیال رکھتے۔

6 ...... یہی اصحابِ صفہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور ریاستِ اسلامیہ کے جانوروں کو چارہ ڈالتے اور حفاظت کرتے۔

7 ...... یہی اصحابِ صفہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات کے لیے جانوروں کا دودھ لاتے اور پانی کے مشکیزے بھر کر لاتے۔

8 ...... یہی اصحابِ صفہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے لیے مخصوص جگہ پر بستر بچھاتے ،تکیہ رکھتے ،آپ کے نعلین مبارک سنبھال لیتے پھر اٹھتے وقت نعلین پاک پیش کرتے۔

9 ...... یہی اصحابِ صفہ مدینہ شریف کے اردگرد چھوٹی چھوٹی بستیوں میں جا کر مسلمانوں کو دین سکھاتے۔

10 ...... یہی اصحاب صفہ آنے والے مہمانوں کو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے ملاقات کراتے ،آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم بنیادی تعلیمات ارشاد فرماتے پھر اصحابِ صفہ مہمانوں کو نماز روزہ وغیرہ کی تفصیل کے ساتھ تعلیم و تربیت فرماتے۔

یاد رہے کہ اسی آیت کے تحت جن علماء وطلبہ نے اپنے آپ کو پڑھنے پڑھانے کے لیے وقف کیا ہوا ہے انہیں زکوۃ دینا سب سے افضل ہے

...... **اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً:** اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دیناروں میں سے دس ہزار رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ راہِ خدا میں خرچ کیے اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے پاس چار درہم تھے آپ نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک چھپا کر اور ایک علانیہ فی سبیل اللہ خرچ کیا۔ (۳۰۲)

...... **اَلَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ:** ان آیات میں سود کو کبیرہ ترین گناہ قرار دے کر سودی کاروبار کرنے والے کو جہنمی قرار دیا گیا اور اس آیت میں بھی فرمایا کہ روزِ قیامت سود خور ایسے چلتے اور گرتے نظر آئیں گے جیسے کسی شخص کو جنات کا سایہ پڑ جائے اور وہ مخبوط الحواس ہو جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لَعَنَ رَسُوۡلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم آكِلَ الرِّبَا وَمُؤۡكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَهٗ (۳۰۳) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی۔

(۳۰۲) تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک زیر بحث آیت مذکورہ (۳۰۳) صحیح مسلم، باب لعن آکل الربا وموکلہ، الرقم: 1598۔ السنن الکبریٰ، الرقم: 10468

كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ

جیسا کہ کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو، یہ اس وجہ سے ہے کہ بیشک انہوں نے کہا: تجارت سود کی طرح ہے

ارشادِ نبوی ہے: دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلٰثِيْنَ زَنْيَةً (۳۰۴): دانستہ سود کا ایک درہم کھانا 37 بار زنا سے بھاری ہے۔ اور ارشادِ نبوی ہے: اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا، اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ (۳۰۵) سود کے ستر گناہ ہیں ان میں سے ادنیٰ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔

سود

سود کیا ہے؟ سود کو عربی زبان میں ''رِبا'' کہا جاتا ہے ''رِبا'' کا معنی زیادتی ہے۔ اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱)۔ قرض دینا اور اس پر ماہانہ یا سالانہ زائد رقم لینے کا معاہدہ کرنا۔

(۲)۔ ایک میعاد تک سود پر قرض دینا مثلاً 6 ماہ کے لیے اور اگر سودی قرضہ لینے والا میعاد بڑھانے کا مطالبہ کرے تو اس پر مزید اور سود دینے کا معاہدہ کرنا۔

(۳)۔ تجارت کے لیے پیسہ دینا اس شرط پر کہ نفع ہو یا نقصان ہو دونوں صورتوں میں اصل رقم رب المال (مال کے مالک) کو واپس کرنی ہوگی اور کاروبار کرنے والے پر لازم ہوگا کہ وہ رب المال کو ماہانہ یا سالانہ اتنی زائد رقم دے گا۔

(۴)۔ سود کی چوتھی صورت اجناس میں ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا سونا، سونے کے بدلے میں، چاندی، چاندی کے بدلے میں، گندم، گندم کے بدلے میں جو، جو کے بدلے میں، کھجور، کھجور کے بدلے میں، نمک نمک کے بدلے میں برابر برابر اور نقد نقد ہوں اور زیادتی سود ہے۔ (۳۰۶)

اس حدیث پاک میں درج بالا چھ ہم جنس چیزوں میں کسی زیادتی یا اُدھار کے ساتھ تجارت کو سود قرار دیا گیا ہے مثلاً ایک تولہ سونا دے کر دو تولہ سونا لوں گا لیکن اگر جنس بدل جائے مثلاً ایک تولہ سونا دے کر 60 تولہ چاندی لوں گا تو جنس بدلنے کی وجہ سے یہ زیادتی سود نہیں البتہ اس صورت میں ادھار جائز نہیں۔

اِن چھ اجناس کے علاوہ ائمہ احناف کے اجتہاد کے مطابق جہاں بھی کیل مع الجنس (دو چیزوں کی جنس ایک ہو اور دونوں کا تعلق وزن یا ماپ سے ہو) میں بھی زیادتی سود ہوگی مثلاً باجرہ ایک کلو دے کر دو کلو باجرہ کی زیادتی سود ہوگی کیونکہ جنس ایک اور دونوں وزنی یا ماپ والی ہیں لیکن عددی چیزوں میں زیادتی سود نہیں ہوگی مثلاً ایک انڈہ دے کر 2 انڈے لینا نہیں ہوگا۔

سود کا شرعی حکم: سود کبیرہ گناہ ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے شخص کو قید میں رکھا جائے گا جب تک کہ توبہ نہ کرے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا: سودی کاروبار کرنے والوں نے کہا: کہ تجارت کی طرح سود بھی تجارت ہے حالانکہ سود حرام ہے اور تجارت حلال ہے۔

(۳۰۴) مسند احمد، الرقم: 21957 (۳۰۵) مسند البزار، الرقم: 3381 سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی الربا، الرقم: 2274 (۳۰۶) صحیح مسلم، باب الصرف وبیع الذھب، الرقم: 1587

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت آجائے تو وہ باز آجائے تو اس کے لیے ہے

وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۷۵)

جو پہلے ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو سود کی طرف لوٹ آئے تو یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں O

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ (۲۷۶)

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ نہیں پسند کرتا کسی ناشکرے گناہ گار کو ۔ O

تجارت اور سود میں فرق:

۱…… تجارت مال کا مال سے مبادلہ ہے اور سود میں جو زیادتی ہے وہ کسی مال کے بدلے میں نہیں ہے۔

۲…… تجارت کا عقد ایجاب وقبول سے مکمل ہو کر ختم ہو جاتا ہے لیکن سود کا عقد کوئی پتہ نہیں کتنے ماہ، کتنے سال یا ساری زندگی ختم نہ ہو۔

۳…… تجارت میں ایک بار نفع لے لیا جاتا ہے لیکن سود میں کوئی پتہ نہیں کتنے ماہ، کتنے سال یا ساری زندگی منافع ختم نہ ہوں۔

۴…… تجارت میں محنت کی جاتی ہے اور نفع کا یقین نہیں ہوتا اور سود میں مال دار کی کوئی محنت نہیں ہوتی اور زیادتی یقینی ہوتی ہے۔

سود کے دینی ،اخلاقی اور اقتصادی ومعاشرتی نقصانات:

دینی نقصان: کے بارے میں تو گزر چکا کہ سود خور جہنمی ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق سود خور پر لعنت کی گئی ہے اور سود خور کے لیے ایک درہم کے بدلے 37 بار زنا اور اپنی ماں سے زنا سے بڑا گناہ لکھا جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ من ذالک)

اخلاقی نقصان: کہ سود مکارم اخلاق کے منافی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ہدیہ وتحفہ کی صورت میں امداد کرتا اور اگر قرض دیتا تو اس سے کچھ یا سارا معاف کرتا یا کم از کم مہلت دیتا لیکن سود خور نے اپنے مسلمان بھائی کو سود پر قرضہ دے کر بد اخلاقی اور درندگی کی انتہا کر دی۔

اقتصادی ومعاشرتی نقصان: سود خور سرمایہ دار، تجارت کی بجائے سودی قرضوں کو اپنا ذریعہ معاش بناتا ہے جس سے معاشرہ میں تجارتی محنت کا خاتمہ ہوتا ہے اور تجارت میں جمود کی وجہ سے پورے معاشرے کا نقصان ہوتا ہے۔

سود ایک نشہ ہے کہ سود خوروں میں باہمی الفت ومحبت ،صلہ رحمی ،صدقات وخیرات ،ناداروں کی امداد جیسے مکارمِ اخلاق ختم ہو جاتے ہیں اور ایثار وقربانی ،صلہ رحمی اور ترس کھانے کی بجائے بے رحمی اور درندگی کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

صدقہ وخیرات سے باہمی محبت واخوت پیدا ہوتی ہے لیکن سودی نظام سے سرمایہ داروں کے خلاف بغض، نفرت اور دشمنی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ: سود سے برکت ختم ہو جاتی ہے، سود خور کی معاشرہ میں عزت نہیں رہتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا یَقْبَلُ مِنْهُ صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صِلَةً (۳۰۶) ”اللہ تعالیٰ سود خور کا حج،

(۳۰۷) تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ
بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اُن کا ثواب اُن کے
رَبِّھِمْ ج وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۷۷) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا
رب کے پاس ہے اور انہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو
مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۲۷۸) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ
جو سود باقی رہ گیا اگر تم ایمان والے ہو ○ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ
وَ رَسُوْلِہٖ ج وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ (۲۷۹)
اور اس کے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے ○

صدقہ، جہاد، صلہ رحمی کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ جبکہ صدقات وخیرات سے مال و دولت اور عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ الصَّدَقَۃَ وَیَاْخُذُھَا بِیَمِیْنِہٖ فَیُرَبِّیْھَا لِاَحَدِکُمْ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ مُھْرَہٗ حَتّٰی اِنَّ اللُّقْمَۃَ لَتَصِیْرُ مِثْلَ اُحُدٍ (۳۰۷) ترجمہ: بیشک اللہ صدقہ کو قبول فرماتا ہے اور صدقہ کو تمہارے لیے بڑھاتا ہے جیسا کہ تم گھوڑی کے بچے کو بڑا کرتے ہو یہاں تک کہ روٹی کے ایک ٹکڑے کے صدقہ کو اللہ بڑھا کر احد پہاڑ کی طرح کر دیتا ہے۔

...... اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ: ایمان اور عمل ہی سے انسان جہنم سے نجات پا کر جنت کا حقدار ٹھہرتا ہے اور نماز اور زکوٰۃ اعمال کے اندر بے پناہ افادیت کے حامل عمل ہیں۔

...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ: جو لوگ سود کی حرمت سے پہلے سودی کاروبار کرتے تھے اُن کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنی اصل رقم لے لیں اور سود نہ لیں۔

آج کل بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ سودی کاروبار چھوڑنے کی توفیق دیتا ہے تو اُنہیں کہا جاتا ہے کہ سود کا پیسہ لے کر کسی غریب کو دے دو یا مسجد کی لیٹرین پر خرچ کر دو اس آیت مبارکہ کی رُو سے سود چھوڑنے کا حکم ہے لینے کی اجازت نہیں جیسے کوئی کہے میرے پاس چوری کا پیسہ ہے تو اسے کہا جائے کسی غریب کو دے دو نہیں، چوری کا پیسہ جس کا ہے اسے واپس کرنا ضروری ہے اسی طرح سودی پیسہ بھی جس شخص یا ادارے کا ہے اسے واپس کرنا ضروری ہے۔

...... فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ: حرمتِ سود سے پہلے کچھ لوگوں نے سودی قرضے دیئے ہوتے تھے تو انہوں نے کہا: ہم اصل رقم کے ساتھ سود بھی لیں گے تو اُن کے بارے میں حکم ہوا کہ جو اَب بھی سود لے گا تو اس کے خلاف جہاد کیا جائے گا چنانچہ قبیلہ بنو ثقیف اس آیت کے نزول پر کہا: ہم اللہ اور اس کے رسول سے جنگ نہیں کر سکتے اور سود چھوڑتے ہیں۔ (۳۰۸)

(۳۰۷) جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل الصدقہ، الرقم: 662

وَ اِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ؕ وَ اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ

اور اگر وہ تنگ دست ہو تو مہلت دینا ہے آسانی تک اور یہ کہ تم صدقہ کر دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانتے

تَعۡلَمُوۡنَ (۲۸۰) وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِيۡهِ اِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَ هُمۡ

ہو ○ اور تم ڈرتے رہو اس دن سے کہ تم اس میں اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور وہ

لَا يُظۡلَمُوۡنَ (۲۸۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ ؕ ۳۸ ع ۶

ظلم نہیں کیے جائیں گے ○ اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے سے دَین (واجب الادا) کی مدت مقررہ تک لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

بلکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ تھا کہ اب اسلامی ریاست میں تم اگرچہ ذمی ہو لیکن تم سودی کاروبار نہیں کرو گے اگر تم نے سودی کاروبار کیا تو تمہارے خلاف جہاد کیا جائے گا۔

...... **وَ اِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ**: اگر کوئی سود کی اصل رقم کا مقروض ہو یا کوئی بھی مقروض ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے اور اگر وہ مہلت مانگے تو مہلت دینا واجب ہے۔

ارشادِ نبوی ہے: مَنۡ اَنۡظَرَ مُعۡسِرًا كَانَ لَهٗ بِكُلِّ يَوۡمٍ صَدَقَةٌ (۳۰۹) ترجمہ: جس نے مقروض کو مہلت دی تو اسے ہر دن کے بدلے ایک صدقہ کا ثواب ملے گا۔

اور ارشادِ نبوی ہے: مَنۡ اَنۡظَرَ مُعۡسِرًا اَوۡ وَضَعَ عَنۡهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيۡ ظِلِّهٖ (۳۱۰) فرمایا جو مقروض کو مہلت دے یا قرضہ معاف کر دے تو اسے روزِ قیامت اللہ اپنا (یعنی عرشِ معلیٰ کا) سایہ دے گا۔

...... **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ**: دَین اور قرض میں فرق: **قرض** یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے سونا، چاندی یا کرنسی اُدھار لے، مدت مقرر ہو یا نہ ہو جبکہ **دَین** بیع سلم اور بیع مطلق میں ہوتا ہے اور دَین کا اطلاق قرض پر بھی ہوتا ہے۔

بیع سلم یہ ہے کہ اناج یا پھلوں کے لیے پیسے پہلے دے دیئے جائیں اور اناج یا پھل بعد میں لیا جائے۔ "بیع سلم" میں قیمت، پھل یا اناج کی جنس، قسم، مقدار، صفت، وقت ادائیگی، مقام ادائیگی مقرر کرنا ضروری ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت سے پہلے اہل مدینہ کھجوروں وغیرہ میں بیع سلم کرتے تھے۔ اس آیت میں اسے لکھنے کا حکم دیا گیا ہے (۳۱۱)

بیع مطلق یہ ہے کہ دو فریق ایک مالی چیز کا دوسری مالی چیز سے تبادلہ باہمی رضامندی سے کریں۔ بیع مطلق میں مبیع (یعنی بیچی ہوئی چیز) کا فوری قبضہ ضروری ہے البتہ ثمن (قیمت) نقد بھی ہو سکتی ہے اور اُدھار بھی اور اُدھار مدت مقررہ تک بھی ہو سکتا ہے اور اس کے بغیر بھی

(۳۰۸) تفسیر بیضاوی، زیر بحث آیت مذکورہ (۳۰۹) مستدرک، الرقم: 2225 (۳۱۰) صحیح مسلم، باب حدیث جابر الطویل، الرقم: 3006 (۳۱۱) تفسیر کبیر زیر بحث آیتِ مذکورہ

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۖ وَ لَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ

اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان ایک لکھنے والا عدل کے ساتھ اور لکھنے والا انکار نہ کرے کہ وہ لکھے جیسا کہ اللہ نے اُس کو سکھایا ہے تو لکھ دے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ

اور لکھوائے وہ شخص جس پر حقِ دین ہے اور وہ ڈرے اپنے رب اللہ سے اور اس سے کچھ کمی نہ کرے، پھر اگر وہ شخص جس پر

الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا

حقِ قرض ہے کم عقل یا کمزور ہو یا طاقت نہ رکھتا ہو کہ وہ لکھوائے تو اس کا ولی (سرپرست) عدل کے ساتھ لکھوائے اور تم

شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

اپنے مردوں سے دو گواہ بنا لیا کرو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جنہیں تم پسند کرو

ہو سکتا ہے۔ بیع مطلق میں بھی اگر قیمت ادھار ہو تو اس پر بھی دَین کا اطلاق ہوتا ہے۔

بہر حال بیع سلم ہو یا بیع مطلق قیمت ادھار ہو یا قرض پکڑا ہو ان تمام صورتوں پر دَین کا اطلاق ہوتا ہے اور اسے لکھنے کا استحبابی حکم دیا گیا تا کہ کسی شک وشبہ یا کسی کی بدنیتی کی صورت میں وہ تحریری دستاویز کام آئے اور کسی بڑے جھگڑے یا قطع تعلقی تک نوبت نہ آئے۔

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ: ''عدل'' سے لکھنے کا معنی یہ ہے کہ کمی وبیشی نہ کرے اور کسی پہلو کو مبہم نہ چھوڑے۔ یاد رہے کہ لکھنے والا اجرت لینے کا مجاز ہے اور فی سبیل اللہ بھی کر سکتا ہے۔ دَین کی لکھائی فرض کفایہ ہے اور اگر کوئی لکھنے والا نہ ملے اور اسے کوئی مجبوری نہ ہو تو فرض عین ہے۔

وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا: اور لکھوائے وہ شخص جس پر دَین ہے اور چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس میں کچھ کمی نہ کرے۔

اگر مدیون (جس پر کچھ واجب الادا ہے) لکھوانے کے قابل نہ ہو بوجہ مجنون ہونے، کم عقل ہونے، شیخ فانی ہونے، ان پڑھ ہونے یا زبان نہ آنے یا گونگا ہونے کے تو اس کا ولی (سرپرست) لکھوائے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور کوئی کمی بیشی نہ کرے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ: دَین اور معاملات وغیرہ میں دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں گواہ ہوں گی لیکن حدود وقصاص میں صرف مرد گواہ بنیں گے عورتیں نہیں زنا میں چار مرد اور دیگر حدود میں دو مسلمان مرد گواہ بنیں گے البتہ نسوانی مسائل مثلاً عورت کا کنوارہ ہونا، بچہ پیدا ہونا، حیض، مدت رضاعت یا نسوانی عیوب میں عورت بھی گواہ بن سکتی ہے۔

ایک مرد کی جگہ دو عورتیں رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ عورت فطری طور پر کمزور پیدا کی گئی ہے اور عورت شجاعت ودلیری میں بھی مرد سے کم ہے اسی لیے دنیا بھر کے غیر مسلم ممالک میں بھی کمانڈر وغیرہ مردوں کو ہی بنایا جاتا ہے۔ مرد کی فوقیت کی وجوہات دیکھنے کے لیے دیکھیے تفسیراتِ افضلیہ سورہ بقرہ آیت نمبر 228 کے تحت

اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰىهُمَا الۡاُخۡرٰىؕ وَ لَا يَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡاؕ

کہ اگر اُن سے ایک بھول جائے تو اُن سے ایک دوسری کو یاد کرادے،اور نہ انکار کریں گواہ جب وہ بلائے جائیں

وَ لَا تَسۡـــَٔمُوۡۤا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖؕ ذٰلِكُمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ اَقۡوَمُ

اور نہ اکتاؤ کہ تم اسے لکھو چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک یہ اللہ کے نزدیک بہت انصاف والی بات ہے اور گواہی کو بہت درست رکھنے والی ہے

لِلشَّهَادَةِ وَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَرۡتَابُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيۡرُوۡنَهَا بَيۡنَكُمۡ فَلَيۡسَ

اور بہت قریب ہے کہ تم شک وشبہ میں نہ پڑو گے مگر یہ کہ نقد تجارت ہو جس کا تم آپس میں لین دین کرو تو تم پر کوئی

عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَلَّا تَكۡتُبُوۡهَاؕ وَ اَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَايَعۡتُمۡ ۖ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيۡدٌ ؕ

گناہ نہیں کہ تم اسے نہ لکھو اور تم گواہ بنا لیا کرو جب تم خرید وفروخت کرو اور نہ ضرر پہنچایا جائے کسی لکھنے والے کو اور نہ گواہ کو

وَ اِنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌ ۢ بِكُمۡؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ (۲۸۲)

اور اگر تم ایسا کرو گے تو بیشک وہ تمہاری نافرمانی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

﴿ ...... وَ لَا يَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا: اور گواہ انکار نہ کریں جب وہ بلائے جائیں یعنی گواہی قائم کرنے کے لیے اور گواہی ادا کرنے کے لیے بلکہ اگر گواہی نہ دینے کی وجہ سے کسی کی حق تلفی ہوتی ہو تو گواہی دینا واجب ہو جاتا ہے۔حدود میں ماسوائے چوری اور ڈکیتی کے گواہ نہ بننے کی بھی اجازت ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے: مَنۡ سَتَرَ مُسۡلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ (۳۱۲)

ترجمہ: جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ اس کی دنیا وآخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا۔

یاد رہے کہ مسلمانوں کے معاملات میں گواہ کا مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور عادل ہونا ضروری ہے۔عادل کی تعریف یہ ہے کہ وہ زنا کی جھوٹی تہمت کی وجہ سے محدود فی القذف نہ ہو، اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ بہت کم کرتا ہو اور اس کی نیکیاں صغیرہ گناہوں پر غالب ہوں۔

البتہ کفار کے معاملات میں غیر مسلم گواہ بن سکتا ہے۔

﴿ ...... ذٰلِكُمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ اَقۡوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَرۡتَابُوۡۤا: تحریری دستاویز ہونے اور گواہی قائم کرنے سے ظلم وزیادتی اور بددیانتی کے دروازے بند ہوں گے اور انصاف ملنا آسان ہو جائے گا۔

﴿ ...... اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيۡرُوۡنَهَا بَيۡنَكُمۡ فَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَلَّا تَكۡتُبُوۡهَا: نقد میں بھی تحریر مستحب ہے اور اگر تحریر نہ بھی کی جائے تو گناہ نہیں لیکن اگر کوئی بڑا سودا ہو تو تحریر مستقبل میں بہت سے نقصانات سے بچا سکتی ہے۔

﴿ ...... وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيۡدٌ: کاتب کو اُجرت اور گواہ کو کرایہ وغیرہ نہ دینے کی صورت میں گواہ اور کاتب کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔آج کل گواہ کو چند منٹ گواہی دینی ہوتی ہے اور کئی کئی ماہ عدالتوں کے چکر لگانے پڑتے ہیں۔

(۳۱۲) سنن ابن ماجہ، باب الستر علی المومن ودفع الحدود، الرقم: 2544۔مجمع الزوائد، باب الستر علی المسلمین، الرقم: 10472

وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا

اور اگر تم سفر میں ہو اور تم لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن ہے قبضہ میں دیا ہوا ، پھر اگر بے خوف ہو تم سے کوئی ایک کسی ایک سے

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا

تو ادا کر دے وہ شخص جسے امین سمجھا گیا اپنی امانت اور وہ ڈرتا رہے اپنے رب اللہ سے اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپائے

۳۹ ع ۷ فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (۲۸۳) لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ

تو بیشک اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو علم والا ہے۔ O اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ

اور اگر ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا معاف فرماتا ہے جسے چاہے گا اور عذاب دے گا

...... **وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ:** قرآن پاک کے علاوہ حدیث پاک میں بھی رہن (گروی رکھنے) کا ثبوت موجود ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک یہودی سے طعام (30 صاع) کے لیے اپنی زرہ اس کے پاس رہن (گروی) رکھی (۳۱۳)

رہن (گروی رکھنا) کے مسائل کتب فقہ خصوصاً قانون شریعت یا بہار شریعت میں دیکھیں۔

...... **فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ:** ارشاد نبوی ہے: اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا اِلَّا الْاَمَانَةَ (۳۱۴) ترجمہ: شہادت فی سبیل اللہ ہر گناہ مٹا دیتی ہے مگر امانت (میں خیانت کرنا)۔

اگر دنیا بھر کے مسلمان امین بن جائیں تو مسلمانوں کا وقار بھی بڑھ جائے گا اور اقتصادی حالات بھی بہتر ہو جائیں گے اور اشاعت اسلام بھی زور پکڑے گی کیونکہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان جھوٹ بولنے والے اور بددیانت لوگ پہنچا رہے ہیں۔

...... **لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ:** اللہ ہی ہر شئے کا خالق، مالک اور رب ہے لہذا وہی مستحق عبادت ہے چونکہ وہ ہر شیء کا خالق و رب ہے لہذا کائنات کی ہر چیز چاہے ظاہر ہو یا چھپی ہو کو جانتا ہے۔

...... **وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ:** ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاءِ بدن کے افعال کو افعال جوارح کہتے ہیں اور دل کے افعال کو افعالِ قلوب کہتے ہیں جیسے جوارح گناہ کرتے ہیں اسی طرح دل بھی بڑے اور چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے مثلاً دل میں کفر و شرک کا عقیدہ راسخ ہو جائے اگرچہ زبان سے اظہار نہ کرے اللہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے لیکن اس کا کفر ظاہر ہونے تک مسلمان اسے کافر نہیں کہہ سکتے، اسی طرح حسد، بغض بھی

(۳۱۳) صحیح بخاری، باب الرھن عند الیھود وغیرھم، الرقم: 2513 (۳۱۴) شعب الایمان، باب الامانات وما یجب من ادائھا، الرقم: 4885، معجم کبیر، الرقم: 10527

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲۸۴) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ
جسے چاہے گا اور اللہ ہر ممکن پر قادر ہے O رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور ایمان والے سب نے
الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ
تصدیق کی اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور اس کی کتابوں کی اور اس کے رسولوں کی ہم اس کے رسولوں میں سے کسی رسول کے درمیان (ایمان لانے میں)

مکروہ کے درجہ کے گناہ ہیں اور حسد و بغض کا منبع بھی دل ہے۔

وسوسوں کے احکام: ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا وَسْوَسَتْ اَوْ حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِہٖ اَوْ تَکَلَّمْ (۳۱۵) ترجمہ: میری امت کے دلوں میں جو وسوسے آتے ہیں اللہ ان سے درگزر فرماتا ہے جبکہ وہ اس پر عمل نہ کرے یا اسکے ساتھ کلام نہ کرے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک جب گناہ کا ایسا وسوسہ آئے کہ انسان گناہ کا پختہ عزم کرلے لیکن اسے گناہ کا موقع نہ ملے تو ایسا وسوسہ گناہ کرنے کے حکم میں ہے۔

وسوسہ آنے پر وسوسہ کو ہٹانے کی تدبیر کرے مثلاً وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے یا دل میں گناہ کے وسوسہ کو برا جانے تو ایسے وسوسہ پر کوئی گناہ نہیں۔

۞...... **یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ :** ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا روزِ قیامت جس کا محاسبہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا، تو میں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا: فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا (۳۱۶) (مومن کا حساب آسان ہوگا) تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ تو صرف پیشی ہوگی جس سے حساب لیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا (۳۱۷)

۞...... **فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ : مغفرت:** غَفَرَ یَغْفِرُ غَفْرًا سے مصدر میمی ہے جس کا معنی ہے "ڈھانپ لینا" اللہ تعالیٰ کی مغفرت یہ ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو اپنی رحمتوں سے ڈھانپ کر ان کے درجات بلند کر دیتا ہے اور گناہ گاروں کی مغفرت یہ ہے کہ انہیں اپنی رحمتوں میں ڈھانپ کر ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ شئے پر تفصیلی کلام دیکھیے تفسیراتِ افضلیہ بقرہ: 20 کے تحت۔

۞...... **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ:** رسول کی تعریف دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 87 کے تحت اور ایمان کی تعریف دیکھیے تفسیراتِ افضلیہ سورہ بقرہ آیت نمبر 2 کے تحت، ملائکہ کی تعریف دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 163 کے تحت، کتب سماویہ و صحائف کے بارے میں دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر 177 کے تحت

۞...... **لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ:** اس کا معنی یہ نہیں کہ رسولوں کے درجات میں فرق نہیں "تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ" میں درجات میں فرق کا ہونا واضح فرما دیا گیا ہے

یہاں فرق نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہم تمام انبیاء و مرسلین پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی تکذیب کی۔

(۳۱۵) صحیح بخاری، باب اذا حنث ناسیا فی الایمان، الرقم: 6664 (۳۱۶) سورہ انشقاق: 8 (۳۱۷) صحیح بخاری، باب من سمع شیئا، الرقم: 103

وَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ٭ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ (۲۸۵) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا

میں) فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی، تیری مغفرت ملے اے ہمارے رب اور تیری طرف لوٹنا ہے O اللہ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا

اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ عَلَیۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ

مگر اس کی طاقت کے مطابق، اس کے لیے ہے جو اس نے اچھا کیا اور اس پر وبال ہے جو اس نے برا کمایا اے ہمارے رب ہماری پکڑ نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں

وَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ٭ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ: جب جبریل امین علیہ السلام نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی امت کی ثنا کی تو آپ اللہ تعالیٰ سے کچھ سوال کریں وہ پورا کیا جائیگا تو اس موقع پر ''غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ'' کی دعا نازل ہوئی۔ (۳۱۸)

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا: کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ کو سہل اور آسان رکھا ہے۔ اوامر ونواہی انسانی طاقت کے مطابق ہیں بلکہ مزید رخصتیں بھی دی ہیں جیسے عورتوں پر حیض ونفاس کی حالت میں نماز معاف ہے اور قضا بھی نہیں لیکن روزے کی قضا کی جائے گی۔ سفر شرعی (ساڑھے ستاون میل یا 93.47 کلومیٹر) میں چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت کر دیا اور روزوں کی افطاری کی بھی اجازت فرمائی۔ رخصتوں کے متعلق مزید تفصیل سورہ بقرہ آیت نمبر 286 کے تحت دیکھیں۔

لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ عَلَیۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ: ایک نیکی اور گناہ تو وہ ہے جو انسان خود کرتا ہے اور ایک نیکی اور گناہ وہ ہے جس کی وہ راہ ڈالتا ہے جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: مَنۡ سَنَّ فِی الۡاِسۡلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَهٗ اَجۡرُهَا وَاَجۡرُ مَنۡ عَمِلَ بِهَا بَعۡدَهٗ مِنۡ غَیۡرِ اَنۡ یَّنۡقُصَ مِنۡ اُجُوۡرِهِمۡ شَیۡءٌ وَمَنۡ سَنَّ فِی الۡاِسۡلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیۡهِ وِزۡرُهَا وَوِزۡرُ مَنۡ عَمِلَ بِهَا مِنۡ بَعۡدِهٖ مِنۡ غَیۡرِ اَنۡ یَّنۡقُصَ مِنۡ اَوۡزَارِهِمۡ شَیۡءٌ (۳۱۹): ترجمہ جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے تو اسے اس کا ثواب ہے اور اس پر جو عمل کرے اس کا بھی ثواب ہے اور جو کوئی برا طریقہ رائج کرے تو اس پر اس کا اور عمل کرنے والے کا گناہ ہوگا۔

اس حدیث میں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کا ثبوت واضح ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا: (اے ہمارے رب! تو ہماری پکڑ نہ کرنا اگر ہم سے نسیان (بھول) یا خطا (غیر ارادی غلطی) ہو جائے۔

''نسیان'' یہ ہے کہ کوئی کام کرنا تھا تو بھول کر اُسے نہ کیا یا نہیں کرنا تھا تو بھول کر کر لیا ہے اور خطا یہ ہے کہ کرنا اور تھا اور ہو کچھ اور جائے جیسے حادثہ وغیرہ یا کلی کا ارادہ تھا پانی گلے کے اندر چلا گیا۔

حدیث نبوی ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنۡ اُمَّتِی الۡخَطَاَ وَالنِّسۡیَانَ (۳۲۰) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا اور نسیان کا گناہ (عذاب) اٹھا دیا ہے۔

(۳۱۸) تفسیر مظہری، روح البیان زیر بحث آیت مذکورہ۔ (۳۱۹) صحیح مسلم، باب الحث علی الصدقة، الرقم: 1017 (۳۲۰) سنن ابن ماجہ، باب طلاق المکرہ، الرقم: 2043

رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَاۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
یا خطا کریں، اے ہمارے رب اور نہ ڈال ہم پر ایسا بھاری بوجھ جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال
لَنَا بِهٖۚ وَ اعْفُ عَنَّاۥ وَ اغْفِرْ لَنَاۥ وَ ارْحَمْنَاۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ (۲۸۶) ۴۰ ع ۸
جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف فرما اور ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحمت فرما تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافر قوم پر ہماری مدد فرما O

اس حدیث کے مطابق خطا ونسیان کا اُخروی عذاب اٹھا دیا گیا لیکن دنیا میں خطا ونسیان سے بسا اوقات نقصان ہو جاتا ہے جیسے قتل خطا میں شکاری نے ہرن کو نشانہ بنایا اور مسلمان کو لگا تو اس کی موت واقع ہوگئی اس پر اُخروی عذاب تو نہیں ہے لیکن 100 اونٹ دیت اور ایک غلام کو آزاد کرنے کا کفارہ لازم ہو جاتا ہے اور قاتل اس قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ٹھہرے گا۔

نماز میں بھول کر کلام کیا نماز ٹوٹ جائے گی اور قضا لازم ہوگی۔ جانور پر بوقت ذبح تکبیر بھول گیا تو جانور حرام نہیں ہوگا۔ روزہ میں نسیان سے پانی پیا روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر خطا سے پانی پیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا خطا کی مثال کلی کرتے وقت پانی کا اندر چلا جانا ہے۔

❁ .... **رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا:** اے ہمارے رب ہم پر وہ بھاری بوجھ نہ ڈال جو تو نے ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔

نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی وجہ سے اس امت پر بہت نرمی کی گئی وگرنہ پہلی امتوں میں پچاس نمازیں تھیں اور زکوۃ چوتھائی (1/4) فرض تھی، مال غنیمت اور قربانی کا گوشت حرام تھا اسے جلایا جاتا تھا۔ قتل پر صرف قصاص تھا دیت نہیں تھی اور شرک کی سزا قتل تھی۔ تیمّم کی رخصت نہیں تھی، کپڑے پر نجاست لگ جاتی تو وہ کپڑا کاٹنا پڑتا، عبادت صرف عبادت گاہ میں تھی پوری زمین نماز گاہ نہیں تھی گناہ کرنے کی صورت میں اس کے دروازے پر لکھ دیا جاتا، گناہوں کی بہتات پر تباہ کن عذاب نازل ہوتا جیسے قوم لوط، قوم شعیب اور دیگر اقوام پر عذاب نازل ہوا، ہفتہ کی تعظیم فرض تھی سارا دن تجارت اور کاروبار حرام تھا، بعض قوموں کی شکلیں بندر، خنزیر کی صورت میں مسخ کر دی گئیں، اونٹ کا دودھ، گوشت اور چربی حرام تھی وغیرہ وغیرہ

❁ .... **اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ:** (تو ہمارا حقیقی مالک ہے تو کافروں پر ہماری مدد فرما) حدیث پاک میں ہے جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ دعائیں کیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو فرمایا گیا میں نے کر دیا یعنی آپ کی تمام دعائیں قبول فرمالیں (۳۲۱)

(۳۲۱) جامع ترمذی، باب ومن سورة البقرة، الرقم: 2992۔

سورہ بقرہ کی دو آخری آیتوں کے فضائل

ارشادِ نبوی ہے: اُعْطِيْتُ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ بَيْتِ كَنْزٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِيْ (۳۲۲) مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے خزانے سے عطا کی گئیں جو کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا يُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ (۳۲۳) بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اس میں سے سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ہیں جس کے گھر یہ دونوں آیتیں تین رات پڑھی جائیں تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ شیطان (یعنی شیطان اور جن) اس گھر میں داخل ہو سکے۔

ارشادِ نبوی ہے: اَلْاٰيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ (۳۲۴) سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں جو شخص رات میں پڑھے گا تو (پوری رات کی شب بیداری و عبادت) کی جگہ کافی ہوں گی۔

حدیثِ نبوی ہے: فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا: اُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا (۳۲۵) (معراج کی رات) رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو تین چیزیں عطا ہوئیں (۱) پانچ نمازیں (۲) سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور (۳) پوری امت کے کبائر کی بخشش بشرطیکہ وہ کفر و شرک نہ کرے۔

نوٹ: یہ آیات وہی ہیں جو فرشتہ کے واسطہ کے بغیر اللہ تعالیٰ نے خود آپ پر وحی فرمائیں۔

آج 23 ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ / یکم جنوری 2019ء کو سورہ بقرہ ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں مکمل ہوئی۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلٰى وَلَدِهِ السَّيِّدِ الشَّيْخِ

عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِيِّ وَعَلٰى اَوْلِيَآءِ اللّٰهِ

اَجْمَعِيْنَ

☆

(۳۲۲ مسند احمد، الرقم: 21344۔ مجمع الزوائد، الرقم: 10819۔ (۳۲۳) جامع ترمذی، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، الرقم: 2882
(۳۲۴) صحیح بخاری، الرقم: 4008۔ صحیح مسلم، باب فضل الفاتحہ وخواتیم سورۃ البقرۃ 807 (۳۲۵) صحیح مسلم، باب فی ذکر سدرۃ المنتہیٰ، الرقم: 173

اٰیَاتُھَا (۲۰۰)	سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ	رُکُوْعَاتُھَا (۲۰)

سورہ آل عمران:

یہ سورت مدنی ہے اس میں بیس رکوع، دوسو آیات اور تین ہزار چار سو اسی کلمات ہیں۔ عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ہے

سورۂ بقرہ میں مؤمنین، کفار، اور منافقین کے ذکر کے بعد بڑی تفصیل سے یہود کا ذکر کیا گیا اُن پر کیے گئے انعامات، اُن کی بد اعمالیوں اور اس کے انجام کا ذکر کیا گیا۔

اب سورۂ آلِ عمران میں نصاریٰ کی بد عقیدگی اور دیگر اہم موضوعات پر کلام کیا گیا ہے اور پہلی اسی (80) آیات کا نزول وفد نجران کے ۹ھ میں مدینہ منورہ آنے پر ہوا۔

وفدِ نجران

اسی (۸۰) افراد پر مشتمل یہ وفد عالیشان یمنی لباسوں میں ملبوس ہو کر نماز عصر کے وقت مسجد نبوی پہنچا، عاقب عبدالمسیح، سید ایہم اور ابو حارثہ جو کہ عرب کے پادریوں کا پیشوائے اعظم اور سلطنت روم کا گرانٹ یافتہ تھا، اس وفد کی قیادت کر رہا تھا۔ جب یہ مسجد نبوی پہنچے تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نماز عصر پڑھا رہے تھے تو انہوں نے غالباً مسجد نبوی کے خارجی حصے میں اجازتِ نبوی کے بغیر اپنی عبادت شروع کر دی۔

نماز سے فارغ ہو کر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے وفد نجران کو اسلام لانے کی دعوت دی جس کے جواب میں انہوں نے کہا: ہم آپ سے پہلے اسلام لا چکے ہیں تو رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تمہارا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں، اسلام کے منافی ہے اسی طرح صلیب پرستی اور خنزیر کھانے سے اسلام سے روکتا ہے۔

اس کے جواب میں نصاریٰ نجران نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اللہ کے بیٹے نہیں تو اُن کے والد کا نام بتائیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (ا) ترجمہ: ”بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جنہیں مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا ہو جا تو وہ ہو گیا۔“ یعنی اللہ تعالیٰ جس نے آدم علیہ السلام کو ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا فرمایا اسی اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر والد کے پیدا فرمایا۔ اس پر وہ لا جواب ہو گئے اور انہیں اللہ کے حکم سے مباہلہ (ایک دوسرے پر لعنت وعذاب کی دعا) کرنے کا چیلنج فرمایا جس کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر 61 میں آ رہا ہے۔

اس موقع پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے اور اس کی صفاتِ کاملہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے محتاج ہونے پر دلائل بیان فرمائے جن کا ذکر آل عمران کے آغاز میں آ رہا ہے۔

(ا) سورہ آل عمران:59

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
الم○ اللہ ہے کوئی الہٰ نہیں مگر وہ ، زندہ جہان کو قائم رکھنے والا○ اس نے تم پر کتاب نازل کی حق کے ساتھ تصدیق کرنے والی
لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ
اس کی جو اس کے سامنے ہے اور اس نے توریت وانجیل نازل کی○ اس سے پہلے لوگوں کے لیے ہدایت اور اس نے فرقان نازل کیا

الٓمّٓ: یہ حروف مُقَطَّعات مُتَشابِہات سے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے درمیان راز کی باتیں ہیں (۲) اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَلَا یَعْرِفُهٗ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاَوْلِیَآءُ (۳) یعنی نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے بعد اولیاء کاملین کے سوا ان کے معانی کو کوئی نہیں جانتا۔

یاد رہے کہ ایسے علوم مشکوٰۃ نبوت سے اولیاء کاملین کے دلوں میں القا کیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کے حروف مقطعات پر مزید کلام سورہ بقرہ آیت نمبر 1 کے تحت دیکھیے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ: اللہ اور اس کی صفات پر مفصل کلام دیکھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تحت، ''اِلٰہ'' پر مفصل کلام دیکھیں سورہ بقرہ:163 کے تحت، اَلْحَیُّ اور اَلْقَیُّوْمُ پر مفصل کلام دیکھیے آیت الکرسی سورہ بقرہ:255 کے تحت

آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے نجران کے نصاریٰ کو بتایا کہ اللہ ہمیشہ اپنی صفات کاملہ کے ساتھ موجود ہے اور تمام جہان کو قائم رکھنے والا ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور تمام امور میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں لہٰذا وہ الٰہ ہونے کی شان نہیں رکھتے اور وہ اللہ کے بیٹے اور ہم جنس نہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسم اعظم کے بارے میں صوفیا کے مذاہب بیان کیے اور آپ نے ''اللہ'' کو اسم اعظم قرار دیا ہے کیونکہ صوفیاء سالکین کی تربیت کا آغاز ''لا الٰہ الا اللہ'' کے ذکر سے کرتے ہیں (۴)

نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ: یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور امام راغب الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ''حق'' کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلْقَوْلُ بِحَسْبِ مَا یَجِبُ وَبِقَدْرِ مَا یَجِبُ وَفِی الْوَقْتِ الَّذِیْ یَجِبُ (۵) وہ قول جو اس طرح پایا جائے جس طرح ضروری ہے اور اس مقدار میں پایا جائے جو ضروری ہے اور اس وقت میں پایا جائے جو ضروری ہے۔

وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ: اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْمُخْتَارُ عِنْدِیْ فِیْ تَفْسِیْرِ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَجْهٌ رَّابِعٌ وَّهُوَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هٰذَا الْفُرْقَانِ الْمُعْجِزَاتُ (۶) ترجمہ: میرے نزدیک اس آیت کی مختار تفسیر چوتھا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں ''فرقان'' سے مراد ''معجزات'' ہیں۔

اس سے واضح کرنا مقصود ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات دیے گئے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم بھی صاحبِ معجزات ہیں اور آپ کے معجزات لاتعداد ہیں لہٰذا ان کی نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے

(۲) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 1 (۳) تفسیر روح المعانی، زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر 1 (۴) تفسیر مظہری، زیر بحث سورہ آل عمران، آیت نمبر 2
(۵) المفردات امام راغب اصفہانی، باب الحاء، ج 1 ص 246 (۶) تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ، ج 7 ص 133

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (۴) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی
بیشک جن لوگوں نے اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کیا اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے O بیشک اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں
عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ؕ (۵) هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ
زمین میں اور آسمان میں O وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے (ماؤں کی) رحموں میں جیسی وہ چاہے
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (۶) هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ
کوئی الہ نہیں مگر وہ بڑی عزت والا حکمت والا O وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس سے کچھ آیتیں محکم ہیں
هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیچھے پڑ جاتے ہیں اُن کے جو اس سے متشابہ ہیں

❁ ...... **اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ:** اس میں نصاریٰ نجران کو وعید سنائی گئی کہ اُن کا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ماننے کا عقیدہ کلام الٰہی کے خلاف ہے لہٰذا وہ اللہ کے عذاب سے ڈر جائیں اور اسلام قبول کریں۔

❁ ...... **اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ:** اس آیت میں نصاریٰ کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کامل ہیں یعنی غیر مخلوق، ذاتی، ازلی، مستقل اور لامحدود ہیں اسی طرح علم الٰہی بھی کامل ہے اللہ کے علم ذاتی سے کوئی شئے پوشیدہ نہیں۔

جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے پیدا کیا، انہیں علم بھی اللہ نے عطا کیا، وہ اپنے علم میں اللہ کے محتاج ہیں لہٰذا وہ اللہ کے بیٹے، ہم جنس اور الٰہ نہیں ہوسکتے ہیں۔

❁ ...... **هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تمہاری خلقت کا عمل ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ، پھر چالیس روز لوتھڑا اور پھر چالیس روز گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے: فَیَکْتُبُ عَمَلَهٗ وَأَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِیٌّ وَسَعِیْدٌ ثُمَّ یَنْفُخُ فِیْهِ الرُّوْحَ (۷) ترجمہ: ''پھر اس کا عمل، موت، رزق اور دوزخی یا جنتی ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکتا ہے''۔

نصاریٰ کو سمجھانا مقصود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تخلیق کے عمل سے گزرے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ازلی ہے اور تمام شوائبِ خلقت سے پاک ہے لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح اللہ کے ہم جنس، اولاد اور الٰہ ہوسکتے ہیں؟

❁ ...... **فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ:** اس سے مراد نصاریٰ نجران ہیں جنہوں نے کہا: تم مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتے ہو اور اسکا معنی بیٹا ہونا ہے حالانکہ کلمۃ اللہ سے مراد کلمہ کن سے پیدا کرنا مراد ہے اور روح اللہ سے مراد بغیر باپ کے روح ڈالنا ہے۔

❁ ...... **هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ:** علماءِ اصول فقہ کے نزدیک **محکم** وہ ہے جس کی مراد واضح و روشن ہو اور اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو اور کسی قسم کے نسخ کا امکان نہ ہو جیسے: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،

(۷) صحیح بخاری، باب خلق آدم صلوات علیہ و ذریتہ، الرقم: 3332

مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِه‍ۚ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ
فتنہ چاہتے ہوئے اور اس کا غلط معنی چاہتے ہوئے اور اس کا درست معنی نہیں جانتا مگر اللہ اور جو علم میں پختہ ہیں
يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۷) رَبَّنَا لَا تُزِغْ
وہ کہتے ہیں ہم اس کے ساتھ ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر عقل والے O اے ہمارے رب
قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةًۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۸)
ہمارے دل ٹیڑے نہ ہونے دینا اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دے دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بیشک تو بہت دینے والا ہے O
رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۹) ع ۹
اے ہمارے رب! بیشک تو لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن جس میں کوئی شبہ نہیں بیشک اللہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا O

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وغیرہ۔اور **متشابہ** وہ ہے جس میں خفا ہو اور متکلم کے سوا اس کے خفا کو کوئی دور نہ کر سکے جیسے قرآن مجید کے حروف مقطعات، جیسے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ میں اِسْتَوٰى تشابہات سے ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اِسْتَوٰى کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ وَّالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ وَّالْاِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ (۸) ترجمہ: ''استویٰ'' کا معنی معلوم ہے اس کی کیفیت معلوم نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

...... **وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ : ''تاویل''** کا معنی لوٹنا ہے اور علماءِ تفسیر واصول فقہ کے نزدیک کسی لفظ کے ایک سے زیادہ معانی ہوں یا اس کی توجیہات ایک سے زیادہ ہوں تو ایک معنی یا ایک توجیہ کو متعین کرنا تاویل ہے لیکن جب متشابہ کا معنی ہی معلوم نہیں تو پھر تاویل کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

...... **وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا:** جمہور مفسرین کے نزدیک یہ نیا جملہ ہے اور راسخ العقیدہ علماء متشابہات کی غلط تاویلیں کرنے کی بجائے ان آیات پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے معانی کا ذاتی علم اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ارشادِ نبوی ہے: وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ هُمُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِمُتَشَابِهِهٖ وَعَمِلُوْا بِمُحْكَمِهٖ (۹) ترجمہ: ''وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ'' وہ لوگ ہیں جو متشابہ (آیات) پر ایمان رکھتے ہیں اور محکم (آیات) پر عمل کرتے ہیں۔

ارشادِ نبوی ہے: هُوَ مَنْ بَرَّتْ يَمِيْنُهٗ وَصَدَقَ لِسَانُهٗ وَعَفَّ فَرْجُهٗ وَبَطْنُهٗ فَذَاكَ الرَّاسِخُ فِي الْعِلْمِ (۱۰) ترجمہ: جو (عالم) اپنی قسم پوری کرے، جس کی زبان (ہمیشہ) سچ بولے، وہ اپنی شرمگاہ اور پیٹ کو گناہوں سے بچائے پس وہی اَلرَّاسِخُ فِي الْعِلْمِ ہے۔

...... **رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ:** اس دن سے مراد روزِ قیامت ہے جس دن تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب وکتاب کے لیے پیش ہوں گے۔قرآن مجید میں قیامت کے ہولناک دن کا ذکر کثرت سے ہے۔کفار ہمیشہ ہمیشہ کے

(۸) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، زیر بحث حدیث نمبر 4340 عن رُکانہ (۹) شرح مشکل الآثار للطحاوی، الرقم: 2515

(۱۰) مجمع الزوائد، باب سورۃ آل عمران، الرقم: 10887۔ معجم کبیر، الرقم: 7658

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـاؕ وَ اُولٰٓىٕكَ
بیشک وہ لوگ کفر پر مرنا جن کے لیے مقدر ہو چکا، ہرگز انہیں اُن کے مال اور اولادیں اللہ (کے عذاب) سے کچھ بچا نہ سکیں گی اور یہ
هُمْ وَقُوْدُ النَّارِۙ(۱۰) كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْؕ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۚ فَاَخَذَهُمُ
لوگ آگ کا ایندھن ہیں ○ جیسے آلِ فرعون کا طریقہ اور جو اُن سے پہلے تھے، انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، تو اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْؕ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ(۱۱) قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَؕ
سے اُن کی پکڑ کی اور اللہ سخت عذاب والا ہے ○ فرما دو اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور تمہیں جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا

لیے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ باعمل مومن جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور گناہ گار مسلمانوں سے بہت سے جہنم میں جانے سے پہلے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور صالحین کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے اور کچھ عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

...... **اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ:** اس سے ثابت ہوا کہ اللہ دیگر عیوب ونقائص کی طرح جھوٹ سے بھی پاک ہے اور جھوٹ اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے اور جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بارگاہِ الوہیت میں گستاخی کی انتہا ہے۔

...... **اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا: شانِ نزول:** ایک یہودی ابوحارثہ نے کہا حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم واقعۃً نبی آخر الزمان ہیں لیکن میرے ایمان لانے کی صورت میں سلطنتِ روم مجھے دی گئی مالی امداد واپس مانگے گی اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔ (۱۱)

...... **كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْؕ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ:**
فرعون کے بارے میں سورہ بقرہ:49 کے تحت دیکھیے۔

اس آیت میں واضح فرمادیا کہ جیسے آلِ فرعون اور دیگر سابقہ اقوام کو انبیاء کو جھٹلانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب نے گرفت میں لے لیا اسی طرح نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کفر کرنے والوں کا انجام بھی نہایت برا ہوگا۔

...... **قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ:** یہ **سچی پیش گوئی** کفارِ مکہ کے بارے میں بھی ہے اور یہودِ مدینہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ 8ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا اور کفارِ مکہ اسلام لانے پر مجبور ہوئے۔

سنن ابی داود میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ بدر کے بعد یہود کو بازار بنو قینقاع میں جمع فرمایا اور انہیں فرمایا: یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ اَسْلِمُوْا قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَ قُرَیْشًا یعنی اس سے پہلے کہ تم پر قریش کی طرح کوئی مصیبت آئے تم اسلام لے آؤ۔ اس پر یہود نے کہا: جب تم ہم سے لڑو گے تو آپ کو فنونِ حرب میں ہماری مہارت کا پتہ چل جائے گا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (۱۲)

(۱۱) تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ (۱۲) سنن ابی داود، باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ، الرقم: 3001

وَ بِئْسَ الْمِهَادُ(۱۲) قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ
اور وہ برا بچھونا ہےO تحقیق تمہارے لیے نشانی ہے اُن دوگروہوں میں جو لڑے ،ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور
اُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
دوسرا کافر تھا انہیں اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے آنکھ سے دیکھنا ،اور اللہ اپنی نصرت سے قوی کر دیتا ہے، جیسے وہ چاہتا ہے، بیشک اس میں

چنانچہ یہود کے قبیلہ بنونضیر کو غزوۂ احد کے بعد مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا گیا اور بنوقریظہ کے 600 سے زائد جنگجوؤں کو غزوۂ خندق میں عہد شکنی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔

❁...... قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا: اس آیت سے غزوہ بدر مراد ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد 313 تھی۔ اُن کے پاس 2 گھوڑے، 6 زریں، 8 تلواریں اور ستر اونٹ تھے۔مہاجرین کے علمبردار حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور انصار کے حضرت سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔

جبکہ قریشِ مکہ عتبہ بن ربیعہ کی قیادت میں تھے تعداد 950 تھی اور اُن کے پاس 700 اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ہر قسم کا وافر اسلحہ موجود تھا۔روزانہ ایک اونٹ نحر کر کے پکاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔70 کفار قتل ہوئے اور 70 قیدی بنے جبکہ مسلمانوں سے 14 شہید ہوئے، 8 انصار سے اور 6 مہاجرین سے۔

جو قیدی پڑھے لکھے تھے اُن کو دس افراد کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے بدلے اور جو مالدار تھے اُن سے مالی فدیہ ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک دینے کے بدلے رہا کیا گیا۔غزوہ بدر پر تفصیلی مضمون کے لیے ''خطبات ومقالات افضلیہ'' کا مطالعہ کریں۔

❁...... فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ: یہ صحابہ کبار کے بارے میں بہت بڑی گواہی ہے کہ وہ ''فی سبیل اللہ'' یعنی اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے۔

یاد رہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کے قرآنی ناموں سے ایک نام سبیل اللہ ہے(۱۲) یعنی اللہ کی راہ معنی یہ ہوا کہ صحابہ کرام نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی خاطر لڑ رہے تھے۔

❁...... یَرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ: ایک تفسیر یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کی شاندار صف بندی کی جس کی وجہ سے وہ کفار کو اپنے آپ سے دوگنا یعنی 1900 نظر آ رہے تھے جبکہ دوسری تفسیر کے مطابق مسلمانوں کو کفار اپنے آپ سے دوگنا نظر آ رہے تھے جبکہ وہ تین گنا زیادہ تھے پھر بعد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق 70 کے لگ بھگ نظر آتے تھے(۱۳)

❁...... وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ: اللہ تعالیٰ نے تعداد اور اسلحہ کی کمی کے باوجود مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرما کر واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

(۱۲) الاکلیل للسیوطی، فصل فی القرآن من اسماء النبی۔المواہب للدنیہ، الفصل اول فی ذکر اسماءہ (۱۳) تفسیر بیضاوی زیر بحث آیت مذکورہ

لِعبرَۃً لِّاُولِی الاَبصَارِ (١٣) زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ البَنِینَ وَ

عبرت ہے دیکھنے والوں کے لیے ○ خواہشات کی محبت لوگوں کے لیے آراستہ کر دی گئی ہے، عورتیں اور بیٹے اور

القَنَاطِیرِ المُقَنطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَ الفِضَّۃِ وَ الخَیلِ المُسَوَّمَۃِ وَ الاَنعَامِ وَ الحَرثِ ؕ ذٰلِکَ

اوپر تلے لگے ہوئے ڈھیر سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان زدہ اور چوپائے اور کھیتی ، یہ

مَتَاعُ الحَیٰوۃِ الدُّنیَا ۚ وَ اللّٰہُ عِندَہٗ حُسنُ المَاٰبِ (١٤) قُل اَؤُنَبِّئُکُم بِخَیرٍ مِّن ذٰلِکُم ؕ

دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس بہترین لوٹنے کی جگہ ہے ○ فرما دو کیا میں تمہیں بتاؤں اس سے بھی بہتر

لِلَّذِینَ اتَّقَوا عِندَ رَبِّھِم جَنّٰتٌ تَجرِی مِن تَحتِھَا الاَنھٰرُ خٰلِدِینَ فِیھَا وَ

اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اپنے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور

اَزوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّ رِضوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ بَصِیرٌۢ بِالعِبَادِ ۚ (١٥) اَلَّذِینَ یَقُولُونَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

نہایت ہی پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے ○ جو لوگ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب بیشک ہم ایمان لائے

فَاغفِر لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ (١٦) اَلصّٰبِرِینَ وَ الصّٰدِقِینَ وَ القٰنِتِینَ

تو ہمارے گناہوں کی بخشش فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ○ صبر کرنے والے اور سچ اختیار کرنے والے، اور اطاعت کرنے والے

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ البَنِینَ: شہوت (خواہش) کی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کی طرف نفس کی انتہائی رغبت و میلان یعنی فطری طور پر عورتوں، بیٹوں اور مال و متاع کی خواہشات کی محبت انسان کے دل میں پیدا کردی گئی ہے۔ لیکن دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور آخرت باقی ہے۔

ذٰلِکَ مَتَاعُ الحَیٰوۃِ الدُّنیَا ۚ وَ اللّٰہُ عِندَہٗ حُسنُ المَاٰبِ: اس آیت میں واضح اشارہ ہے کہ اصل زندگی آخرت کی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: اَللّٰھُمَّ لَا عَیشَ اِلَّا عَیشُ الاٰخِرَۃِ (١٤) اے اللہ زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔

قُل اَؤُنَبِّئُکُم بِخَیرٍ مِّن ذٰلِکُم لِلَّذِینَ اتَّقَوا عِندَ رَبِّھِم جَنّٰتٌ: تقویٰ کی تعریف اور اقسام دیکھیے سورہ بقرہ: 37 کے تحت۔ جنات کی وضاحت دیکھیے سورہ بقرہ: 25 کے تحت۔

اس آیت مبارکہ میں واضح فرمایا کہ مسلمانوں کو دنیا میں حد سے بڑھ کر منہمک نہیں ہونا چاہیے، تقویٰ، پرہیزگاری اختیار کر کے جنت کا حقدار بن کر آخرت سنوارنے پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

اَلصّٰبِرِینَ وَ الصّٰدِقِینَ وَ القٰنِتِینَ وَ المُنفِقِینَ وَ المُستَغفِرِینَ بِالاَسحَارِ: اس آیت اور پہلے والی آیت

(١٤) صحیح بخاری، باب البیعۃ فی الحرب ان لا یفروا، الرقم: 2961

وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ (۱۷) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا

اور راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور مغفرت طلب کرنے والے سحر کے اوقات میں O اللہ نے گواہی دی کہ بیشک وہی ہے کوئی الٰہ نہیں مگر وہ اور

الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ (۱۸) اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫

فرشتوں اور علم والوں نے عدل کے ساتھ قائم ۔کوئی الٰہ نہیں مگر وہ غالب حکمت والا O بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے

میں متقی اور جنتی لوگوں کی نشانیاں بیان کی جارہی ہیں ۔صبر کا معنی دیکھیے سورہ بقرہ:153 کے تحت،

سچائی سے مراد قول، عمل اور عقیدے کی سچائی ہے اور سحری کے وقت مغفرت طلب کرنے کا ذکر کرکے واضح کیا کہ سحری کا وقت اجابتِ دعا کا مخصوص وقت ہے ۔ارشادِ نبوی ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر جلوہ فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور فرماتا ہے: مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ، مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ، مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ (۱۵) ہے کوئی جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سحر کے اوقات میں استغفار سے مراد نمازِ تہجد کے ساتھ استغفار کرنا ہے۔(۱۶)

حضرت لقمان نے اپنے نصائح میں اپنے بیٹے سے کہا: لَا تَكُوْنَنَّ اَعْجَزَ مِنْ هٰذَا الدِّيْكِ يُصَوِّتُ بِالْاَسْحَارِ وَاَنْتَ نَآئِمٌ عَلٰى فِرَاشِكَ (۱۷) یعنی مرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ تو سحر کے وقت بانگ دے اور تم اپنے بستر پر سوتے رہو۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِ: **شانِ نزول:** شام کے دو احبار (علماءِ یہود) مدینہ منورہ آئے دیکھ کر پہچان گئے کہ یہی ہجرت گاہ نبی آخر الزمان ہے پھر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر تمام علامات سے پہچان گئے پھر کہا: آپ محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم) ہیں؟ آپ نے فرمایا میں ہوں پھر کہا: کیا آپ احمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم) ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں احمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم) ہوں، پھر کہا: اگر آپ ایک سوال کا جواب دے دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔فرمایا سوال کرو۔انہوں نے کہا: بتائیں سب سے بڑی گواہی کونسی ہے؟ تو اس موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور وہ دونوں احبار مسلمان ہوگئے (۱۸)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو خانہ کعبہ میں 360 بت سجدہ میں پڑ گئے ۔(۱۹)

اللہ تعالیٰ کی گواہی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقلی دلائل قائم کرکے اور کتب سماویہ نازل فرما کر یہ عظیم الشان گواہی قائم فرمائی۔

ملائکہ پر کلام دیکھیے سورہ بقرہ:30 کے تحت۔"وَ اُولُوا الْعِلْمِ" سے مراد انبیاءِ عظام اور اُن کی امتوں کے علما ہیں۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ: اس آیت میں واضح اشارہ ہے کہ اللہ کے بندے عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، سیاسیات میں اسلام کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کریں۔لیکن افسوس کہ اسلامی ممالک میں معیشت سودی ہے، سیاسی نظام خلافِ اسلام ہے اور ثقافت ہندوانہ مغربی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے کہ وہ تمام شعبہ زندگی میں اسلامی قوانین اپنائیں۔

(۱۵) صحیح بخاری، باب الدعاء فی الصلوٰۃ من آخر اللیل، الرقم:1145 (۱۶) تفسیر قرطبی، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

(۱۷) تفسیر مظہری، تفسیر روح البیان زیر بحث آیت مذکورہ (۱۸) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۱۹) تفسیر قرطبی زیر بحث آیت مذکورہ۔

وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّکْفُرْ
اور نہیں اختلاف کیا اُن لوگوں نے جو کتاب دیئے گئے مگر اس کے بعد کہ اُن کے پاس علم آ گیا عناد کی وجہ سے اور جو لوگ اللہ کی
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (۱۹) فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ
آیتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے O اب اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو فرمادو میں نے اپنی ذات کو اللہ کا مطیع کرلیا ہے
وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا
اور جن لوگوں نے میری پیروی کی اور فرمادو اُن لوگوں کو جو کتاب دیئے گئے اور امیین کو کیا تم نے بھی اطاعت اختیار کی تو اگر وہ اطاعت اختیار
۲ ع ۸ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۠ (۲۰) اِنَّ الَّذِیْنَ
کرلیں تو بیشک انہوں نے ہدایت پالی اور اگر وہ روگردانی کریں تو آپ پر صرف ہدایت پہنچانا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے O بیشک جو لوگ
یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ
اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور انبیا کو ناحق قتل کرتے اور قتل کرتے اُن لوگوں کو جو انصاف کا حکم دیتے

﴾...... **وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ :** اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے توریت و انجیل میں نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم کی نشانیاں جاننے کے باوجود آپ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس کی وجہ صرف حسد اور دنیاوی مفادات تھے۔

﴾...... **وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ:** یہاں نبی اکرم (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم) کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر اسلام کی حقانیت پر ہر قسم کے دلائل قائم کرنے اور معجزات کے ظہور کے باوجود بھی یہود روگردانی کریں تو اب آپ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم) کی تبلیغ دین کی ذمہ داری پوری ہوگئی ہے اور آپ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم) نے اپنا فرض ادا کرنے کا حق ادا کر دیا ہے لہٰذا اب یہ ہدایت نہ قبول کرنے کے خود ذمہ دار ہیں۔

﴾...... **اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ:** حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم سے سوال کیا کہ قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کسے ہوگا تو آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو نبی کو قتل کرے یا اسے قتل کرے جو نیکی سے روکے اور برائی کا حکم دے اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّم نے یہ دو آیتیں (آل عمران: 21 اور 22) تلاوت فرمائیں پھر فرمایا بنی اسرائیل نے ایک دن میں 143 انبیا کو ناحق قتل کیا اور اسی دن کے آخری حصہ میں 120 عابد علماء کو قتل کیا جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے کھڑے ہوگئے تھے (۲۰)

"**بِغَیْرِ حَقٍّ**" میں اشارہ ہے کہ انبیا عظام گناہوں سے معصوم ہیں اور کوئی ایسا جرم قتل وغیرہ نہیں کرسکتے جس کی وجہ سے اُن کو

(۲۰) تفسیر طبری، تفسیر در منثور، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ۔

النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۲۱) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ	
تو اُن کو درد ناک عذاب کی خوشخبری دو O یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے دنیا اور	
الْاٰخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۲۲) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ	
آخرت میں اور اُن کا کوئی مددگار نہیں O کیا تم نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جو کتاب (توریت) کا ایک حصہ دیئے گئے انہیں	
اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۲۳) ذٰلِكَ	
اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے پھر ایک گروہ اُن سے روگردانی کرتا ہے اور وہ پھر جانے والے ہیں O یہ	
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۲۴)	
اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے کہا ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر چند دن گنے ہوئے اور انہیں فریب میں ڈالا اُن کے دین میں جو وہ افترا کرتے تھے O	

قتل کرنے کا کوئی جواز ہو۔

......**اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۘ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ:** پہلے تین جرم بیان ہوئے (۱) اللہ کی آیتوں (نشانیوں) کے ساتھ کفر (۲) انبیاء کو قتل کرنا، (۳) نیکی کا حکم کرنے والے علماءِ حق کو قتل کرنا۔

اس آیت میں تین سزائیں بیان ہوئیں (۱) دنیا میں اعمال کا ضائع ہونا (۱) آخرت میں اعمال کا ضائع ہونا، (۳) آخرت میں کوئی اُن کی مدد نہیں کرے گا۔

مسئلہ: عام مومنین کو قتل کرنے والا فاسق ہے۔ لیکن انبیاءِ عظام کو قتل کرنے والا کافر ہے نیز نبی کی توہین کفر ہے۔

......**اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خیبر کے ایک یہودی مرد وعورت کے زنا کا مقدمہ بارگاہِ نبوی میں پیش ہوا چونکہ دونوں محصن (آزاد، عاقل، بالغ، شادی شدہ) تھے لہذا نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے توریت کے حکم کے مطابق سنگسار کرنے کا حکم دیا، یہود نے انکار کیا تو توریت لانے کا فرمایا۔ جب توریت لائی گئی یہود کے سب سے بڑے عالم ابن صوریا نے زنا کے احکام پر ہاتھ رکھ لیا اور آگے پیچھے سے پڑا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ابن صوریا سے ہاتھ اٹھانے کے لیے کہا تو وہاں محصن کی سزا سنگسار کرنا تھی جبکہ جرم زنا گواہی سے ثابت ہو جائے اور حاملہ عورت کی سزا وضع حمل (بچہ پیدا ہونے) تک مؤخر کرنے کا حکم تھا۔

چنانچہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے دونوں کو سنگسار کرادیا اور یہود اس کے بعد بھی نہ ماننے پر مصر رہے تو اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا (۲۱)

......**ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ:** یہود کی اپنی گھڑی ہوئی باتوں سے ایک یہ تھی کہ اُن کے بڑوں نے چالیس روز بچھڑے کی پوجا کی تھی لہذا انہیں عذاب صرف چالیس دن ہونا ہے۔ دوسری یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام

(۲۱) تفسیر مظہری زیر بحثِ آیت مذکورہ۔ صحیح بخاری، باب: قل فاتوا بالتوراۃ، الرقم: 4556

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۲۵)
تو کیا حال ہوگا جب ہم انہیں جمع کریں گے اس روز جس میں کوئی شک نہیں اور پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے O
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ
عرض کرو: اے اللہ! ملک کے مالک تو بادشاہی دیتا ہے جسے تو چاہے اور تو بادشاہی واپس لے لیتا ہے جس سے تو چاہے اور تو عزت دیتا ہے
مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (۲۶) تُوْلِجُ
جسے تو چاہے اور ذلت میں رہنے دیتا ہے جسے تو چاہے، تیرے دستِ قدرت میں بھلائی ہے بیشک تو ہر ممکن پر قادر ہے O تو داخل کرتا ہے
الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ
رات کو دن میں اور تو داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور تو نکالتا ہے مردہ کو

سے وعدہ کیا تھا کہ اُن کی اولاد کو عذاب نہیں ہوگا اور تیسری کہ وہ انبیاء کی اولاد ہیں لہٰذا اُن کا جنتی ہونا یقینی ہے۔

...... **قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ:** بعض مفسرین کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے روم اور ایران کے ممالک فتح ہونے کی خوشخبری سنائی (جیسا کہ دورِ فاروقی میں ایران اور روم کا دار الحکومت حمص فتح ہوا) تو یہود نے استہزا کیا تو اِن دونوں آیتوں کا نزول ہوا۔ (۲۲)

اور بعض مفسرین کے مطابق غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب) میں خندق کھودنے کے دوران نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک چٹان پر تین ضربیں لگائیں پورا مدینہ منورہ روشن ہوگیا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے تین بار اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا پہلی ضرب میں حیرہ کے محلات نظر آئے، دوسری میں روم کے سرخ محلات اور تیسری میں صنعاءِ یمن کے محلات، ان سب کو میری امت فتح کرے گی۔ تو اسی موقع پر یہود اور منافقین نے استہزا کیا تو ان آیتوں کا نزول ہوا۔ (۲۳)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو یہ آیتیں پڑھ کر ایران اور روم کے ممالک فتح ہونے کی دعا کا حکم دیا گیا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی نبی کو دعا کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (۲۴)

...... **تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ:** رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے سے مراد یہ ہے کہ کبھی لمبی رات کر کے چھوٹی رات کر کے دن کو لمبا کر دیا جاتا ہے اور اسی طرح لمبے دن کو چھوٹا کر کے چھوٹی رات کو لمبا کر دیا جاتا ہے۔

مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالنے کی مثال جیسے زندہ جانور سے بے جان انڈہ پیدا ہوتا ہے اور ماں کے پیٹ میں مردہ گوشت کے ٹکڑے میں روح ڈال کر اسے زندہ کیا جاتا ہے۔ یا پھر معنوی موت یا زندگی مراد ہے جیسے کافر مردہ سے زندہ مومن یا جاہل مردہ سے زندہ عالم یا اس کے برعکس ہوتا ہے۔

(۲۲) تفسیر قرطبی، تفسیر بغوی، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ (۲۳) تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، تفسیر ابی السعود، تفسیر روح المعانی (۲۴) تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ

مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲۷) لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ	
زندہ سے اور تو جسے چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے O نہ بنائیں مومنین کافروں کو دوست	
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً	
مومنوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا تو اللہ سے اس کا کوئی تعلق نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے ڈرو ڈرنا	

قرض اتارنے کا وظیفہ:

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے مقروض تھے۔ یہودی دروازے پر کھڑا تھا۔ اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ جمعہ میں شریک نہ ہو سکے تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے پوچھنے پر نماز جمعہ میں غیر حاضری کی وجہ بتائی تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر روز یہ وظیفہ پڑھو: اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ تک (آل عمران: 26، 27) پھر پڑھو: رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اور فرمایا اگر تم پر دنیا بھر کے سونے کا قرض بھی ہو تو اسے اللہ اتار دے گا (۲۵)

دشمن سے محفوظ ہونے اور دشمن پر غالب ہونے اور جنتی ہونے کا وظیفہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور آل عمران کی آیتیں: شَهِدَ اللّٰهُ سے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تک (آل عمران: 17، 18) اور پھر اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ تک (آل عمران: 26، 27) ہر نماز کے بعد پڑھنے والا مقبولِ شفاعت ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔ پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے جنت میں مقام خطیرۃ المقدس ملنے، روزانہ ستر حاجتیں پوری ہونے، گناہوں، ہر دشمن و حاسد سے پناہ ملنے اور اس پر غالب ہونے کی خوشخبری دی (۲۶)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ: اس آیت میں کفار سے قلبی دوستی اور رازداری سے منع فرمایا پھر وعید فرمائی: وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ یعنی جو ایسا کرے گا تو اس کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

لیکن اب تو کئی مسلمان، کئی حکمران اور کئی شاہی خاندان نہ صرف دشمنانِ اسلام سے دوستی قائم کیے ہوئے ہیں بلکہ اُن کے غلام بنے ہوئے ہیں اور اُن کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوفناک سازشوں میں مصروف عمل ہیں۔ (العیاذ باللہ من ذالک)

مسئلہ: البتہ کفار سے تجارت، انسانی فلاح و بہبود اور امن و آشتی کی مشترکہ کوششوں میں شامل ہونا، مشترکہ دشمن سے جنگی معاہدہ کرنا اور غیر مسلموں سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی اجازت ہے۔

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً: یعنی اگر کسی علاقے میں مسلمانوں کی جان، مال، عزت اور اولاد کو خطرات لاحق ہوں تو کفار کے شر سے بچنے کے لیے اضطرار کی رخصت کے طور پر ہر مناسب تدبیر اختیار کرنے کی اجازت ہے اور ایسے علاقے سے اولین فرصت میں ہجرت کرنا واجب ہے۔

(۲۵) معجم کبیر، الرقم: 323۔ مجمع الزوائد، باب دعاء من اصابہ ھم، الرقم: 17441 (۲۶) تفسیر در منثور، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ، کنز العمال، الرقم: 5056

وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ
اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنی ذات سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے O فرما دو اگر تم چھپاؤ جو تمہارے سینوں میں ہے یا تم اسے ظاہر کرو
یَعْلَمْہُ اللّٰہُ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾
اللہ اسے جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر ممکن پر قادر ہے O
یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖۛ وَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ
جس دن ہر جان پائے گی جو بھی اس نے بھلائی کا عمل کیا، حاضر اور جو بھی برائی کا عمل کیا، چاہے گی کہ کاش اس کے درمیان
اَنَّ بَیْنَہَا وَ بَیْنَہٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ قُلْ اِنْ ع ۱۱ ۳
اور اس کے برے اعمال کے درمیان دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں کے ساتھ بہت مہربان ہے O فرما دو اگر
کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۱﴾
تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے O

...... **وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ:** پہلے فرمایا کہ کفار سے قلبی دوستی کرنے والے کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اب فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

...... **وَ اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ:** یعنی دنیا کی زندگی عارضی و بے ثبات ہے اور تم نے اپنے اعمال کے حساب و کتاب اور جزا و سزا کے لیے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔

...... **قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ:** اس میں واضح فرمایا کہ تم اپنے ظاہری اور مخفی اعمال اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ عالم الغیب ہے اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے ہر چیز کو جانتا ہے۔

...... **یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا:** یعنی قیامت کے روز انسان کچھ چھپا نہ سکے گا بلکہ اس کے اپنے ہاتھ پاؤں اور اس کے دیگر اعضا اعمالِ نیک و بد کی گواہی دیں گے۔

...... **تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَہَا وَ بَیْنَہٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا:** یہاں بھی بُرے لوگوں کا آخرت میں اپنی بداعمالیوں پر پچھتاوے کا ایک منظر بیان کیا گیا ہے

...... **وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ:** اللہ تعالیٰ ایک بار پھر کفار کی قلبی دوستی اور کفار سے مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی واضح فرما دیا کہ ایسے لوگوں کی فوری گرفت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ بندوں پر انتہائی مہربان ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرما کر انہیں اصلاح کے مواقع فراہم فرماتا ہے۔

...... **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ : شانِ نزول:** وفدِ نجران، یہودِ مدینہ اور کفارِ مکہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ نصاریٰ نجران نے کہا: ہم عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت، اللہ کی محبت کی وجہ سے کرتے ہیں اور

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ (٣٢) اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی
فرما دو اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، تو اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا O بیشک اللہ نے چن لیا
اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (٣٣) ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ
آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو کچھ جہانوں پر O ایک نسل جن کے بعض ہیں بعض سے

یہود مدینہ نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں اور کفار مکہ نے کہا: ہم بتوں کی عبادت، اللہ کی محبت میں کرتے ہیں تاکہ یہ بت ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔ تو اس آیت کا نزول ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی اتباع کے بغیر کوئی شخص اللہ کا محبّ یا محبوب ہونے کے دعویٰ میں صادق نہیں ہوسکتا۔ (٢٧)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَّا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ (٢٨) اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا اُن کے لیے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ یعنی عوام تو عوام ہیں حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے بعد انبیاء کے لیے آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانا اور آپ کی شریعت پر چلنا لازم ہے۔

قرآن کے ساتھ حدیث بھی سرچشمہ اسلام ہے:

منکرینِ حدیث کہتے ہیں ہمیں قرآن ہی کافی ہے حدیث کی کوئی ضرورت نہیں (العیاذ باللہ من ذالک) اس آیت میں اتباع رسول کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور اتباع قول و فعل میں ہوتی ہے اور نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کا قول و فعل ہی حدیث ہے لہٰذا اس آیت مبارکہ کی رو سے حدیث پاک کا دلیل و حجت اور سرچشمہ اسلام ہونا اظہر من الشمس ہے اور ارشاد نبوی ہے: أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ وَعَظْتُ وَاَمَرْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ (٢٩) ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیے پر ٹیک لگائے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی کچھ حرام کیا جو اس قرآن میں ہے۔ خبردار! اللہ کی قسم! میں جو تمہیں وعظ کرتا ہوں اور جو حکم دیتا ہوں اور جن اشیاء سے منع کرتا ہوں بے شک وہ (وعظ، حکم، نہی) قرآن کی مثل ہے یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔

❀...... قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ: اس آیت سے بھی قرآن کے ساتھ حدیث کا دلیل ہونا ثابت ہورہا ہے بلکہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (٣٠) اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور حدیث پاک میں ہے مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ (٣١) جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

❀...... اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ: اطاعت رسول کے بعد انبیاءِ عظام کے فضائل بیان فرمائے تاکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ جو اللہ کے حبیب اور پوری مخلوقات کے لیے رحمۃ للعالمین ہیں

(٢٧) تفسیر مظہری، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ (٢٨) شعب الایمان، الرقم: 174۔ مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب، الفصل الثانی، الرقم: 177
(٢٩) سنن ابی داؤد، باب فی تعشیر اهل الذمه، الرقم: 3050 (٣٠) سورہ نساء: 80 (٣١) صحیح بخاری، باب یقاتل من وراء الامام، الرقم: 2957

وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿ۚ۳۴﴾ اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ

اور اللہ سننے والا علم والا ہے ○ جب عمران کی بیوی نے کہا اے میرے رب میں نے تیرے لیے نذر مانی جو میرے پیٹ میں ہے

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتۡہَا قَالَتۡ رَبِّ

(خالص تیرے لیے) آزاد کیا ہوا تو مجھ سے قبول فرما، بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے ○ جب اسے جنم دیا تو عرض کی اے میرے رب!

کی اطاعت کی اہمیت واضح ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام کے مخصوص ذکر کی وجہ آپ کا بنی نوع انسان کا والد ہونا، خلیفۃ اللہ فی الارض اور مسجودِ ملائکہ ہونا وغیرہ ہے

حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں کہ آپ کے بعد تمام انسان آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خصوصی ذکر کرنے کی وجہ ایک لاکھ سے زائد انبیاءِ کرام علیہم السلام آپ کی اولاد سے ہیں اور سید المرسلین حضرت محمد رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بھی آپ جدِ امجد ہیں۔

اس مقام پر ''آل عمران'' کا خصوصی ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی بیٹی حضرت مریم علیہا السلام اور آپ کے نواسے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خصوصی ذکر اور فضائل وکمالات اس جگہ موجود ہیں۔ ''آل'' پر کلام دیکھیے سورہ بقرہ:49 کے تحت

''عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ'' میں الف لام استغراقِ حقیقی کے لیے نہیں ہے (۳۲) اس پر مفصل کلام دیکھیے تفسیراتِ افضلیہ سورہ بقرہ:47 کے تحت۔

...... **اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا :** حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران بن ماثان ہیں جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران بن یصھر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب ہیں ان کے درمیان 1800 سال کی مدت ہے۔ (۳۳)

یاد رہے کہ **نذر شرعی** یہ ہے کہ مسلمان کسی عبادت کو جو فرض نہ ہو، اسے اپنے آپ پر فرض کرلے جیسے نذر مانی کہ فلاں کام ہو گیا تو حج کروں گا۔ نذر شرعی چوں کہ عبادت ہے لہذا نذر شرعی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی اور کی عبادت شرک ہے۔

نذر عرفی : ہدیہ، نذرانہ، تحفہ اور ایصال ثواب پر بولی جاتی ہے لہذا اللہ کے نام کی نذر کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور مجازاً کہنا کہ یہ فلاں بزرگ کی نذر و نیاز ہے شرعاً درست ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ مسجد اللہ کی عبادت کے لیے بنائی اور اس کا ثواب اپنے کسی بزرگ کو پہنچایا تو ظاہر ہے کہ وہ مسجد اللہ کی عبادت کے لیے ہے لیکن مسجد حاجی عبد اللہ کہنا بھی جائز ہے کہ اس کا ثواب حاجی عبد اللہ کو پہنچے گا کہ صحابہ کبار کے نام کی مسجدیں مدینہ شریف میں موجود ہیں جیسے مسجد فاطمہ، مسجد سلمان فارسی وغیرہ

مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے بیٹا وقف کرنے کا رواج تھا اور حضرت حنّہ بنت فاقوذا کا خیال تھا کہ بیٹا ہوگا اور اسے مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کردوں گی۔

...... **فَلَمَّا وَضَعَتۡہَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُہَاۤ اُنۡثٰی :** پریشان ہوئیں کہ یہ لڑکی نسوانی عوارض، کمزوری اور مردوں سے پردہ کرنے کی وجہ سے کیسے مسجد اقصیٰ کی خدمت کرے گی۔

(۳۲) تفسیر خزائن العرفان زیر بحث آیت مذکورہ (۳۳) تفسیر کبیر زیر بحث سورہ آل عمران آیت نمبر 34

اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ۚ وَ اِنِّیْ

میں نے اسے لڑکی جنم دیا ہے، اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے جنم دیا، اور نہیں تھا وہ لڑکا اس لڑکی کی مثل، اور بیشک میں نے

سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (۳۶)

اس کا نام مریم (عابدہ) رکھا ہے اور بیشک میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے O

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ کَفَّلَهَا زَکَرِیَّا ؕ کُلَّمَا دَخَلَ

تو اسے اس کے رب نے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے پروان چڑھایا اچھا پروان اور اُن کا نگہبان بنایا زکریا کو، جب بھی زکریا

عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ؕ

اُن کے عبادت خانہ میں جاتے تو اُن کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم! یہ تمہارے لیے کہاں سے آیا؟

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۳۷)

کہا: وہ اللہ کے پاس سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے O

وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی: حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت وعظمت لڑکے سے کہیں زیادہ ہے جس کے بطن سے بغیر شوہر کے روح اللہ وکلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

مریم عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی عربی زبان میں عابدہ (عبادت گزار عورت) ہے۔

وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بنی آدم میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے ماسوائے حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے (۳۴)

یہ دعا حضرت حنّہ کی ہے جبکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: اے میرے رب اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے محفوظ فرما (۳۵)

کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا: حضرت مریم علیہا السلام ایک دن میں ایک سال کے برابر پروان چڑھتی تھیں (۳۶)۔ آپ کی والدہ حضرت حنّہ نے نذر پوری کرنے کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کو مسجد اقصیٰ میں چھوڑا تو مسجد اقصیٰ کے ستر اَحبار میں سے ہر ایک نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی سرداری میں حضرت عمران کی بیٹی کی نگہبانی کرے گا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اِن اَحبار کے سردار، نبی اور حضرت مریم کے خالو تھے آپ کی اجازت کے بغیر کوئی مسجد اقصیٰ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور قربانیاں بھی آپ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے تھے۔ قرعہ اندازی کا فیصلہ ہوا تو قرعہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا اور آپ حضرت مریم کے نگہبان مقرر ہوئے۔

(۳۴) صحیح بخاری، باب: وانی اعیذ ھا بک، الرقم: 4548 (۳۵) صحیح ابن حبان، باب ذکر وصف تزویج علی بن ابی طالب، الرقم: 6944 (۳۶) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

هُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّکَ سَمِیْعُ
اس جگہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو دعا کو
الدُّعَآءِ (۳۸) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی
سننے والا ہے ○ تو اس کو فرشتوں نے آواز دی، حالانکہ وہ عبادت گاہ میں کھڑے نماز ادا کر رہا تھا، بیشک اللہ تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے
مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۳۹) قَالَ رَبِّ اَنّٰی
جو کلمۃ اللہ (حضرت عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی صالحین سے ○ عرض کی: اے میرے رب! کیسے
یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ (۴۰)
میرے ہاں بیٹا ہوگا حالانکہ مجھے بڑھاپا آچکا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے، فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے ○

محراب: کسی مقام پر اونچی اور اعلیٰ ترین جگہ کو کہا جاتا ہے۔ یہاں مسجد کے ساتھ عبادت کا حجرہ مراد ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی حجرہ عبادت میں داخل ہوتے تو بے موسم پھل موجود پاتے، فرماتے یہ پھل اور کھانے کی چیزیں کہاں سے آتی ہیں تو حضرت مریم علیہا السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ کے پاس سے۔

کرامت کی تعریف وثبوت: کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر خلافِ عادت واقعہ ظاہر ہو تو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے، یہ آیت بھی کرامت کا ثبوت ہے۔

﴾...... **هُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً**: حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر 120 سال اور آپ کی بیوی اشیاع کی عمر 98 سال ہو چکی تھی۔ اولاد پیدا ہونے کی عمر ختم ہو چکی تھی لیکن آپ نے بے موسم پھل دیکھ کر بے موسم کی اولاد کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کے حجرہ عبادت میں دعا کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کے پاس اللہ سے دعا کرنا سنتِ انبیاء ہے۔ نیز اس سے مزاراتِ اولیاء پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے۔

﴾...... **فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی**: یہ فرشتوں کی جماعت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو سفید لباس اور انسانی صورت میں تھے۔

﴾...... **مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ**: حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ کلمۃ اللہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا فرمایا۔

حَصُوْرًا کا معنی عورتوں سے بچنے والا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ آپ نے شادی پر قدرت کے باوجود شادی نہیں کی۔ علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام پاکبازی کی وجہ سے عورتوں سے بچتے تھے نہ کہ کسی جسمانی عذر کی وجہ سے کیونکہ انبیاء جسمانی عیوب سے پاک ہوتے ہیں۔

(۳۷) شفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل والضرب الثانی مایتفق التمدح بکثرتہ، ج 1، ص 88

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَ اذْکُرْ

عرض کی: اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا مگر اشارہ سے اور تم

رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْکَارِ (۴۱) وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ ع ۴ ۱۲

اپنے رب کا بہت ذکر کرو اور بہت پاکی بیان کرو شام اور صبح O جب فرشتوں نے مریم سے کہا: بیشک اللہ نے

اصْطَفٰکِ وَ طَهَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (۴۲) یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ

تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کر دیا ہے اور آج کے جہان کی عورتوں سے پسند کر لیا ہے O اے مریم! اپنے رب کے لیے ادب سے قیام کرو اور

وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (۴۳) ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ؕ وَ مَا کُنْتَ

سجدہ کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ O یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اور آپ اُن کے پاس

لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَ مَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ (۴۴)

نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈال رہے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کا نگہبان بنے گا اور آپ اُن کے پاس نہیں تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے O

...... **قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا:** آپ اِن تین دنوں میں تسبیح، تکبیر اور دیگر اذکار زبان سے کرتے تھے لیکن لوگوں سے کلام نہیں کر سکتے تھے یہ نشانی تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولادِ نرینہ عطا فرما رہا ہے۔

...... **وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ**

اِصْطَفٰىكِ سے مراد مریم علیہا السلام کو خدمت مسجد اقصیٰ کے لیے قبول کرنا، بے موسم پھلوں کا غیبی رزق دینا، بغیر شوہر کے بیٹا دینا، جس نے والدہ کی گود میں کلام کیا اور روشن معجزات دکھائے۔

طَهَّرَكِ سے مراد کفر و شرک و فسق سے پاک کرنا، حیض و نفاس سے پاک کرنا اور اخلاقِ رذیلہ سے محفوظ رکھنا ہے۔

اِصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ سے مراد سب کے نزدیک اُس زمانہ کی عورتوں ہیں جبکہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھن اپنے فضائل و کمالات کی وجہ سے تمام زمانوں کی عورتوں سے افضل خواتین ہیں

...... **ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ:** اس سے عطائی علم غیب کا ثبوت واضح ہے اور یہی صحیح عقیدہ ہے کہ اللہ کا علم اور ہر صفت ذاتی ہے اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کا علم اور ہر صفت عطائی ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو جو ہو چکا اور جو ہو گا کا تفصیلی علم عطا فرمایا ہے۔

...... **وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ:** ستر احبار جن قلموں سے توریت لکھتے تھے، سب نے اپنی قلمیں دریائے اُردن میں قرعہ کے لیے ڈالیں تو سب بہہ گئیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کی قلم پانی میں کھڑی ہوگئی۔

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ ٭ۖ اسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی
جب فرشتوں نے کہا: اے مریم بیشک اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ
ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ
بن مریم ہے، بڑی عزت والا دنیا وآخرت میں اور قرب دیئے ہوؤں سے O اور کلام کرے گا لوگوں سے پالنے میں
وَ کَہۡلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ وَلَدٌ وَّ لَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ ؕ
اور پکی عمر میں اور صالح لوگوں سے ہے O کہا کہاں سے ہو گا میرا بچہ حالانکہ مجھے کسی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا
قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۴۷﴾
کہا: اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے جب کسی کام کا ارادہ فرمائے تو اسے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے O

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ ٭ۖ اسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ :

بِکَلِمَۃٍ سے "کلمہ کن" مراد ہے جس سے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مسیح کا معنی ہے ہاتھ پھیرنے والا اور اندھوں کوڑھوں کو شفا دینے والا (۳۸) اور حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ آپ ایک دن میں پچاس پچاس ہزار بیماروں کو شفا دیتے تھے (۳۹) اور اگر مسیح عبرانی زبان سے ہو تو اس کا معنی "مبارک" ہے۔

عیسیٰ عربی ہے اور عبرانی میں یشوع ہے جس کا معنی سید اور سردار ہے۔ مسیح لقب ہے، عیسیٰ نام اور ابن مریم کنیت ہے۔

وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ : (بڑی عزت والا دنیا وآخرت میں اور قرب دیئے ہوؤں سے) دنیا میں معجزات اور کثیر پیروکاروں کی وجہ سے اور آخرت میں نبی مرسل اور اعلیٰ بندگی واخلاق حسنہ کی وجہ سے۔

وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ وَکَہۡلًا : جب مریم علیہا السلام کے ہاں بغیر شوہر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو خاندان نے کنواری مریم سے بچہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا اور اپنی والدہ کی برأت بیان کی اور اپنا منصب نبوت بیان کیا اور کہا: اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ؕ۟ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا O ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے

کَہۡلًا : (پکی عمر) سے مراد یہ ہے کہ آپ قرب قیامت آسمان سے زمین پر مسجد دمشق شام میں نازل ہوں گے، امام مہدی سے مل کر دجال کو قتل کریں گے اور نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت کو غالب کریں گے۔ یہود ونصاریٰ اور سب غیر مسلم اسلام میں داخل ہوں گے اور آپ دنیا میں خیر و برکت، خوشحالی اور امن وآشتی لائیں گے اور وفات پا کر روضہ رسول میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ متصلاً جانب شمال میں دفن ہوں گے۔

وفد نجران پر واضح کیا جا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور آپ پر بچپن، جوانی کے مختلف مراحل آئے یہ سب علامتیں مخلوق اور حادث ہونے کی ہیں جب کہ الٰہ برحق ان تمام عیوب سے پاک ہے۔

قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ : اللہ تعالیٰ اسباب ظاہری

(۳۸) تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ، (۳۹) تفسیر خازن زیر بحث سورہ آل عمران آیت نمبر 49 (۴۰) سورہ مریم :30

وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ (۴۸) وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬

اور اس کو خوب سکھائے گا لکھنا اور دانائی اور توریت اور انجیل ○ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ

بیشک میں تمہارے رب کی طرف سے روشن نشانی لایا ہوں، بیشک میں مٹی سے پرندے کی صورت بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں

فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ

تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہوجائے گا اور میں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں

بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۴۹) ۚ

بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھنے والے ہو ○

سے ہٹ کر اسباب خفیہ کے تحت یا بغیر اسباب کے بھی جو پیدا کرنا چاہے اس پر قادر ہے اور یہ کن فیکون صرف سمجھانے کے لیے ہے
وگرنہ اس کی بھی اسے ضرورت نہیں۔ صرف ارادہ کرنا ہی کافی ہے۔

﴾...... **وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ:** کتاب سے مراد علم کتابت ہے، حکمت سے مراد یہاں موجودات کے حقائق کا علم اور تہذیب اخلاق اور اعمال صالحہ کا علم ہے

﴾...... **وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ:** اس سے ثابت ہوا کہ آپ صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے لیکن ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (۴۱) ترجمہ "مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔" آپ زمین و آسمان، عرش و کرسی، ملائکہ، چاند، سورج، ستارے اور مخلوقات کے ایک ایک ذرے کے لیے رسول ہیں اور ہر مخلوق آپ کی رحمت سے مستفید و مستفیض ہو رہی ہے

﴾...... **اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ:** ان نشانیوں سے پانچ کا ذکر اس سے اگلی آیتوں میں فرمایا (۱) مٹی کی مورتی میں پھونک مارتا ہوں تو وہ پرندہ ہو جاتی ہے۔ (۲) مادرزاد اندھوں کو بینا کرتا ہوں۔ (۳) لاعلاج سفید داغ والے کو شفا دیتا ہوں (۴) مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور (۵) بتاتا ہوں تم کیا کھاتے ہو اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ تم گھر میں کیا جمع کرتے ہو۔

(۴۲) یہ چمگادڑ کی مورتی تھی جسے پھونک مار کر زندہ کیا اور وہ اڑنے لگ پڑی۔

نوٹ: یہ دور حکمت اور حکیموں کے عروج کا تھا۔ موت، اندھاپن، کوڑھاپن کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہوتا تھا اور نبض پر ہاتھ رکھ کر حکماء بتا دیتے تھے کہ آج کیا کھایا ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ، اندھوں کو بینا اور کوڑھوں کو درست کر کے نہ صرف پیٹ میں کیا ہے بلکہ گھر میں کیا ہے کی غیب کی خبریں دے کر ایسے معجزات دکھائے جس کی مثال لانا کسی حکیم یا عالم کے لیے ممکن نہ تھا اور حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا زمانہ فصاحت و بلاغت کا تھا عرب، غیر عرب کو عجمی (یعنی گونگے) کہتے تھے اس لیے قرآن مجید نے پورے عرب کو قرآن کی ایک سورت کی مثل کلام بنانے کا چیلنج کیا جس کا وہ جواب نہ دے سکے اور چیلنج ہے کہ قیامت تک پوری دنیا ئے کفر ایسا نہ کر سکے گی

(۴۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد، الرقم: 523۔ جامع ترمذی، الرقم: 1553 (۴۲) تفسیر کبیر زیر بحث آیت مذکورہ

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ

اور تصدیق کرنے والا ہوں اس توریت کی جو میرے سامنے ہے اور تاکہ میں حلال کروں کچھ چیزیں جو تم پر حرام کی گئیں اور میں تمہارے پاس لایا

بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ (۵۰) اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

ہوں بڑی نشانی تمہارے رب کے پاس سے، تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو O بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے، اس کی عبادت کرو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (۵۰) فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ

یہ سیدھا راستہ ہے O پھر جب عیسیٰ نے اُن سے کفر محسوس کیا تو کہا کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے چار مردے زندہ کیے: نمبرا: عاذر، نمبر۲: عاشر، نمبر۳: ایک بوڑھی عورت کا بیٹا، نمبر۴: سام بن نوح (۴۳)

معجزہ کی تعریف : معجزہ کا معنی ہے عاجز کرنے والی چیز اور شرع شریف میں معجزہ اس خلافِ عادت کام کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور مخالف اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پانچ قسم کے معجزات عطا کیے گئے۔ اسی طرح تمام انبیاء کو گنتی کے چند معجزات عطا کیے گئے لیکن ہمارے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو لاتعداد معجزات عطا کیے گئے بلکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے سارے جسم مبارک کو معجزہ بنا دیا گیا۔ آپ کے پیشاب، پسینہ، تھوک، خون سے خوشبو برآمد ہونا آپ کے دانتوں سے نور کا نکل کر دیواروں سے ٹکرانا، آپ کے بال مبارک میں شفا اور مشکل کشائی کی صفات کا ہونا وغیرہ ان گنت جسمانی معجزات ہیں تفصیل کے لیے دیکھیے مشکوٰۃ المصابیح، کتبِ صحاح ستہ اور کتبِ سیرت۔

معجزہ کے متعلق ایک اہم وضاحت : اللہ تعالیٰ نے نبوت کی خصوصی حفاظت کی ہے کہ خرقِ عادت کام نبوت کے جھوٹے مدعی کے ہاتھ پر ظاہر نہیں فرماتا جبکہ ولایت کے جھوٹے مدعی سے خرقِ عادت جادو وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

❁...... **وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ** : اُونٹ کا گوشت، دودھ، چربی، مچھلی اور کچھ پرندے حرام تھے جنہیں آپ علیہ السلام نے حلال کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا نبی شارعِ دین (قانون بنانے والا) ہوتا ہے۔

❁...... **اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ** : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ، روح اللہ اور روشن معجزات پیش کرنے کے باوجود واضح کر رہے ہیں کہ معبود صرف اللہ ہے نہ میں اللہ کا بیٹا ہوں اور نہ معبود ہوں۔ **صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ** سے عقیدہ کا درست ہونا اور عمل کا صالح ہونا مراد ہے۔

❁...... **فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ** : اس سے ثابت ہوا کہ بندگانِ خدا سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور وسائل و اسباب سے مدد مانگنا درست ہے۔ قرآن نے اسے شرک قرار نہیں دیا بلکہ صالحین کا طریقہ قرار دیا ہے۔

(۴۳) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت مذکورہ۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ

حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں O اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے اس

اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ

پر جو تو نے نازل فرمایا اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کی تو ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ دے O اور انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی

الثلثة خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ۧ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ ۵ ع ۱۳

اور اللہ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے O جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ بیشک میں تیری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں

...... **قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ: حواری** :حور سے بنا ہے جس کا معنی سفیدی ہے۔ یہ بارہ آدمی تھے۔ حواری وفادار اور مخلص ساتھیوں کو کہا جاتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ (۴۴) ہر نبی کے حواری (مخلص ساتھی) ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔

...... **اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ:** اس سے ثابت ہوا کہ پہلے انبیاءِ عظام کے دین کا نام بھی اسلام ہے۔ اکثر بنیادی عقائد ایک جیسے ہیں۔ عبادات اور احکام میں کچھ فرق ہے لیکن نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت پر اسلام دین کامل کی صورت اختیار کر گیا جس میں مشارق و مغارب کے تا قیامت لوگوں کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

...... **وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ:** عربی زبان میں ''مکر'' کا معنی خفیہ تدبیر ہے۔ اچھی تدبیر اور بری تدبیر پر ''مکر'' کا اطلاق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اچھی خفیہ تدبیر کا معنی لینا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بری تدبیر اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔

لیکن اردو زبان میں مکر کا لفظ ہمیشہ دھوکے اور فریب کے معنی میں آتا ہے لہذا اردو زبان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے مکر کا لفظ استعمال کرنا بے ادبی و گستاخی ہے۔

یہود کا مکر وفریب تھا کہ انہوں نے ایک شخص جس کا نام طیطیانوس بتایا گیا ہے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور طیطیانوس کی صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بنا دی جسے یہود نے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا لیکن بعد میں واضح ہوا کہ یہ مقتول عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے بلکہ طیطیانوس تھا اور بعض نے اس شخص کا نام یہودا بتایا ہے (۴۵)

...... **اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ :** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا اور وہ قربِ قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے جبکہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا گیا تھا اور مرزائے قادیان کا نظریہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور کشمیر میں آپ کی قبر ہے (۴۶)

اسلامی عقیدہ کی دلیل یہ ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (۴۷) ترجمہ: اور انہوں نے

(۴۴) صحیح بخاری، باب فضل الطلیعۃ، الرقم: 2846۔ صحیح مسلم، باب من فضائل طلحۃ والزبیر، الرقم: 2415 (۴۵) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۴۶) مسیح ہندوستان میں، ص 3۔ (۴۷) سورہ نساء: 157، 158

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۵۵) فَاَمَّا الَّذِيْنَ

نے کفر کیا روزِ قیامت تک، پھر میری طرف تمہارا پلٹنا ہے تو میں فیصلہ کردوں گا تمہارے درمیان جس میں تم اختلاف کرتے تھے ○ لیکن وہ لوگ

كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۫ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۵۶) وَ

جنہوں نے کفر کیا تو میں انہیں سخت عذاب دوں گا دنیا اور آخرت میں اور اُن کا کوئی مددگار نہیں ○ اور

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (۵۷)

اور لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کیے وہ انہیں پورا پورا اجر دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ○

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ (۵۸) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

یہ ہم اسے آپ پر تلاوت کرتے ہیں آیات اور حکمت والے ذکر سے ○ بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک

كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (۵۹) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا تو وہ ہوگیا ○ (اے سننے والے) یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۶۰) فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

(اے سننے والے) تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا ○ پھر جو تم سے جھگڑے اس (عیسیٰ) کے بارے میں اس کے بعد کہ تمہیں علم آچکا

غالب ہیں اور ان شاء اللہ قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی، دجال اور یہود کے ساتھ قتال کر کے یہود کی بیخ کنی کر دیں گے اور مسلمان سیاسی طور پر پھر غالب آجائیں گے اور ممکن ہے کہ امتِ مسلمہ میں ایسی بیداری پیدا ہو کہ سب اسلامی ممالک مل کر مسجد اقصیٰ یہودیوں سے آزاد کرالیں اور ایک بار پھر مسلمانوں کو سیاسی غلبہ حاصل ہو جائے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ: یہاں کفر سے مراد یہود کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ یہ لوگ اسلام سے قبل اور ہجرتِ مدینہ کے بعد دنیا میں اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار رہے اور قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی اِن کے خلاف شدید جہادی اقدامات اٹھائیں گے حدیث پاک میں ہے کہ جب دجال اور یہود کے خلاف جنگ ہوگی تو پتھر کہیں گے: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ ترجمہ: اے مسلمان، اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے تو آ اور اس کو قتل کردے (۵۰)

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ: جب نصاریٰ نجران نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ کہتے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ

(۵۰) صحیح مسلم، باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل، الرقم: 2922، مسند احمد، الرقم: 9398

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف

تو فرما دو آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو بلاتے ہیں

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (۶۱) اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَ مَا

پھر ہم مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں O بیشک یہ یقیناً سچا بیان ہے اور کوئی

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۶۲) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ (۶۳) ع ۶ / ۱۴

الٰہ نہیں مگر اللہ اور بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔O پھر اگر وہ منہ پھیریں تو بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو جاننے والا ہے O

نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندہ اور رسول ہیں اور کلمۃ اللہ ہیں جو حضرت مریم علیہ السلام کی طرف القا کیا گیا تو نصاریٰ نجران نے غصہ سے کہا کبھی باپ کے بغیر آپ نے کوئی بیٹا دیکھا ہے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (۵۱) جس میں یہ بتایا گیا کہ آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے بنائے گئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ظاہری اسباب کے بغیر بھی اشیاء کو پیدا کرنے پر قادر ہے۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ

وفد نجران کو مباهله کا چیلنج

یہ واقعہ 10 ہجری کا ہے وفدِ نجران سے تفصیلی گفتگو ''آل عمران'' کے آغاز میں گزر چکی ہے۔

مباهله کا معنی ہے دو فریق نہایت عاجزی سے ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت (عذاب کے نزول) کی التجا کریں۔

جب نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے عیسائیوں کے غلط عقائد اور خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ کا بیٹا نہ ہونے بلکہ بندہ و رسول ہونے پر نا قابل تردید دلائل بیان فرمائے تو نصاریٰ لاجواب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو حکم فرمایا کہ آپ نصاریٰ نجران کو مباہلہ کا چیلنج فرمائیں اس پر وفدِ نجران نے اگلے دن تک کی مہلت مانگ لی۔

نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی چار بیٹیوں میں سے تین: حضرت رقیہ 2 ہجری، حضرت زینب 8 ہجری اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن 9 ہجری میں وفات پا چکی تھیں لہذا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے ایک جانب پکڑا اور حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو پیچھے کھڑا کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلِيْ (۵۲) اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور پھر ان سے کہا جب میں نصاریٰ کے خلاف اللہ کی لعنت پڑنے کی دعا کروں تو تم نے آمین کہنی ہے۔

ادھر عیسائیوں نے مشاورت کی تو وفدِ نجران کے ایک سردار عاقب عبدالمسیح نے کہا: تم پہچان چکے ہو کہ حضرت محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ) واقعۃً نبی مرسل ہیں اور جو بھی کسی سچے نبی سے مباہلہ کرے تو اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

اس موقع پر بڑے پادری (لاٹ پادری) اُسقف نے کہا: يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى اِنِّيْ لَاَرٰى وُجُوْهًا لَوْ سَأَلُوا اللّٰهَ اَنْ يُّزِيْلَ جَبَلًا مِنْ مَّكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوْا (۵۳) ترجمہ: اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سے سوال

(۵۱) تفسیر مظہری زیر بحث آیتِ مذکورہ (۵۲) صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب، الرقم: 2404۔ جامع ترمذی، باب و من سورۃ آل عمران، الرقم: 2999

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ

فرمادو اے اہل کتاب! آؤ ایسے کلمہ کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان ہم نہ عبادت کریں مگر اللہ کی اور کسی کو ہم اس کا

بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا

شریک نہیں ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے تو اگر وہ روگردانی کریں تو کہو تم گواہ رہو

کریں گے کہ اللہ پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو ہٹا دے گا۔ اس لیے مباہلہ کا ارادہ چھوڑ دو۔

اس پر نصاریٰ نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اتمام حجت کے بعد وفدِ نجران کو بتایا کہ اب ہم تمہارے خلاف قتال کریں گے جس پر وفدِ نجران نے کہا: آپ قتال نہ کریں ہم آپ کے زیرِ حکومت ذمی بن کر رہیں گے اور جزیہ: دو ہزار جوڑے سالانہ، ایک ہزار صفر المظفر میں اور ایک ہزار رجب المرجب میں ادا کریں گے جسے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے قبول فرما لیا۔ (۵۴)

اس موقع پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عذاب نصاریٰ نجران پر منڈلا رہا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو خنازیر اور بندروں کی شکل میں مسخ ہو جاتے اور نجران کو آگ کے شعلے اپنی لپیٹ میں لے لیتے حتیٰ کہ جانور بھی جل جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے تمام نصاریٰ نجران ہلاک ہو جاتے۔ (۵۵)

سود پر ذمیوں سے بھی حکم قتال: اس معاہدہ میں یہ بھی تھا کہ نجران کے نصاریٰ اسلامی ریاست میں سودی کاروبار نہیں کریں گے بصورت دیگر اُن کے خلاف قتال کیا جائے گا۔

مباہلہ کا شرعی حکم:

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مباہلہ کا چیلنج فرمایا تھا اس طرح کسی ولی کامل کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کشف یا خواب یا بیداری میں حکم فرمائیں تو مباہلہ ہوتا ہے جیسے حضرت سیدنا پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے 22 مئی 1908ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں خطاب جمعۃ المبارک میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج کیا تھا تو 26 مئی 1908ء کو مرزائے قادیان چوک دالگراں لاہور کی ایک عمارت میں ٹٹی خانہ میں بُری موت سے مر گیا۔

لیکن یاد رہے کہ عام لوگوں کو مباہلہ نہیں کرنا چاہیے کہ اگر لعنت بھیجنے کی التجا قبول نہ ہو تو اس پر مسلمانوں کی رسوائی ہو سکتی ہے۔

...... **قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ:** عیسائیت کے ردِ بلیغ اور اسلام کی حقانیت پر شاندار گفتگو جس کا وفدِ نجران کے پاس جواب نہ تھا اور مباہلہ کا چیلنج اور وفدِ نجران کے اس سے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد ادیان سماویہ کا مرکزی عقیدہ یعنی عقیدہ توحید کی دعوت دی اور اس کے ضمن میں تین نکات بیان فرمائے (۱) اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے، (۲) کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور (۳) مذہبی رہنماؤں کو حلال و حرام میں تصرف کرنے کے اختیارات دے کر انہیں ''رب'' کا درجہ نہیں دیں گے اور یہ دعوت تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو دی جا رہی ہے۔

عبادت کیا ہے ؟ کسی ہستی کے الٰہ ہونے کے اعتقاد کے ساتھ اس کے لیے انتہائی عاجزی و انکساری اختیار کرنا تفصیل کے لیے دیکھیے سورہ فاتحہ آیت نمبر 4 کے تحت یا ہمارے مقالہ ''مفہوم عبادت اور حقوق والدین'' کا مطالعہ فرمائیے۔

(۵۳) تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، روح المعانی زیر بحث آیت مذکورہ (۵۴) تفسیر بیضاوی تفسیر مدارک زیر بحث آیت مذکورہ (۵۵) تفسیر کبیر، بیضاوی، تفسیر خازن زیر بحث آیت مذکورہ

بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۶۴) یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِیْلُ
کہ بیشک ہم مسلمان ہیں O فرمادوا ے اہل کتاب کیوں تم جھگڑتے ہو ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں نازل کی گئی توریت اور انجیل
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۶۵) هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ
مگر اس کے بعد کیا تم عقل نہیں رکھتے O خبردار تم وہی ہو جنہوں نے جھگڑا کیا جس میں تمہیں علم ہے تو تم کیوں جھگڑتے ہو

شرک کیا ھے ؟ کسی ہستی کو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفاتِ ذاتیہ یا مستحق عبادت ہونے میں شریک (حصہ دار) بنانا۔ شرک کی تفصیل دیکھیے سورہ بقرہ: 135 کے تحت۔ ارباب ''رب'' کی جمع ہے۔ رب پر کلام دیکھیے سورہ فاتحہ: 1 کے تحت

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ہم احبار کی عبادت تو نہیں کرتے تھے، تو فرمایا: کیا اُن کے حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے میں ان کی اطاعت نہیں کرتے تھے؟ عرض کی: ہاں، تو فرمایا: فَتِلْکَ عِبَادَتُھُمْ یعنی یہی انہیں رب ہونے کا درجہ دینا ہے۔ (۵۶)

جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے 6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد قیصر روم ھِرَقْل کو دعوتِ اسلام کے لیے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نامہ مبارک ارسال فرمایا جس کا متن اس طرح ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ، سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ الْاَرِیْسِیِّیْنَ (۵۷)

ترجمہ: ''یہ خط محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل سربراہ روم کی طرف ہے۔ سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، حمد وصلوٰۃ کے بعد، بیشک میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام قبول کرلو تمہیں سلامتی ملے گی، اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا ثواب عطا فرمائے گا اور اگر تو نے روگردانی کی تو تجھ پر رعیت کا گناہ بھی ہوگا'' اس کے بعد یہی آیت مبارکہ نامہ مبارک میں تحریر فرمائی''۔

اھم مسئلہ : غیر مسلموں اور وہ کلمہ گو جو کسی کفر کے ارتکاب کی وجہ سے کافر ہوچکے ان کے لیے سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی لکھنا اور کہنا چاہیے نہ کہ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ :

وفد نجران مسجد نبوی سے نکل کر یہود سے ملے۔ یہود نے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصاریٰ نجران نے کہا: وہ عیسائی تھے تو اس آیت میں واضح کیا گیا کہ توریت وانجیل کا نزول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوا تھا کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً تین ہزار سال پہلے ہوئے ہیں۔ (۵۸)

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ : اے اہل کتاب! تمہیں نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی نشانیوں سے ان کی نبوت کا علم ہے اور تم اس میں جھگڑا کرتے ہو۔

(۵۶) معجم کبیر، الرقم: 218 ج 17 ص 92۔ سنن کبریٰ للبیہقی، الرقم: 20350 (۵۷) صحیح بخاری، الرقم: 7 (۵۸) تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی زیر بحث آیت مذکورہ

فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (٦٦) مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا

اس میں جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○ ابراہیم یہودی نہیں تھے ،

وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (٦٧) اِنَّ اَوْلَى

اور نہ نصرانی بلکہ وہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکین سے نہیں تھے ○ بیشک لوگوں سے

النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (٦٨)

ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی اور یہ نبی اور جو ایمان لائے اور اللہ مومنوں کا مددگار ہے ○

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

اہل کتاب کے ایک گروہ نے چاہا کہ کاش وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور وہ نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو

وَ مَا يَشْعُرُوْنَ (٦٩) يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (٧٠)

اور وہ شعور نہیں رکھتے ○ اے اہل کتاب! کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ تم گواہی دیتے ہو ○

فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ: تو تم جن باتوں کو نہیں جانتے جیسے ملتِ ابراہیمی کی تفاصیل تم ایسی باتوں میں کیوں جھگڑا کرتے ہو۔

شانِ نزول: وفدِ نجران اور یہود کے درمیان جھگڑا ہوا اور دونوں نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کو منصف مقرر کیا تو اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا (۵۹)

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: ابراہیم علیہ السلام جو توریت و انجیل سے پہلے ہوئے وہ یہودی، نصرانی نہ تھے بلکہ "حنیف" ہر باطل سے جدا اور موحّد و مسلم تھے اور مشرکین سے نہ تھے۔ اس میں تعریض ہے کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ بیٹا قرار دے کر کفر و شرک کرتے ہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کفر و شرک کے خلاف جہاد سے عبارت ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ حقدار پہلی امتوں کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے عقیدۂ توحید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کی اور اب یہ نبی آخر الزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم ہیں جنہوں نے ملتِ ابراہیمی کا احیا کر کے اس کی تکمیل فرمائی یا پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے ماننے والے ہیں جنہوں نے ملتِ ابراہیمی کا علم بلند کرنے کے لیے جان، مال، اولاد، وطن، خاندان، کاروبار اور عزتوں کی قربانیاں دیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ: یعنی توریت و انجیل کی رو سے تم پر نبی آخر الزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کی صداقت واضح ہو چکی ہے تو پھر تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیوں کرتے ہو۔

(۵۹) تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۶۰) تفسیر بیضاوی، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

ع ۷ | ۱۵

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۷۱)

اے اہل کتاب !تم کیوں حق کو باطل سے ملاتے ہو اور تم حق کو چھپاتے ہو ،حالانکہ تم جانتے ہو ۔ O

وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْٓا

اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا: تم ایمان لاؤ اس (کتاب) پر جو اتاری گئی ایمان والوں پر صبح کے وقت اور انکار کردو

اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۷۲) وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى

سرشام ،شاید وہ (اسلام سے) برگشت ہو جائیں O اور تم یقین نہ کرو مگر اس پر جو تمہارے دین کی پیروی کرے ۔فرمادو بیشک ہدایت

هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ

اللہ کی ہدایت ہے، کہ کوئی دیا جاسکتا ہے جیسے تم دیے گئے یا وہ تمہارے رب کے پاس تمہارے خلاف حجت قائم کریں گے،فرمادو بیشک فضل

﴾...... **يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ:**
تَلْبِسُوْنَ بنا ہے لَبْسٌ سے، لَبس کا معنی ہے ڈھانپا یا خلط ملط کرنا۔ یعنی تم توریت وانجیل میں تحریف (ردوبدل) کرکے نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی نشانیاں اور احکام شریعت کو کیوں بدلتے ہو اور دانستہ حق بات یعنی نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت ورسالت کی حقانیت کو کیوں چھپاتے ہو۔

﴾...... **اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ : شانِ نزول** :خیبر اور عرینہ کے بارہ علماءِ یہود نے سازش تیار کی کہ بوقت صبح اسلام قبول کرلیں اور شام سے پہلے یہ کہہ کر کہ پیغمبر اسلام سچے نبی نہیں ہیں ،اسلام چھوڑ دیں اس کے نتیجے میں مسلمانوں میں شکوک وشبہات جنم لیں گے اور کئی مسلمان بھی اسلام چھوڑ دیں گے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرما کر مسلمانوں کو یہود کی سازش سے بروقت خبردار فرمادیا۔(٦١)

﴾...... **وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ** :اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو ہدایت کاملہ کے ساتھ مبعوث فرمادیا ہے لہذا اب اتباع صرف پیغمبر اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہے۔

﴾...... **اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ**: اس بات پر پکے رہو کہ نبوت ورسالت بنی اسرائیل کے سوا کسی کے لیے نہیں یہ صرف بنی اسرائیل کا حق ہے۔

﴾...... **اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ**: اگر مسلمان کہیں کہ یہود نے نبی آخرالزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو توریت میں بیان کردہ نشانیوں سے پہچان لیا تھا اور مسلمان روز قیامت اللہ کے پاس یہود کے خلاف حجت قائم کریں گے تو اس بات کو بھی نہ مانو۔

(٦١) تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ

بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
اللہ کے دستِ قدرت میں ہے وہ اسے دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے O اپنی رحمت کے ساتھ وہ خاص کرلیتا ہے جسے وہ چاہتا
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ
ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے O اور اہل کتاب سے وہ ہے اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے وہ اسے تیری طرف ادا کردے
وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ
اور ان سے وہ ہے اگر تو اس کے پاس ایک دینار امانت رکھے وہ اسے تیری طرف واپس نہ کرے مگر جب تک تو اس (کے سر) پر کھڑا رہے اس کی وجہ
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾
یہ ہے کہ انہوں نے کہا: ہم پر ان پڑھوں میں کوئی مواخذہ نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں O

❁ ...... **يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ:** یہاں ''رحمت'' سے مراد نبوت ووحی ہے یعنی نبوت ورسالت کی نعمت کسی خاندان کی میراث نہیں ہے بلکہ نبوت ورسالت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور جسے وہ چاہے عطا فرمائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ (۶۲) ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کہاں اپنی رسالت رکھتا ہے۔

❁ ...... **وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ :شان نزول:** ایک قریشی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا تو مانگنے پر آپ نے ساری کی ساری امانت واپس کردی۔ ایک یہودی فنحاص بن عازورا کے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تو وہ مکر گیا اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔ (۶۳)

❁ ...... **بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ:** یہ یہود کے پیٹ کی گھڑی ہوئی شریعت تھی اور پھر انہی گھڑی ہوئی غلط باتوں کو وہ اللہ کی طرف منسوب کرتے اس لیے آگے فرمایا: وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ترجمہ: اور وہ اللہ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں ہمیشہ سے امانت کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے موقع پر نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس اپنے جانی دشمنوں کی امانتیں تھیں اور آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہ سب امانتیں ایک ایک پائی واپس کرکے ہجرت کریں۔ (۶۴)

اور ایک حدیث میں فرمایا: اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا اِلَّا الْاَمَانَةَ (۶۵) ترجمہ: شہادت فی سبیل اللہ ہر گناہ مٹا دیتی ہے مگر امانت (میں خیانت کرنا)۔

---

(۶۲) سورہ انعام: 124 (۶۳) تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۶۴) سنن کبریٰ للبیہقی، باب فی جاء فی الترغیب فی اداء، الرقم: 12696

(۶۵) شعب الایمان، باب الامانات وما یجب من ادائھا، الرقم: 4885، معجم کبیر، الرقم: 10527

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (۷۶) اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ

ہاں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور پرہیز گار رہا تو اللہ پرہیز گاروں سے محبت کرتا ہے○ بیشک وہ لوگ جو اللہ کے عہد

اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ

اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی قیمت خریدیں اِن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ اُن سے کلام کرے گا اور

لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۷۷) وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا

نہ اُن کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے○ اور بیشک اِن سے ایک گروہ

یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْکِتٰبِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ

ہے جو اپنی زبانیں کتاب کے ساتھ مروڑتا ہے تاکہ تم اسے کتاب سے سمجھو حالانکہ وہ کتاب نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں وہ

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ (۷۸)

اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے اور وہ اللہ پر جھوٹ کہتے حالانکہ وہ جانتے ہیں ○

…… **اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا:** اس سے مراد جھوٹی قسم کھانا ہے چاہے گواہی میں جھوٹی قسم کھائے، چاہے تجارت میں جھوٹی قسم اٹھا کر مال فروخت کیا جائے، چاہے کسی کے حق میں انکار میں جھوٹی قسم اُٹھائے۔ اس آیت میں جھوٹی قسم کھانے پر پانچ وعیدیں بیان کی گئیں ہیں اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ ترجمہ: یہ لوگ (۱) اِن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (۲) اور نہ ہی اللہ اُن سے کلام کرے گا (۳) اور نہ ہی اللہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا (۴) اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا (۵) اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حدیث پاک میں بھی جھوٹی قسم پر اور خصوصی طور پر کسی کا حق مارنے کے لیے جھوٹی قسم اٹھانے پر سخت ترین وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کا حق مارنے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی تو اس پر جنت حرام اور دوزخ لازم ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اگرچہ وہ چیز تھوڑی سی ہو فرمایا: اگرچہ ببول کے درخت کی شاخ کے برابر ہو۔ (۶۶)

…… **وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْکِتٰبِ:**

لوی: کِنَایَةً عَنِ الْکَذِبِ وَ تَخَرُّصِ الْحَدِیْثِ (۶۷) یعنی زبان مروڑنے سے جھوٹ اور جھوٹی بات گھڑنے کا اشارہ ہے یہود سے، کعب بن اشرف، مالک بن الصیف، ابو یاسر، شعبہ بن عمرو اور حیی بن اخطب وغیرہ نے توریت میں تحریف کرائی اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی بیان کردہ نشانیوں میں ردوبدل کیا۔

(۶۶) صحیح مسلم، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین، الرقم: 137 (۶۷) المفردات، کتاب الام، ج 1 ص 752

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحُكۡمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّىۡ

کسی انسان کے لیے (جائز) نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے تم اللہ کے سوا میرے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ لٰـكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ وَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ ۙ‏ (۷۹) وَ

عبادت گزار بن جاؤ اور لیکن تم رب والے ہو جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے تھے اور بوجہ اس کے کہ تم پڑھتے تھے ○ اور

لَا يَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرۡبَابًا ‌ؕ اَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡكُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (۸۰) ع ۸

نہ ہی وہ تمہیں حکم دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو ○

یہود جب گھڑی ہوئی آیتیں پڑھتے تو زبان مروڑتے تا کہ سننے والا سمجھے کہ واقعی اللہ کا کلام پڑھ رہے ہیں۔ یعنی وہ اپنے مفادات کی خاطر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے پر جری ہو چکے تھے اب اُن سے مسلمان ہونے کی توقع کیسے کی جا سکتی تھی لہٰذا پھر جہادی اقدامات کے ذریعے ان کے فتنہ وفساد کو ختم کیا گیا۔

...... **مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحُكۡمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّىۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ:**

عِبَادًا ''عَبۡد'' کی جمع ہے۔ ''عبد'' اگر اللہ کی طرف منسوب ہو جیسے عبد اللہ تو اس کا معنی عبادت گزار ہوتا ہے لیکن جب بندوں کی طرف منسوب ہو تو پھر غلام اور خادم کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سفر میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہوتا تھا فَکُنۡتُ عَبۡدَهٗ وَ خَادِمَهٗ (۶۸) ترجمہ: تو میں آپ کا عبد (غلام) اور خادم ہوتا تھا۔

چاروں مذہب کی کتب فقہ میں بھی غلام کے لیے عبد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور آج تک کسی فقیہ نے اس پر فتوئے شرک نہیں لگایا لہٰذا عبد الرسول، عبد المصطفیٰ، عبد النبی جیسے نام جائز ہیں۔

...... **وَلٰـكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ :** حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ربانین (رب والے) وہ علما ہیں جو اپنے عمل سے اپنے علم کی تکمیل کرتے ہیں (۶۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ (یعنی رب والے ہو جاؤ) سے مراد یہ ہے کہ تم دانشور علماء وفقہاء ہو جاؤ اور یُقَالَ الرَّبَّانِیُّ الَّذِیۡ یُرَبِّیۡ النَّاسَ بِصِغَارِ الۡعِلۡمِ قَبۡلَ کِبَارِہٖ (۷۰) یعنی اور فرمایا ربانی وہ ہے جو بڑے علوم سے پہلے چھوٹے علوم کی تعلیم دے۔

...... **وَ لَا يَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرۡبَابًا :** یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور صابئین ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ انبیا شرک کی تعلیم دینے سے پاک ہیں۔ اس صریح بہتان بازی سے باز آ جاؤ۔

(۶۸) المستدرک فصل فی توقیر العالم، الرقم: 434 (۶۹) تفسیر بغوی زیر بحث آیت مذکورہ (۷۰) صحیح بخاری، باب العلم قبل القول والعمل، ج 1 ص 24

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ
اور جب اللہ نے نبیوں سے پختہ عہد لیا یقیناً میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت عطا کی پھر تمہارے پاس رسول آئے تصدیق کرنے
مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى
والا اس کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور تم ضرور بالضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور تم نے
ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (۸۱)
بھاری ذمہ لے لیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کرلیا فرمایا تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں O

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ : حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بغوی کے حوالے سے روایت کی ہے کہ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْاَنْبِیَآءِ حِیْنَ اسْتَخْرَجَ الذُّرِّیَّۃَ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالْاَنْبِیَآءُ فِیْھِمْ کَالْمَصَابِیْحِ وَالسُّرُجِ وَاَخَذَ عَلَیْھِمُ الْمِیْثَاقَ فِیْ اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ (۷۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ انبیا سے فرما رہا ہے جب پشت آدم سے ذریات (اولادوں) کو برآمد کیا جن میں انبیا چراغوں کی طرح روشن تھے اور پھر سب سے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں میثاق (پختہ عہد) لیا۔

جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی گود میں کہا: اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ؕ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا O (۷۲) ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھ نبی بنایا ہے۔ اسی طرح اس آیت میں بھی اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ میں صیغہ ماضی ہے جس کا مفہوم یہی ہے کہ یقیناً جو میں نے تمہیں کتاب اور حکمت عطا فرما دی ہے۔ یعنی انبیاءِ عظام عالم دنیا میں آنے سے پہلے ہی نبوت اور کتاب عطا کردیئے گئے تھے اگرچہ بعثت نبوت دنیا میں ہوتی ہے۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ: اس آیت میں کہیں نہیں ہے کہ رسول تمہارے زمانہ میں آجائے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے علم میں بھی یہی تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام انبیاء کی بعثت کے بعد مبعوث ہوں گے لہٰذا مراد یہی ہونی چاہیے کہ جب یہ رسول آئیں تو تم ضرور بالضرور ان پر ایمان بھی لاؤ گے اور تم ضرور بالضرور ان کی مدد بھی کرو گے۔

اس آیت میں دیگر نکات کے ساتھ حیات الانبیاء فی القبور اور برزخ میں انبیاء کے لیے تصرفات کے اختیارات ثابت ہوئے اور حدیث پاک میں بھی ہے: "اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ، فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ." (۷۳) ترجمہ: بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

لہٰذا تمام انبیاء بعثت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد آپ پر ایمان بھی لائے اور آپ کی امداد بھی کی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شب معراج چھٹے آسمان پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بار بار اصرار کرکے پچاس نمازوں سے

(۷۱) تفسیر بغوی، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ (۷۲) سورہ مریم: 30 (۷۳) سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم الرقم: 1637

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۸۲) اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَ
تو جو اس کے بعد اس سے پھرے تو وہ لوگ فاسق ہیں ○ کیا اللہ کے دین کے سوا وہ چاہتے ہیں حالانکہ
لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ (۸۳)
اسی کا اطاعت گزار ہوا جو آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے○

پنجتالیس نمازیں معاف کرانے میں مدد کی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ وُّلَاةً مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ وَلِیِّیَ اَبِیْ وَخَلِیْلُ رَبِّیْ (۷۴) ہر نبی کے کچھ انبیاء مددگار ہیں اور میرے مددگار میرے جدامجد اور میرے رب کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ هٰهُنَا ذَهَبَ الْعَارِفُوْنَ اِلٰی اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ هُوَ النَّبِیُّ الْمُطْلَقُ وَالرَّسُوْلُ الْحَقِیْقِیُّ وَالْمُشَرِّعُ الْاِسْتِقْلَالِیُّ وَاَنَّ مَنْ سِوَاهُ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ حُکْمِ التَّبَعِیَّةِ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ: (۷۵)

ترجمہ: اس آیت کی رو سے عارفین نے فرمایا ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نبی مطلق، رسول حقیقی اور مستقل شارع ہیں اور دیگر تمام انبیاءِ عظام علیہم السلام، حضور صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے تابع ہیں۔

آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نبی الانبیاء ہیں یہ حقیقت شب معراج میں بھی واضح ہوئی جب آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی موجودگی میں مصلی امامت پر کھڑا کیا گیا اور قیامت کے روز بھی یہ حقیقت واضح ہو جائے گی جیسا کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَّوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ (۷۶)

ترجمہ: اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر فخر نہیں اور آدم اور انبیاء عظام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

اس آیت سے محفل میلاد کا ثبوت: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور خصوصاً انبیاءِ عظام کو جمع کر کے حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کی دنیا میں آمد اور آپ کی عظمتِ شان کا ذکر فرمایا اور اسی کو میلاد کہا جاتا ہے۔

...... **فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ:** اس سے مراد انبیاءِ عظام نہیں کیونکہ انبیاءِ عظام وہ میثاق سے پھر جانے اور فاسق ہونے سے بالاجماع معصوم ہیں لہذا یہاں انبیا کے علاوہ دیگر اولادِ آدم مراد ہے۔

...... **اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ:** اس مقام پر واضح کیا گیا کہ اس وقت دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ترین دین ہے۔ دینِ اسلام کے علاوہ تمام ادیان منسوخ ہو چکے ہیں یا باطل ہیں جیسے مجوسیت وغیرہ

...... **لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْهًا:** اس سے مراد عالم تکوین ہے۔ تکوینی نظام میں زمین و آسمان اور ہر مخلوق کو خوشی سے یا مجبوراً اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت چلنا ہوتا ہے حتی کہ کفار بھی تکوینی حالات کے پابند ہیں جیسے موت، بیماری وغیرہ میں

(۷۴) جامع ترمذی، الرقم: 2995۔ المستدرک، الرقم: 4030 (۷۵) تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت مذکورہ (۷۶) جامع ترمذی، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، الرقم: 3148

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ
فرما دو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو اتارا گیا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب
وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫
اور اولادوں پر اور جو دیئے گئے موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء اپنے رب کے پاس سے، ہم ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے
وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۸۴) وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ
اور ہم اسی کے اطاعت گزار ہیں O اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو ہرگز وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۸۵) كَيْفَ يَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ
خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا O اللہ کیسے ہدایت دے ایسی قوم کو جنہوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا اور انہوں نے گواہی دی کہ بیشک رسول
حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۸۶) اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
سچا ہے اور آئیں اُن کے پاس روشن نشانیاں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا O یہ لوگ ان کی جزا ہے کہ

...... **قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ:**
یہودونصاریٰ نے نبی آخرالزمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت اور قرآن مجید کا انکار کیا۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا لیکن اس مقام پر نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی امت کو حکم ہوا کہ ہم تمام انبیاء اور تمام کتب پر ایمان رکھتے ہیں۔

...... **لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ :** اس میں بھی واضح کیا گیا کہ ہم ایمان لانے میں رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی پر ایمان نہ لائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہیں اور ہم اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے تابع رکھتے ہیں

...... **وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ :** اس سے واضح کردیا گیا کہ اللہ تعالیٰ، اسلام کے سوا کسی دین، کسی نظریہ، کسی ازم کو قبول نہیں کرے گا اور اسلام کے سوا کسی دوسرے نظام کو اختیار کرنے والا کلمہ پڑھنے کے باوجود آخرت میں ایمان کی پونجی سے محروم ٹھہرے گا اس سے اُن لوگوں کے لیے جو کلمہ اسلام کا پڑھتے ہیں اور وہ تجارت سودی اختیار کرتے ہیں، ثقافت ہندوانہ و مغربی اختیار کرتے ہیں اور سیاست میں سیاست نبوی و سیاست خلفاء راشدین چھوڑ کر مغربی سیاست اور دیگر اقوام کی سیاستوں کی بات کرتے ہیں، واضح پیغام ہے کہ وہ تمام شعبہ زندگی میں دین کامل اسلام کی پیروی کریں وگرنہ آخرت میں وہ خسارہ اٹھائیں گے۔

...... **كَيْفَ يَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ :**
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت میں وہ یہود مراد ہیں جو نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ظہور پہلے سے آپ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے تھے اور آپ پر ایمان لانے کا وعدہ کرتے تھے اب جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری ہوگئی اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے معجزات کا ظہور ہو چکا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں

اَنَّ عَلَیۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ (۸۷) خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یُخَفَّفُ عَنۡهُمُ

ان پر اللہ اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے O وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ، اُن سے عذاب ہلکا نہیں کیا

الۡعَذَابُ وَ لَا هُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ (۸۸) اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَ اَصۡلَحُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ

جائے گا اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے O مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو بیشک اللہ

غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (۸۹) اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِهِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُهُمۡ وَ

بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے O بیشک وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا پھر وہ کفر میں اور بڑھے ہرگز اُن کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوۡنَ (۹۰) اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ هُمۡ كُفَّارٌ فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِهِمۡ

اور یہ لوگ گمراہ ہیں O بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور وہ مرگئے حالانکہ وہ کافر تھے تو ہرگز اُن میں سے کسی ایک

مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افۡتَدٰی بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ وَّ مَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ (۹۱) ع ۹ ۱۷

سے زمین بھر سونا قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ اس کا فدیہ دے ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور اُن کا کوئی مددگار نہیں O

توریت میں بیان کردہ نبی آخرالزمان کی تمام نشانیاں بھی پائی گئیں تو بنی اسماعیل سے حسد کی بنا پر کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے لیے کیسے ہدایت پیدا فرمائے یعنی یہ ہدایت کے حقدار نہیں رہے۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَ اَصۡلَحُوۡا: اس آیت میں یہود کو ایک بار پھر توبہ اور اصلاحِ احوال کی دعوت دی گئی۔ نیز اس آیت کے شانِ نزول میں مفسرین نے حارث بن سوید انصاری کا ذکر بھی کیا ہے جو کچھ لوگوں کے ساتھ مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کو توبہ قبول کرنے کا پیغام بھیجا جسے آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے قبول فرمالیا (۷۷)۔ مرتد کے احکام دیکھیے سورہ بقرہ: 177 اور توبہ پر کلام سورہ بقرہ: 37 کے تحت

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِهِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُهُمۡ: نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے مشرکین مکہ، یہود اور دیگر کفار کی توبہ قبول کی ہے یہ کون لوگ ہیں جن کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی: (۱) وہ شخص جو کفر سے توبہ نہ کرے صرف بداعمالیوں سے توبہ کرے (۲) جو شخص اپنے اندر کفر پر جما رہے اور بظاہر توبہ کرے (۳) مرتد غلیظ یعنی شاتم رسول کی توبہ وصال نبوی کے بعد قبول کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ (۴) جس پر موت کا وقت آجائے اور وہ کفر سے توبہ کرے اس وقت توبہ قبول نہیں۔

وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ: یعنی جس شخص کا خاتمہ کفر پر ہو اس کا کوئی مددگار نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت کافروں کے لیے نہیں ہوگی لیکن مومنین کے لیے شفاعت ہوگی۔ شفاعت پر کلام دیکھیے سورہ بقرہ: 48 کے تحت

الحمد للہ! تین پارے مکمل ہو گئے 30 جنوری 2019 / ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ، ڈسٹرکٹ جیل لاہور

(۷۷) تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی، تفسیر مظہری زیر بحث آیت مذکورہ